ترجمہ

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی - و - حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی

تفسیر سراج البیان

از
علامہ محمد حنیف صاحب ندوی

ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلشرز کشمیری بازار - لاہور (۸)

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❋❋❋ تنبیہ ❋❋❋

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

۸۶- وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○

۸۶ - اور جب وہ وہ کلام سنتے ہیں جو رسول پر نازل ہوا ہے، تو تُو دیکھتا ہے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو ٹپکتے ہیں اس لئے کہ انہوں نے حق پہچان لیا ہے کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے سو ہمیں گواہوں میں لکھ لے ف۱

۸۷- وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ○

۸۷ - اور ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ پر ایمان نہ لائیں، اور جو حق بات ہمیں [illegible] کہ ہمارا رب نیک لوگوں کے ساتھ ہمیں داخل کرے گا ○ ف۲

۸۸- فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ○

۸۸ - پس خدا نے بھی ان کے اس قول کے سبب انہیں بدلہ دیا۔ باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ نیکوں کا بدلہ ہے ○

جادو اثر قرآن

ف ۱ اہل کتاب میں حق و صداقت کے شیدائی جب قرآن حکیم کی تلاوت کو سنتے تو سینوں میں عرفان و حقیقت کا دریا موجزن ہو جاتا۔ اور آنکھیں محبت سے چھلکنے لگیں۔ گویا قرآن کی بادشاہی اس درجہ مسلّم ہے کہ کوئی ذی ہوش اور خود پسند انسان اسے سن کر ٹھہر سکتا نہیں رہ سکتا۔ شاہ حبشہ نے جب پہلے پہل حضرت جعفرؓ کی زبان فیض ترجمان سے کلام اللہ کی چند آیتیں سنیں تو بے قرار ہو گیا۔ اور دیر تک رقت و انفعال کے جذبات میں مستغرق رہا۔ واقعہ یہ ہے کہ خدا کی باتیں حقیقت و جمال کا مرقع ہوتی ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ ان کے جلوے عریاں کر دکھائے جائیں۔ اور [illegible] کا منظر نہ کھنچ جائے۔

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ سے مراد یہ ہے کہ ہمیں اپنی اُمت [illegible] میں [illegible] جو شہادت کے حق دار ہیں حق کی گواہی اور تبلیغ کرتے ہیں۔ اسی مناسبت سے مسلمانوں کو شُهَدَآءَ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ کہا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ کے دلنواز لقب سے نوازا گیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اہل کتاب جو جہل و انقطاع کی زندگی بسر کر رہے ہیں، جب قرآن کی دعوت کو سنتے ہیں، تو طبیعتوں میں ایک جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح سے مٹ کر ہمیں [illegible] بنا دے، اور قرآن جیسے چشمہ فیض کو ہر تشنہ کام حقیقت تک پہنچا دیں۔ اس دعوت کو عام کریں یعنی [illegible] سے لے کر قصر اسرار تک یہ روشنی پھیل جائے۔ وَيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۔

ف ۲ اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ قرآن ایمان باللہ اور حق کی دعوت ہے۔ اس لئے اس کا اقرار و اعتراف نہ کرنا، شقاوت و بدبختی کے مترادف ہے۔

حل لغات:۔ تَفِيْضُ۔ فیض۔ پانی کا فراوانی کی وجہ سے چھلک جانا۔ فَاَثَابَهُمْ۔ مصدر ثواب۔ یعنی اجر و

۸۹- وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ○

۸۹- اور جو کافر ہوئے، اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ وہی دوزخی ہیں ○ ف۱

۹۰- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ○

۹۰- مومنو! ستھری چیزیں جو خدا نے تمہارے لئے حلال کی ہیں حرام نہ ٹھہراؤ۔ اور حد سے نہ بڑھو۔ اللہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ○ ف۲

۹۱- وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ○

۹۱- اور اللہ کے دیئے ہوئے میں سے ستھری حلال چیزیں کھاؤ، اور اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان لائے ہو ○

۹۲- لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ

۹۲- خدا تم کو تمہاری بے فائدہ قسموں پر نہ پکڑے گا لیکن تم کو تمہاری ان قسموں پر پکڑے گا جن کو تم نے مضبوط باندھ لیا ف۳ پس ایسی قسموں کا کفارہ دس محتاجوں کو کھلانا ہے اوسط درجہ کا کھانا جو تم اپنے گھر والوں کو

ف۱

مقصد یہ ہے کہ نیکی اور برائی کچھ ذریعہ نہیں۔ ایک تعلیم کا آگاہ سمجھانا ہے۔ حق کی طرف فوراً جھک جانا چاہیے۔ فوز و حسن جنت کی نعمتیں ہیں۔ اور تم ہو ورنہ تکذیب و کفر کی وجہ سے ہولناک جہنم۔

ف۲ بیشتر کی آیات میں قسیسین اور رہبان کی تعریف مذکور ہے۔ مسلمانوں کے دل میں بھی محبت دنیا سے علیحدگی کی خواہش پیدا ہوئی۔ اور انہوں نے ترک لذات کا عہد کر لیا۔ گر شدت تک جب یہ معاملہ پہنچا۔ تو زبان وحی نے اس آیت میں روک دیا۔ اور کہا تحریم لذات جائز نہیں۔ دین ترک لذات اور تہذیب نفس کا نام نہیں۔ بلکہ جذبات میں اعتدال پیدا کرنے کا، اس لئے خدا کی سب نعمتیں تمہارے لئے حلال و طیب ہیں۔ سب اچھی چیزیں کھاؤ۔ مگر ایمان و تقویٰ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے۔

ف۳ مقصد یہ ہے کہ اسلام کا تعلق قلب و ارادہ سے ہے۔ وہ حرکات جو اضطراری ہیں، لائق مواخذہ نہیں۔ خطا ایمان کے لئے کفارہ مقرر فرمایا ہے۔ تاکہ مسلمان پاس عہد کی اہمیت کو محسوس کرے۔

امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں یہ اختلاف ہے۔ کہ اطعام و کسوت سے مراد تملیک ہے۔ یا محض تغذیہ و اعطاء۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کھانا کھلا دینا کافی سمجھتے ہیں۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تملیک ضروری خیال فرماتے ہیں۔

حلِ لغت

وَلَا تَعْتَدُوْا۔ مصدر اعتداء۔ زیادتی، حد اعتدال سے تجاوز۔

عَقَّدْتُّمْ۔ عقدٌ۔ گرہ دینا۔

الْاَيْمَان۔ جمع يَمِيْن۔ بمعنی قسم۔

كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

کھلاتے ہو یا اُس کا کفارہ اُن کو کپڑا دو یا ایک غلام آزاد کرنا پھر جو کوئی نہ پائے، وہ تین روز روزہ رکھے، یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھا بیٹھو اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو، اللہ یوں تمہیں اپنی آیتیں بتاتا ہے، شاید کہ تم شکر کرو ۝

۹۳ - يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

۹۳ - مومنو! سوائے اس کے نہیں کہ شراب اور جُوا، اور بُت، اور فال کے تیر، سب شیطان کے گندے کام ہیں۔ سو تم اُن سے بچو، شاید تمہارا بھلا ہو ۝ ف

۹۴ - اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ

۹۴ - شیطان تو یہی چاہتا ہے، کہ شراب اور جُوئے سے تمہارے درمیان عداوت اور بیر ڈالے، اور تمہیں خدا کے ذکر اور نماز سے روکے -

شراب اور جُوا

ف قرآن حکیم نے اخلاق انسانی کی پوری طرح حفاظت کی ہے اور ان تمام چیزوں کو ناجائز ٹھہرایا ہے جو اخلاقی طور پر مذموم ہیں اور جن کا استعمال نسل انسانی کے لئے تباہ کن ہے ۔

شراب اور جُوا دو بہت پرانی بیماریاں ہیں۔ عرب کے جاہل سے لے کر یورپ کے مہذب تک اس میں مبتلا ہیں۔ آج باوجود تعلیم و تربیت کے ارتقاء کے یہ دونوں چیزیں سوسائٹی کا جزو قرار پا گئی ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ان کی برائیاں تفصیل کے ساتھ بیان کی جائیں ۔

قرآن حکیم نے جو برائیاں گنائی ہیں وہ اس درجہ اہم اور درست ہیں۔ کہ ان میں شک و شبہ کی قطعاً گنجائش نہیں۔ یعنی بغض و عداوت کی تخلیق، اور نماز سے تغافل، شراب پینے اور جُوا کھیلنے سے ہمیشہ برائیاں ہوتی ہیں۔ اور نفسانی رقابتیں بروئے کار آتی ہیں جن کی وجہ سے امن و صلوٰت کو ہمیشہ خطرہ ہے تیز

نیک جذبات کا فقدان ہو جاتا ہے۔ ہر وقت دل و دماغ پر بیہودہ خیالات چھائے رہتے ہیں۔ اور انسان کوشاں رہتا ہے، کہ کسی نہ کسی طرح آتش ہوس کو ٹھنڈا کیا جائے۔ دماغی اور اخلاقی نشوونما رک جاتا ہے۔ فضائے ذہن میں شہوانی خیالات کے طوفان اٹھتے ہیں۔ اور آندھیاں چلتی ہیں۔ تابش حق کے لئے کوئی جگہ باقی نہیں رہتی۔ دل مردہ اور تاریک ہو جاتا ہے اللہ کی یاد اور محبت کا کوئی جذبہ موجود نہیں رہتا یعنی مجبور و لاچار انسان ہمہ ہوس و شہوت ہو کر رہ جاتا ہے ۔

حلِ لُغات

تَحْرِيْر - آزاد کرنا غلام اور کنیزک کا ۔

اَلْاَنْصَاب - تھان، بُت پرستی کے مقامات ۔

اَلْاَزْلَام - قرعہ کے پانسے ۔

فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ۝

۹۵- وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا ۚ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝

۹۶ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَحْسَنُوا ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝

۹۷- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللَّهُ بِشَيْءٍ مِنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ

پس کیا تم باز آنا چاہتے ہو؟ ف۱

۹۵- اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو، اور بچتے رہو، پھر اگر تم اطاعت سے پھر گئے، تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ صرف کھول کر پہنچا دینا ہے۔

۹۶- جو ایمان لائے اور نیک کام کئے اُن پر اس کا کچھ گناہ نہیں جو پہلے کھا چکے ہیں جب آگے کو ڈرے، اور ایمان لائے، اور عمل نیک کئے پھر ڈرے، اور ایمان لائے، پھر ڈرے اور نیک عمل کرنے لگے، اور اللہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔ ف۲

۹۷- مومنو! خدا تمہیں کچھ شکار میں کہ تمہارے ہاتھ اور نیزے اُسے پہنچیں گے آزمائے گا۔ تا کہ اللہ ظاہر کرے کہ کون اُس سے بن دیکھے ڈرتا ہے پھر جس نے اس کے بعد زیادتی کی تو اُسے دکھ دینے والا

ف۱

صحابہؓ کی اطاعت دیکھئے۔ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ کی آواز کو سنتے ہیں اور تسلیم و رضا کا پیکر بن جاتے ہیں۔ برسوں کے رسیا ایک دم شراب چھوڑ دیتے ہیں۔ اور ساغر و مینا توڑ دیتے ہیں۔ وہ مجلسیں جن میں شراب و صبا کے دور چلتے تھے۔ اب ذکر و شغل کے حلقوں میں تقسیم ہو گئی ہیں۔ صحابہؓ مسجدوں میں بیٹھ کر کوثر و تسنیم کے جام لنڈھاتے ہیں اور بادۂ کیف آور سے مخمور ہو جاتے ہیں۔ یہ ساقی مدینہ کا فیض ہے یثرب کی بستی سے وہ خانہ ساز اور تیز و تند شراب پلائی کہ مست أَحْسَنْتَ (آفرین) پکار اٹھے ہیں۔

بے علم معذور ہیں

ف۲ تکالیف شرعیہ کا اطلاق علم کے بعد ہوتا ہے ایک شخص جو یہ نہیں جانتا کہ اسلامی تعلیمات کیا ہیں۔ وہ مکلف بھی نہیں کہ اسلامی احکام کو بجا لائے۔

جب حرمت شراب کی آیات نازل ہوئیں۔ تو صحابہؓ کو بالطبع اُن لوگوں کا خیال آیا۔ جو شراب کی حرمت سے آگاہ نہیں یا جو ان آیات کے نزول سے پہلے فوت ہو چکے ہیں اور شراب کے عادی تھے۔ اس لئے پوچھا، کہ حضورؐ ان کا کیا حشر ہوگا۔ کیا وہ بھی ماخوذ ہوں گے؟ جواباً یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ اگر مے نوشی نے اُن کے اخلاق پر بُرا اثر نہیں ڈالا۔ اور وہ پاکباز رہے ہیں، تو عند اللہ معذور ہیں۔ بعض طاعنوں نے آیت کا مفہوم یہ سمجھا ہے، کہ اس میں خواص اور اتقیاء کو مے نوشی کی اجازت دی ہے یعنی اگر کوئی شخص شراب پی کر محتاط رہے۔ اور صلاح و تقوے کو ہاتھ سے نہ دے تو اس کے لئے اجازت ہے۔

مگر یہ بوجوہ غلط ہے۔

(۱) اسلام جس نظام تقویٰ کو پیش کرتا ہے شراب بجائے خود اس میں منافی ہے۔ اس غرض کے جو محفوظ و متین ہے۔

(باقی بر صفحہ نمبر ۲۹۳)

أَلِيمٌ ○

۹۸ - يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تَقْتُلُوا ٱلصَّيْدَ وَأَنتُمْ حُرُمٌ ۚ وَمَن قَتَلَهُۥ مِنكُم مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ ٱلنَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِۦ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ هَدْيًۢا بَٰلِغَ ٱلْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّٰرَةٌ طَعَامُ مَسَٰكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِۦ ۗ عَفَا ٱللَّهُ عَمَّا سَلَفَ ۚ وَمَنْ عَادَ فَيَنتَقِمُ ٱللَّهُ مِنْهُ ۗ وَٱللَّهُ عَزِيزٌ ذُو ٱنتِقَامٍ ○

۹۹ - أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ ٱلْبَحْرِ وَطَعَامُهُۥ مَتَٰعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۖ

عذاب ہوگا ○

۹۸ - مومنو! جب تم احرام میں ہو تو شکار نہ مارو۔ اور جو کوئی تم میں سے عمداً شکار مارے، تو اُس کا بدلہ اُس کی برابر کا مویشی دینا ہوگا۔ جو تم میں دو معتبر شخص ٹھہراویں گے، کہ کعبہ میں قربانی پہنچا دے، یا اُس کا کفارہ محتاجوں کو کھانا دینا یا اُس کے برابر روزے رکھنا۔ تاکہ وہ اپنے کام کا وبال چکھے۔ پہلے جو ہو گیا، خدا نے معاف کر دیا۔ اور جو کوئی پھر کرے گا اللہ اُس کو انتقام لے گا۔ اور اللہ غالب بدلہ لینے والا ہے ○

۹۹ - تمہارے لئے دریائی شکار اور اُس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے فائدہ کیلئے حلال کیا گیا ہے

(۳) اسلام میں خواص و عوام کی قطعاً تقسیم موجود نہیں تمام مسلمان تکالیف شرعیہ کے مکلف ہیں ۔

(۴) احادیث میں بصراحت تمام شراب کا استعمال ہر طور ناجائز قرار دیا گیا ہے حتیٰ کہ دوا کے لئے بھی آپ نے فرمایا، کہ حرام میں شفا نہیں ۔

حاصل شبہ آیت کے طرز بیان سے پیدا ہوتا ہے لَیْسَ کا استعمال مَا کے موقع پر اور بوجہ اِذَا حرف شرط جو استقبال کے لئے مختص ہے۔ اس کا ذکر، یہ قرائن ہیں جن سے اہل اندر کو الحاد کے لئے راہ نظر آتی ہے ۔

اس [illegible] کا جواب تو وہ ہے جو علامہ رازیؒ نے دیا ہے کہ آیت مستقبل کے معنی کو بھی شامل ہے یعنی وہ لوگ جو حرمت شراب کے حکم سے آگاہ نہیں۔ وہ اس وقت تک معذور ہیں جب تک کہ انہیں اس کا علم نہیں ہو جاتا ۔

صحیح جواب یہ ہے۔ کہ سرے سے اس آیت میں شراب کا ذکر ہی موجود نہیں۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ نیک اور صالح لوگ جو کچھ بھی کھائیں پئیں۔ صلاح و تقوے کو ملحوظ رکھیں جس کا ثبوت درجہ یہ ہے۔ کہ حلال و حرام کی قیود کو سمجھیں، تو ان کے لئے پُر تکلف اور پُر تنعم مطعومات جائز اور درست ہیں یعنی شراب کی حرمت جذبہ رہبانیت کے ماتحت نہیں، بلکہ اس لئے کہ یہ تقویٰ و احسان کے خلاف ہے ۔

حلِّ لغات

الصَّيْدُ - شکار ۔

النَّعَمِ - چارپایہ، اصل گائے بکری اونٹ کے یعنی وہ جانور جو عربوں کے لئے آسائش کا سبب تھے ۔

السَّيَّارَةِ - مسافر، چلنے پھرنے والے لوگ، مادہ سیر ۔

وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

اور تم پر جنگل کا شکار حرام ہے، جب تک تم احرام میں ہو۔ اور خدا سے ڈرو جس کے پاس جاؤ گے ۝ ف۱

۱۰۰۔ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ۭ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

۱۰۰۔ اللہ نے کعبہ کو جو بزرگی کا گھر ہے لوگوں کے لئے سبب انتظام ٹھہرایا ہے اور بزرگی والے مہینوں کو اور قربانی اور گلے میں تکلن والی قربانیاں۔ یہ اس لئے کہ تم جانو کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اللہ کو معلوم ہے اور اللہ ہر شے کو جانتا ہے ۝ ف۲

۱۰۱۔ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

۱۰۱۔ جان رکھو، کہ اللہ کا عذاب سخت ہے، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝ ف۳

۱۰۲۔ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ

۱۰۲۔ رسول کا اور کچھ ذمہ نہیں صرف پیغام پہنچا دینا ہے

ف۱

ان آیات میں اور اس قبیل کی آیات میں آداب حرم کا ذکر ہے کہ احرام کی حالت میں شکار کے لئے تعرض ناجائز ہے۔
البتہ دریا کا شکار یعنی مچھلی پکڑنا اور کھانا درست ہے۔
اس میں اختلاف ہے کہ اگر غیر محرم شکار کرے، تو احرام والے کے لئے کھانا جائز ہے یا نہیں۔
حضرت علیؓ ابن عباسؓ، ابن عمرؓ سعد بن جبیرؓ اور طاؤس قطعی حرمت کے قائل ہیں۔ امام شافعیؒ کا مسلک ہے کہ محرم اس وقت کھا سکتا ہے۔ جبکہ وہ خود شکار نہ کرے، اور اس کے ایماء پر شکار کیا جائے۔
امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ محرم بلاواسطہ اعانت نہ کرے تو جائز ہے۔ بصورت اعانت ناجائز۔

کعبہ ضروریات عامہ کا کفیل ہے

ف۲ اس آیت میں بَيْتُ الْحَرَامِ کو قِيٰمًا لِّلنَّاسِ قرار دیا ہے یعنی اس کے ساتھ لوگوں کی ضروریات دینی اور دنیوی وابستہ ہیں۔ یہ روحانیت اور معارف الٰہیہ کا منبع اور مرکز ہے۔ یہ ہی نہیں بلکہ مدنی مصالح کا کفیل ہے۔ دنیا کے طول و عرض سے لوگ آتے ہیں جو مختلف بولیاں بولتے ہیں۔ رنگ وغیرہ کے لحاظ سے ان میں کوئی رشتہ موجود نہیں ہوتا۔ مگر باوجود اس کے سب لوگ ایک میدان میں، ایک لباس میں، ایک مقصد لئے ہوئے معروف عبادت نظر آتے ہیں۔
کون جانتا تھا کہ ایسی غیر آباد بستی کو یہ فروغ حاصل ہوگا اور ساری کائنات کا محور قرار پائے گی۔
یہ محبوبیت، یہ ہمہ گیر قبولیت گواہ ہے کہ خدا سب کچھ جانتا ہے۔ اور اس کا علم نہایت وسیع ہے۔

ف۳ یعنی اللہ تعالیٰ مجرموں اور گنہگاروں کے لئے جہاں سخت گیر ہے۔ وہاں اپنے بندوں کے لئے غفور اور رحیم بھی بدرجۂ اتم ہے۔

حل لغات

الحرام = عزت، بیت الحرام یعنی عزت کا گھر۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝

اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو، یا چھپاتے ہو اللہ جانتا ہے ۝

١٠٣- قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ ع

١٠٣- تو کہہ پاک اور ناپاک برابر نہیں اگرچہ ناپاک کی کثرت تجھے پسند آئے، سو اے عقلمندو۔ خدا سے ڈرو۔ شاید تمہارا بھلا ہو ۝

١٠٤- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ۚ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝

١٠٤- مومنو! ایسی باتیں جن کی حقیقت اگر تم پر کھول دی جائے تو تمہیں بری معلوم ہو، رسول سے نہ پوچھا کرو۔ اور جب تم اُن کی حقیقت ایسے وقت میں پوچھو گے کہ قرآن اُتر رہا ہے تو اُن کا بھید تمہارے لئے کھول دیا جائے گا۔ خدا نے اُن کو درگزر کی۔ اور خدا بخشنے والا بردبار ہے ۝

١٠٥- قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ

١٠٥- ویسی باتیں تم سے پہلے لوگوں نے پوچھی تھیں

غیر ضروری موشگافیاں ممنوع ہیں!

ف ١

اسلام دین فطرت ہے۔ اسے نہایت سادہ اور جامع قرار دیا گیا ہے۔ اس میں اصول و مسائل کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے۔ زندگی کے ان ابواب سے بحث کی ہے جو ضروری اور دائمی ہیں۔ اور غیر ضروری تفصیلات کو ترک کر دیا گیا ہے۔ تاکہ قوائے عمل بیکار نہ ہو جائیں۔ اس آیت میں اسی تفصیل طلبی کے جذبہ سے روکا ہے۔ بات یہ تھی کہ بعض لوگوں نے ایسے سوالات پوچھے۔ جن کا جواب ان کے لئے تکلیف دہ تھا۔ مثلاً عبداللہ بن حذافہ نے پوچھا یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے؟ یہ شک کیا جاتا

تھے۔ آپ نے فرمایا۔ حذافہ بن قیس۔ ایک صاحب بول اٹھے۔ میرے ابا کہاں ہیں۔ حضورؐ نے جواب دیا۔ جہنم میں۔ سراقہ بن مالک نے پوچھا۔ کیا حج ہر سال ہم پر فرض ہے؟ آپ نے فرمایا۔ انما ھلک من کان قبلکم بکثرۃ سوالھم۔ یعنی پہلی قومیں محض ان موشگافیوں کی وجہ سے ہلاک ہوئیں۔ پس جو کچھ تم سے کہوں۔ بلا کم و کاست مان لو۔ اور جن منکرات سے روکوں۔ رک جاؤ ۝

أَصْبَحُوا بِهَا كٰفِرِينَ ○

۱۰۶۔ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۖ وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ○

۱۰۷۔ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلٰى مَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۚ أَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُونَ ○

۱۰۸۔ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۚ إِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ

ان کے منکر ہو گئے تھے ○

۱۰۶۔ خدا نے حرام مقرر نہیں کی کان چری اور نہ سانڈ اور نہ مسلسل مادہ بچے جننے والی اونٹنی اور نہ دس بچے جنانے والا اونٹ۔ لیکن کافر خدا پر جھوٹ باندھتے ہیں، اور ان میں بہتوں کو سمجھ نہیں ف۱ ○

۱۰۷۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو اللہ نے نازل کیا ہے اس کی طرف اور رسول کی طرف آؤ تو کہتے ہیں کہ جس بات پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے وہی ہمیں کافی ہے۔ بھلا اگر ان کے باپ دادا کچھ علم رکھتے ہوں اور نہ راہ جانتے ہوں تو بھی ○

۱۰۸۔ مومنو! تم اپنی جانوں کا فکر کرو۔ جب تم نے ہدایت پائی۔ تو گمراہ شخص تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ تم سب کو خدا ہی کی طرف لوٹ جانا ہے۔ پھر وہ تمہیں

ف۱

یہ مشرکانہ رسوم ہیں۔ عرب ان مواشی کو مقدس سمجھتے۔ اور بربنائے عظمت نہ ان کو ذبح کرتے اور نہ اپنے استعمال میں لاتے۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اس عقیدہ کی تردید کی ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک سب جانور یکساں ہیں۔ اور ان میں نفس تقدیس موجود نہیں۔ ہر جانور بہرحال جانور ہے۔ اور کوئی خوبی ان میں ایسی نہیں۔ جس کی وجہ سے ان میں سے کسی کو قابل تعظیم سمجھا جائے۔

مصیبت یہ تھی۔ کہ وہ محض آباؤ اجداد کی پیروی کرتے تھے۔ جب انہیں غور و فکر کی دعوت دی گئی۔ انکار کر دیا۔ اور کہہ دیا۔ ہم تو قدیم روایات کو نہیں چھوڑیں گے۔

حلِ لغات

بَحِيرَة۔ جب اونٹنی پانچ بچے جنے۔ اور آخری بچہ نر ہو۔ تو اس کا کان پھاڑ دیتے تھے۔ یہ تقدیس کی علامت ہے۔ اس کے بعد حرمت لازم ہو جاتی۔ بحر کے معنی پھاڑنے کے ہیں۔

السَّآئِبَة۔ بیماری، تکلیف یا خوشی اور سفر میں جب کسی اونٹ کو آزاد کر دیتے تو سائبہ کہلاتا۔ یعنی آزادی سے پھرنے چلنے والا۔

وَصِيلَة۔ بھیڑ بکری کے بطن سے اگر نر اور مادہ دونوں اکٹھے پیدا ہوتے۔ تو اسے وصیلہ کہتے یعنی نر اور مادہ کو باہم ملا دینے والی۔

حَام۔ معنی حمایت کرنے والا اور بچانے والا اونٹ جو دس بچے جنے وہ حام کہلاتا اور مقدس سمجھا جاتا۔

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

١٠٩- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ۚ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ○

١١٠- فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ

جتائے گا، جو تم کرتے تھے ○ ف۱

۱۰۹- مومنو! جب تم میں سے کسی کی موت حاضر ہو، تو وصیت کے وقت تم میں سے دو معتبر شخص چاہئیں ف۲۔ یا تمہارے سوا غیر مذہب کے دو شخص ہوں۔ اگر تم سفر میں ہو اور موت کی مصیبت آ جائے۔ اگر تمہیں اُن گواہوں کی نسبت شک ہو تو بعد نماز اُن دو گواہوں کو کھڑا کرو۔ کہ وہ دونوں اللہ کی قسم کھائیں اور کہیں کہ ہم مال پر قسم فروخت نہیں کرتے اگرچہ کوئی ہمارا قرابتی کیوں نہ ہو، اور ہم اللہ کی گواہی نہیں چھپاتے، ورنہ ہم گنہگاروں میں ہو جائیں گے ○

۱۱۰- پھر اگر تمہیں معلوم ہو کہ وہ دونوں گناہ سے حق گئے تو اُن کی جگہ اور دو شخص اُن لوگوں میں سے

عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ

ف۱ اس آیت میں بتایا ہے کہ اصلاح سے قبل صلاح و تقوے کی ضرورت ہے۔ اگر ہر شخص بجائے خود نیک اور متقی ہو جائے تو تبلیغ و اشاعت کی قطعاً ضرورت نہیں ●

سب سے پہلے خود پرہیزگار اور صالح بننے کی حاجت ہے۔ دنیا کی اصلاح اور قیادت کے میدان میں آ جائے اور ذاتی طور پر تقوے اور اصلاح نفس کے اسرار سے نا محرم ہو وہ شخص جو عامل نہیں ہے۔ کتاب و سنت کی پروا نہیں کرتا اور ذاتی طور پر سست و کاہل ہے معاملات میں اچھا نہیں سمجھا جاتا کہ جن کی اہمیت نہیں دیتا۔ اس سے کیا توقعات وابستہ کی جا سکتی ہیں۔ وہ جو کچھ کہے گا، اور جو کچھ کرے گا۔ ریاکاری اور دکھلاوے کے لئے جس کا اصل اثر نہیں ہوتا۔ اسلئے قرآن کی تعلیم یہ ہے کہ پہلے خود نفس کی اصلاح کرو، عادات و اخلاق کو سنوارو۔ اچھے اور نیک بنو۔ شریعت پر عمل کرو۔ خلوص و ایثار کا شیوہ اختیار کرو۔ پھر دیکھو۔ گمراہ معصیت سے تمہیں قطعاً نقصان نہیں پہنچے گا۔ تم کامیاب رہو گے۔ اور تمہاری ہدایت گمراہی اور ضلالت پر غالب آ جائے گی ●

ف۲ اس سے پیشتر کی آیت میں حفظ نفس کا ذکر ہے، اور اس میں حفظ مال کا ●

واقعہ یہ ہے کہ تمیم انصاری اور اس کا بھائی تجارت کی غرض سے ملک شام کی جانب نکلے۔ اُن کے ساتھ بدیل عمرو بن عاص کا غلام بھی تھا۔ جو مسلمان تھا۔ رستے میں بدیل یکا یک بیمار ہو گیا۔ اس لئے احتیاطاً اس نے اپنے سامان کی ایک فہرست مرتب کرلی۔ اور وصیت کی کہ اگر میں مر جاؤں۔ تو میری چیزیں میرے گھر پہنچا دینا۔ چنانچہ وہ مر گیا۔ ان کی نیت میں فرق آ گیا۔ کچھ چیزیں انھوں نے دیں۔ اور کچھ رکھ لیں۔ اتفاقاً چیزوں کی فہرست جو انھوں نے دیکھی۔ تو خیانت ظاہر ہو گئی۔ مقدمہ حضور کے دربار میں پیش ہوا۔ اسپر آیات نازل ہوئیں ●

حل لغات: شَهَادَةُ۔ گواہی ● عُثِرَ۔ معلوم ہو جاتے

الَّذِينَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْأَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ ۖ إِنَّآ إِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِينَ ○

١١١ - ذٰلِكَ أَدْنٰىٓ أَنْ يَّأْتُوا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ أَوْ يَخَافُوٓا أَنْ تُرَدَّ أَيْمَانٌۢ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوا ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِينَ ○

١١٢ - يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَآ أُجِبْتُمْ ۖ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ○

١١٣ - إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ

کھڑے ہوں جن کا حق دبا ہے اُن میں کے جو قریب کے ہوں پھر وہ اللہ کی قسم کھائیں کہ ہماری گواہی اُن دونوں کی گواہی سے زیادہ سچی ہے اور ہم نے زیادتی نہیں کی۔ ورنہ ہم ظالموں میں ہوں گے ○

١١١ - یہ طریق اس کے زیادہ قریب ہے کہ وہ ٹھیک ٹھیک طرح پر گواہی دیں۔ یا اس بات سے ڈریں گے کہ پہلوں کی قسم کے بعد اُن کی قسم اُلٹی دی جائے اور اللہ سے ڈرو اور سنو۔ اور اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا ○

١١٢ - جس دن خدا سب رسولوں کو جمع کرے گا پھر پوچھے گا کہ اہل دنیا نے تمہیں کیا جواب دیا تھا وہ کہیں گے ہم نہیں جانتے تو ہی پوشیدہ باتیں جاننے والا ہے ○ ف١

١١٣ - جب اللہ کہے گا اے عیسیٰ بن مریم

ف١

مقصد یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انبیاء سے اُن کی اُمتوں کے سامنے انہیں نادم کرنے کے لئے پوچھیں گے کہ تمہارے ساتھ ان لوگوں نے کیا سلوک روا رکھا۔ وہ کہیں گے۔ اللہ تو خوب جانتا ہے ہمارا علم ناقص ہے۔ ہم صرف ظواہر کو جانتے ہیں۔ دل کے بھید اور اسرار سے بجز تیری ذات کے اور کون آگاہ ہے یعنی اپنے علم کو اللہ تعالیٰ کی تفویض میں دے دیں گے۔ اور منتظر رہیں گے کہ اللہ اُن کی اُمتوں کے متعلق کیا فیصلہ صادر فرماتا ہے۔

یہ انبیاء کا کمال ترحم ہے۔ کہ اگر خدا اُن کی گمراہ اُمتوں کو بخش دے، تو وہ خوش ہوں گے۔ اور انہیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے۔ وہ اپنے علم کو نامستند قرار دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے فیصلے کے متوقع ہیں۔

حلِ لُغات

الغیوب - جمع غیب - جمع سے مقصد تنوع فی العلوم والاحوال ہے۔ یعنی تُو ہر طرح کے احوال اور علوم سے آگاہ ہے۔

اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○

۱۱۴- وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ

میرا احسان کر جو میں نے تجھ پر اور تیری ماں پر کیا تھا جب میں نے روح پاک سے تیری مدد کی۔ تو لوگوں سے والدہ کی گود میں بھی بولتا تھا اور بڑا ہو کر بھی [ف۱] اور جب میں نے تجھے کتاب اور حکمت اور تورات وانجیل سکھلائی تھی۔ اور جب تو مٹی سے [ف۲] پرندہ کی صورت میرے حکم سے بناتا تھا۔ پھر تو اس میں پھونک مارتا تھا۔ تو وہ پرندہ بن جاتا تھا میرے حکم سے۔ اور تو مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے چنگا کر دیتا تھا۔ اور جب تو میرے حکم سے (قبروں سے) مُردے نکال کھڑے کرتا تھا اور جب کہ میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا تھا جب تو انہیں نشانیاں لایا تھا۔ تو جو ان میں کافر تھے وہ کہنے لگے تھے کہ یہ صریح جادو ہے [ف۳]

۱۱۴- اور جب میں نے حواریوں کی طرف وحی بھیجی تھی

ف۱

مَہد و کہل بطور متقابل ہیں۔ اس لئے اطراف میں انحصار مقصود ہے۔ یعنی مسیح طفولیت میں اور عمر کے آخری حصے میں مسیح گفتگو فرمائیں گے۔ گفتگو سے مراد تبلیغ و اشاعت ہے۔

ف۲

مسیح کے معجزات میں کوڑھی اور اندھے کو اچھا کرنا مقصود ہے۔ بلکہ ملاحدہ نے جو اس کے معنی یہ کئے ہیں کہ مسیح کوڑھی اور اندھوں کو آزادی بخشتے تھے۔ یہ عربیت کے منافی ہے۔ قرآن کے الفاظ سے اس مفہوم کی تائید نہیں ہوتی۔ دیکھئے بادنی کے معنے تندرست آدمی کے ہوتے ہیں نہ آزاد کے۔

نعمت حیات

ف۳ آیت کا مقصد یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کو جب یہودیوں نے ارادۃً مارنا چاہا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں نعمت حیات سے بہرہ ور کیا۔ اور وہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے۔

حلِ لغات

اَلْاَكْمَهُ۔ مادر زاد اندھا۔

اَلْاَبْرَصُ۔ کوڑھی، ابرص۔

اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَبِرَسُوْلِیْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ○

کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں ○

۱۱۵- اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّكَ اَنْ یُّنَزِّلَ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○

۱۱۵- جب حواریوں نے کہا تھا، کہ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے۔ کیا تیرے رب میں ایسی قدرت ہے، کہ آسمان سے ہم پر ایک خوان نازل کرے؟ عیسیٰ نے کہا اللہ سے ڈرو۔ اگر تم مومن ہو ○ ف۲

۱۱۶- قَالُوْا نُرِیْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَیْهَا مِنَ الشّٰهِدِیْنَ ○

۱۱۶- وہ بولے کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں۔ اور ہمارے دلوں کو اطمینان ہو اور ہم جانیں کہ تو نے ہم سے (نبوت میں) سچ کہا ہے اور ہم اس پر گواہ رہیں ○

۱۱۷- قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ

۱۱۷- عیسیٰ بن مریم نے کہا۔ اے اللہ ہمارے رب۔ آسمان سے ہم پر ایک خوان نازل کر

مسیح کے حواری

ف۱ موجودہ اناجیل میں مسیح کے حواریوں کا جو تذکرہ ہے وہ نہایت قابل اعتراض ہے۔

اناجیل میں لکھا ہے کہ مسیح کے تمام حواری غیر مخلص تھے اب مسیح علیہ السلام کو گرفتار کرنے کے لئے جستجو ہوئی تو ایک حواری نے اپنی خدمات پیش کیں۔ اور کہا جس شخص سے میں زیادہ عقیدت کا اظہار کروں۔ وہی مسیح ہے اس کو پکڑ لینا تصریحات انجیل روایات کے ماتحت مسیح انہیں حواریوں کی وجہ سے گرفتار ہوئے اور صلیب پر لٹکائے گئے۔

قرآن حکیم کہتا ہے۔ مسیح کے حواری پاکباز اور مخلص تھے جب حضرت مسیح نے ایمان و تائید کے لئے انہیں مخاطب کیا۔ فوراً آمادہ ہو گئے۔

جس کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ قرآن حکیم موجودہ اناجیل کی نسبت مسیح کا زیادہ اخلاص و عظمت سے تذکرہ کرتا ہے۔

عیسائیوں کو چاہیئے کہ وہ قرآن مجید کے ممنون ہوں۔

مائدہ

ف۲

معجزہ طلبی کی عادت قدیم سے بنی اسرائیل میں موجود ہے۔ یہی وجہ ہے انہوں نے اکثر انبیاء سے خوارق و معجزات طلب کیے۔

اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی معجزہ مشکل نہیں وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ مگر یہ ذہنیت اسے پسند نہیں کہ بات بات پر معجزہ طلب کیا جائے۔ اسی لئے جب ان لوگوں نے مائدہ کے نزول کی خواہش کی۔ تو اتقوا اللہ کی تلقین کی گئی یعنی صحیح العقیدہ انسانوں کے لئے زیبا نہیں کہ عجائب پسندی اور شعبدہ آرائی کو مذہب کا اصل

(باقی بر صفحہ ۳۰۱)

السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ○

۱۱۸- قَالَ اللَّهُ إِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۖ فَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَإِنِّي أُعَذِّبُهُ عَذَابًا لَا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ ○

۱۱۹- وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ۚ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ۚ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا

کہ ہمارے لئے عید ہو۔ ہمارے پہلے اور پچھلوں کے لئے۔ اور تیری طرف سے ایک نشان ہو۔ اور ہمیں رزق دے اور تُو بہتر رزق دینے والا ہے ○

۱۱۸- خدا نے کہا وہ خوان میں تم پر نازل کروں گا، پھر جو کوئی اس کے بعد تم میں سے کافر ہو جائے گا اُسے ایسا دُکھ دوں گا۔ کہ ویسا دُکھ جہان میں کسی کو نہ دوں گا ○

۱۱۹- اور جب خدا کہے گا کہ اے عیسٰی مریم کے بیٹے کیا تُو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ سے الگ دو خدا مانو؟ وہ کہیں گے کہ تُو پاک ہے مجھ سے کیونکر ہو کہ وہ بات کہوں جو مجھے حق نہیں۔ اگر میں نے کہا ہو گا تو تجھ کو معلوم ہو گا۔ تُو میرے دل کی بات جانتا ہے۔ اور میں تیرے دل کی

بقیہ حاشیہ

قرار دے لیں۔

نزول مائدہ کے لئے مسیح علیہ السلام نے دعا کی۔ اور کہا اس کے بعد تمہیں مزید موقع نہیں دیا جائے گا کیونکہ حجت تمام ہو چکے گی۔ اللہ تعالے فرماتے ہیں اچھا۔ لو خوان بھیج رہا ہوں۔ اس کے بعد بھی انکار و کفر کا اظہار کیا تو عذاب شدید کی وعید سن رکھو۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس کڑی شرط کو سن کر حواری راہ راست پر آ گئے۔ اور نزول مائدہ کی پھر خواہش نہیں کی۔

حل لغات

صفحہ گزشتہ و ھٰذا

مَائِدَۃٌ۔ خوان۔ مید سے مشتق ہے۔ یعنی حرکت میں رہنے والی چیز۔ خوان کو چونکہ مختلف مہمانوں کے پیش کیا جاتا ہے۔ اس لئے مائدہ کہا جاتا ہے۔

عِیْدٌ۔ جشن، یوم مسرت۔

فِيْ نَفْسِكَ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝

۱۲۰- مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۭ وَاَنْتَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝

۱۲۱- اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

۱۲۲- قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ

نہیں جانتا۔ چھپی باتوں کا جاننے والا تو ہی ہے ۝

۱۲۰- میں نے ان سے صرف وہی بات کہی ہے جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ اور جب تک میں ان میں رہا۔ ان سے خبردار رہا۔ پھر جب تو نے مجھے قبض کر لیا۔ تو تو ہی ان کا نگہبان تھا۔ اور تو ہر شے پر گواہ ہے ۝ ف

۱۲۱- اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تو انہیں بخش دے تو تو ہی زبردست حکمت والا ہے ۝

۱۲۲- خدا نے کہا یہ وہ دن ہے کہ سچوں کو

مسیح کی تعلیم

ف ان آیات میں قیامت کا ذکر ہے۔ مسیح علیہ السلام سے پوچھا جائے گا۔ کیا تم نے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا مانو۔ آپ فرمائیں گے۔ اللہ مجھے کیونکر اختیار ہے کہ باطل کی تلقین کروں۔ میں نے تو ان کو ہمیشہ توحید ہی کی طرف بلایا ہے۔ اور میں جب تک ان میں رہا۔ یہی دعوت دی جب تو نے مجھے اٹھا لیا۔ اس وقت تو نگہبان تھا۔ اور تو سب کچھ جانتا ہے ۔

یہاں تک معذرت ہے اس کے بعد سفارش ہے۔ کیونکہ مسیح علیہ السلام خوب جانتے ہیں۔ کہ میرے آسمان پر جانے کے بعد لوگوں میں غلط فہم کے عقائد رائج ہو گئے تھے۔ فرماتے ہیں، اللہ تو اگر انہیں سزا دے تو تیرے بندے ہی تو ہیں۔ اور بخشدے تو کیا مضائقہ ہے۔ تو عزیز اور حکیم ہے۔ یعنی اگر بخشدے تو تجھے کوئی نہیں روک سکتا۔ اور تو جانتا ہے کہ انسان غلط فہمی میں مبتلا ہو سکتا ہے ۔

یہ الفاظ ہیں حضرت عیسے علیہ السلام نے قوم کے لئے مغفرت کی خواہش کا اظہار کیا۔ یہاں چند باتیں ملحوظ رہیں :-

(۱) عیسائی لٹریچر سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں ایک گروہ ایسا تھا، جو مریم کی الوہیت کا قائل تھا۔ اب غالباً ایسا کوئی فرقہ موجود نہیں ۔

(۲) اس مقام پر ایک فریق دھوکا دیتا ہے اور کہتا ہے دیکھئے مسیح نے انکار کیا ہے۔ اور کہا ہے میرے سامنے کسی شخص نے مجھے خدا نہیں کہا۔ حالانکہ اگر اس کی دوبارہ آمد کا مسئلہ صحیح ہے تو اسے یقیناً معلوم ہونا چاہئے۔ کہ عیسائی اسے خدا سمجھتے ہیں۔ اور یہ الزام آتا ہے۔ کہ نعوذ باللہ مسیح جھوٹ بول رہے ہیں۔ جواب یہ ہے مسیح سے سوال صرف یہ کیا گیا ہے کیا تم نے اس طرح کے عقیدے کی تلقین کی۔ وہ فرماتے ہیں۔ نہیں، یہ پوچھا ہی نہیں گیا۔ کہ کیا تم اس واقعہ کے متعلق کچھ جانتے بھی ہو یا نہیں ۔

(باقی بر صفحہ ۳۰۳)

الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

اُن کا سچ نفع دے گا۔ اُن کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اُن میں وُہ ہمیشہ رہیں گے۔ خدا اُن سے راضی ہوگا۔ اور وہ خدا سے راضی ہوں گے۔ یہی بڑی کامیابی ہے ۝

۱۲۳- لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

۱۲۳- آسمان اور زمین اور جو اُس کے درمیان ہے سب اللہ کی سلطنت ہے، اور وہ ہر شے پر قادر ہے ۝

آیاتها ۱۶۵ سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ ۶ رکوعاتها ۲۰

(۶) سُورۃ انعام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ؕ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

۱- سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے آسمانوں اور زمین اور تاریکی اور روشنی کو پیدا کیا۔ پھر یہ کافر اپنے ربّ کا شریک

اور اِن تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسیح اپنے علم کا انکار نہیں کرتے۔ بلکہ وُہ بے الفاظ میں اقرار کرتے ہیں، کہ مجھے علم ہے۔

(۳) نیز مَا دُمْتُ فِيْهِمْ سے معلوم ہوتا ہے۔ مسیح کی زندگی کے دو حصے ہیں:۔

ایک وہ جو اُنھوں نے بنی اسرائیل میں رہ کر گزارا۔ اور ایک وہ جبکہ وہ اُن میں موجود نہیں تھے۔

بہرحال مقصد یہ ہے کہ عیسائیوں کو ڈانٹ دیا جائے اور انہیں بتایا جائے کہ مسیح علیہ السلام کی تعلیم توحید ہے، نہ کہ تثلیث۔

ظلمت و نور

ف مجوسی ثنویت کے قائل تھے۔ اور نور و ظلمت کو الگ الگ خدا قرار دیتے تھے۔ اور اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں اس عقیدہ کی تردید کی ہے اور فرمایا ہے کہ اندھیرے اور اُجالے کو پیدا کرنے والا میں ہی ہوں۔ ظلمت و نور سے مراد کفر اور اسلام بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی خدا نے دونوں راہیں پیدا کی ہیں۔ خدا کے نیک بندے ہدایت و صداقت کی راہ کو پسند کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جن کے دل سیاہ ہیں۔ جن سے ہدایت کی توفیق چھین لی گئی ہے ظلمت کی پگڈنڈی پر ہو لیتے ہیں۔ اور خدا کے ساتھ دُوسروں کو ساجھی ٹھہراتے ہیں۔

حلِّ لُغات

(صفحہ ۳۰۲)

تُبْهِيْنُ۔ گواہ، جھیلنے، مطلع۔

تَوَفَّيْتَنِيْ۔ مادہ توفّے۔ بمعنی وفات، یا اُٹھا لینا۔ لے لینا۔

بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ○

۲۔ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ○

۳۔ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ○

۴۔ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ○

۵۔ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○

ٹھہراتے ہیں ○

۲۔ وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے بنایا، پھر ایک وقت (موت) ٹھہرایا۔ اور ایک وقت اُسکے پاس مقرر ہے (یعنی قیامت)، پھر بھی تم شک میں ہو ○

۳۔ اور آسمانوں اور زمین میں وہی اللہ ہے، تمہارا مخفی و آشکارا حال اور جو تم کماتے ہو، وہ جانتا ہے ○

۴۔ اور جو کوئی آیت بھی اہل مکہ کے پاس اُنکے رب کی آتی ہے اسی سے وہ منہ پھیر لیتے ہیں ○

۵۔ سو وہ حق کو جب اُن کے پاس آیا جھٹلا چکے اب آگے اُس کا انجام جس پر وہ ہنستے تھے اُن پر آئے گا ○

ف

مقصد یہ ہے، کہ سب مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں۔ تم میں کوئی بڑا، اور چھوٹا نہیں۔ سب خدا کے حضور میں عاجز اور محتاج ہیں ۔

اس لئے باہمی تنافس و کبر کو چھوڑ دو۔ کسی انسان کے سامنے سر نہ جھکاؤ۔ اور سب کو برابر سمجھو۔ مٹی سے پیدا ہونے کے معنی یہ ہیں، کہ تمہاری زندگی یکسر ارضیت پر موقوف ہے، نباتات سے لے کر حیوانات تک سب چیزیں مٹی کی محتاج ہیں اس لئے تمہاری تکوین میں مٹی کو بہت زیادہ دخل حاصل ہے۔ لہذا بارگاہ خداوندی میں ہمیشہ خشوع و خضوع کا اظہار کرو۔ اور اپنی فطری بے کسی اور بے مائیگی کو بھول نہ جاؤ ۔

حل لغت

تَمْتَرُوْنَ۔ مادہ امتراء۔ یعنی شک کرنا ۔

اَنْۢبٰٓؤُا۔ جمع نَبَأٌ۔ یعنی خبر و اطلاع ۔

۶- اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝

۶- کیا نہیں دیکھتے کہ اُن سے پہلے ہم نے کتنی قدر اُمتوں کو ہلاک کیا ہے؟ انہیں ہم نے زمین میں اس قدر جمایا کہ اس قدر تمہیں نہیں جمایا۔ اور ہم نے اُن پر پے در پے مینہ برسایا۔ اور اُن کے نیچے نہریں جاری کیں۔ پھر ہم نے اُن کے گناہوں کے سبب اُنہیں ہلاک کر دیا۔ اور اُن کے بعد اَور اُمت ہم نے کھڑی کی ۝ ف۱

۷- وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِىْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

۷- اور اگر ہم تجھ پر کاغذ میں لکھی ہوئی کتاب بھی نازل کریں۔ پھر وہ اپنے ہاتھوں سے اُسے ٹٹول لیں تو بھی کافر ضرور یہی کہیں گے۔ کہ یہ تو صریح جادو ہے ۝ ف۲

۸- وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِىَ الْاَمْرُ

۸- اور کہتے ہیں کہ اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہ اُترا اور اگر ہم فرشتہ اُتاریں، تو بات ہی فیصل ہو جائے

تباہی گناہوں سے ہی!

ف۱

اللہ تعالےٰ کا قانون ہے۔ وہ ہر قوم کو سرسبز و شاداب کرتا ہے۔ اور ہر قوم کو نشوونما و ارتقاء کے مواقع بہم پہنچاتا ہے۔ اگر قوم میں صلاحیت ہو، اور خدا کی اطاعت شعار رہے۔ تو پھر زمین ان پر فیوض و انعام کے دریا بہا دیتی ہے۔ اور آسمان کی برکتیں بارش کی طرح نازل ہوتی ہیں۔ اور جب گناہ و معصیت کے جھگڑے چلنے لگیں، اُس وقت اللہ تعالےٰ کا قانون غضب حرکت میں آ جاتا ہے اور بڑی بڑی باعظمت اقوام آن واحد میں صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دی جاتی ہیں ۔
فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ میں اسی اہم نکتے کی طرف اشارہ ہے ۔

ف۲

مقصد یہ ہے کہ کفر کرنے والوں کا جحود و کفر نا قابل اصلاح ہے۔ وہ درحقیقت جان بوجھ کر مخالفت کرتے ہیں۔ وہ شخص جو سو رہا ہو۔ اُسے بیدار کیا جا سکتا ہے۔ مگر جو بیدار ہو اُسے کون اپنی طرف متوجہ کر سکتا ہے ۔
ان کی کیفیت یہ ہے کہ قرآن حکیم کو بھی لکھا ہوا نازل ہوتا دیکھیں۔ جب بھی نہ مانیں۔ اور صاف کہہ دیں۔ اس میں بھی کچھ بھید ہے ۔
بات یہ ہے کہ جب دلوں میں تاریکی ہو اور بصیرت کی آنکھیں بند کر لی جائیں، تو اُس وقت صداقت کی روشنی دلوں تک نہیں پہنچتی ۔

حل لغت

مِدْرَارًا۔ خوب برسنے والا۔ مادہ دَرٌّ ۔
اَنْشَاْنَا۔ مادہ انشاء۔ پیدا کرنا ۔

ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ○

۹ - وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ○

۱۰ - وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○

ع ۲

۱۱ - قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ○

۱۲ - قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلْ لِّلّٰهِ ۭ كَتَبَ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰي يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اَلَّذِيْنَ

پھر اُن کو مہلت بھی نہ ملے ○

۹ - اور اگر ہم کسی فرشتہ کو رسول بناتے تو اُسے آدمی بنا کر بھیجتے۔ اور اُن پر وہی شبہ ڈالتے جو اب شبہ کر رہے ہیں ○ ف۱

۱۰ - اور تجھ سے پہلے رسولوں سے ٹھٹھا کیا گیا ہے۔ تو جن لوگوں نے اُن سے ٹھٹھا کیا تھا اُن کو اُسی نے آ گھیرا جس کا وہ ٹھٹھا کیا کرتے تھے ○

۱۱ - تُو کہہ۔ زمین میں پھرو، پھر دیکھو کہ مکذبوں کا کیا انجام ہُوا ○

۱۲ - اُن سے پوچھ جو کچھ آسمان و زمین میں ہے کس کا ہے۔ تُو کہہ اللہ کا ہے۔ اُس نے اپنی ذات پر رحمت لکھ لی ہے ف۲۔ قیامت کے دن جس میں کچھ شبہ نہیں، وہ تم سب کو جمع کرے گا۔ جو اپنی

ف ۱

ان دو آیتوں میں کہنے والوں کے ایک مخصوص شبہ کا جواب ہے۔ کہنے والے یہ کہتے تھے، کہ ایک انسان ہمارے لئے کیسے راہنما ہو سکتا ہے۔ گویا ان کی نخوت انہیں ایک انسان کو نبی ماننے سے اِبا کرتی تھی، ان کا خیال یہ تھا کہ منصب نبوت کسی فرشتہ کو ملنا چاہئے تھا۔

قرآن حکیم نے اس احمقانہ شبہ کے دو جواب دیئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اگر فرشتہ پیغمبر قرار پاتا، تو حجت تمام ہو چکتی اور تمہارے لئے انکار و تاویل کی قطعی گنجائش نہ رہتی۔ اس صورت میں تمہاری ہلاکت یقینی تھی۔

پھر اگر فرشتہ ہوتا۔ جب بھی انسانی قالب میں ظاہر ہوتا۔ اور تمہارا اعتراض بدستور قائم رہتا۔

ف ۲

اللہ تعالیٰ انتہا درجے کے رحیم ہیں۔ جب تک کوئی شخص خود جہنم کا ایندھن بننے کی کوشش نہ کرے۔ وہ بخشتے اور معاف کرتے رہیں گے۔

كَتَبَ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ کے معنی یہ ہیں۔ کہ اللہ کی فطرت بخشش پسند ہے۔

خسارہ اور گھاٹا ان لوگوں کے لئے ہے جو نعمت ایمان سے محروم ہیں۔

خَسِرُوٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

جانوں کا نقصان کرتے ہیں، وہی ایمان نہیں لاتے ۝

۱۳- وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَ النَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

۱۳ - اور رات اور دن میں جو کچھ بستا ہے اُسی کا ہے اور وہ سنتا جانتا ہے ۝ ف

۱۴- قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ هُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

۱۴ - تُو کہہ کیا میں اللہ زمین و آسمان کے خالق کے سوا کسی اور کو دوست بناؤں؟ وہ سب کو کھلاتا ہے اور اُسے کوئی نہیں کھلاتا۔ تُو کہہ مجھے حکم ملا ہے کہ میں پہلا مسلمان بنوں، اور یہ کہ مشرکوں میں سے نہ ہو ۝

۱۵- قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

۱۵ - تُو کہہ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ۝

۱۶- مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝

۱۶ - اُس دن جس کسی سے عذاب ہٹایا گیا اُسی پر رحم ہُوا۔ اور یہ صریح کامیابی ہے ۝

ف

دن کی روشنی اور رات کی تاریکی میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ کی بادشاہت میں داخل ہے۔ وُہی سنتا ہے۔ اور وُہی دل کی گہرائیوں سے آگاہ ہے۔ آسمانوں کو اور زمین کو اُسی نے پیدا کیا ہے۔ تمام مخلوق کو کھانا دیتا ہے۔ اپنی ذات کے لئے اُسے ایک حبّہ کی ضرورت نہیں۔ اس لئے عبادت اور ستائش کے لئے بھی وُہی زیبا ہے ۔

اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ سے مُراد پہلا نہیں بلکہ وہ جو اسلام کا مطیع نمائندہ ہو ۔ یعنی من بروز الیہ الاسلام ۔

حلِ لُغَت

فَاطِرِ، پیدا کرنے والا، مادہ فطرت بمعنی پیدائش تخلیق، بعض علماء لغت کے نزدیک فطرت کے معنی بلا ذرائع طبعی کے کسی چیز کو پیدا کرنے کے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

۱۷- وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ۝

۱۸- وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝

۱۹- قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِيْدٌۢ بَيْنِیْ وَبَيْنَكُمْ ۫ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝

۱۷- اور اگر اللہ تجھے کوئی ضرر پہنچائے تو اُس کا دُور کرنے والا اُس کے سوا کوئی نہیں اور جو وہ تجھے کوئی بھلائی پہنچائے، تو وہ ہر شے پر قادر ہے ۝ ف۱

۱۸- اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہ حکمت والا خبردار ہے ۝

۱۹- تُو کہہ گواہی کس چیز کی بڑی ہے؟ تُو کہہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے اور یہ قرآن میری طرف اُترا ہے ف۲ تاکہ میں اس سے تم کو ڈراؤں اے اہلِ مکہ اور جس کو یہ پہنچے اُس کو ڈراؤں کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور بھی معبود ہیں؟ تُو کہہ میں گواہی نہ دُوں گا۔ تُو کہہ وُہی ایک معبود ہے۔ اور جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو میں اُن سے بیزار ہوں ۝

کاشفِ ضر صرف اللہ ہے

ف۱

تمام بندوں پر اللہ کی حکومت ہے، سب کے مصالح سے وہ آگاہ ہے، اس کی طرف سے جب کوئی تکلیف آئے، تو پھر کسی شخص کی مجال نہیں، کہ اُسے دُور کر سکے، اور جب وہ کسی کو آزمائش وابتلاء میں ڈال دے۔ تو پھر کون ہے جو اُسے ابتلاء وآزمائش سے نکال باہر کر سکے •

اس لئے مسلمانوں کو اوہام سے بچنا چاہئے۔ اور یہ ضبوط عقیدہ رکھنا چاہئے کہ ہر خیر اور ہر شر اللہ کی جانب سے ہے

ف۲

تصدیق ہے، کہ قرآنِ حکیم کا نزول اس لئے ہوا ہے۔ تاکہ اس کی ہدایات کو عالمگیر کیا جائے۔ اور ہر شخص تک اس کے پیغام کو پہنچایا جائے •

هٰذَا الْقُرْاٰن سے مراد علی الغات ہے۔ نزُول وحی کا حصر نہیں •

یعنی مقصود یہ نہیں، کہ قرآن کے علاوہ اور کوئی چیز وحی والہام نہیں۔ بلکہ یہ ہے کہ یہ قرآن وحی کی صورت میں نازل اس لئے ہُوا ہے۔ تاکہ سب تک پہنچے •

حَلِّ لُغَات

تَشْهَدُوْنَ۔ مادہ شَهَادَت۔ گواہی دینا، اعتراف کرنا، ماننا، یہاں مقصود اقرار کرنا ہے۔ اس لئے جواب فرمایا •

قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ۔ یعنی کہہ دو میں نہیں مانتا •

۲۰- اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

۲۱- وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

۲۲- وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝

۲۳- ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ۝

۲۴- اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

۲۰- جن کو ہم نے کتاب دی ہے، وہ اُس کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے وُہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں[ف۱] جنہوں نے اپنی جانیں خسارہ میں ڈالیں وُہی ایمان نہیں لاتے ۝

۲۱- اور اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہے کہ خدا پر جھوٹ باندھے، یا اُس کی آیتوں کو جھٹلائے، بیشک ظالم لوگ چھٹکارا نہ پائیں گے ۝

۲۲- اور جس دن ہم اُن سب کو جمع کریں گے، پھر مشرکوں سے پُوچھیں گے کہ تمہارے وُہ شریک جن کا دعوٰی کرتے تھے کہاں ہیں ۝

۲۳- پھر اُن کا بہانا سوائے اس کے اور کچھ نہ ہوگا کہ کہیں گے کہ ہمیں اللہ اپنے رب کی قسم ہم مشرک نہ تھے ۝

۲۴- دیکھ اپنی جانوں پر کیسا جھوٹ بولے اور کھوئی گئیں اُن سے وہ باتیں جو بنایا کرتے تھے ۝

آفتابِ نبوّت کی دُرخشانی

ف۱

اہل کتاب کا جذبہ کتمانِ حق مشہور ہے اس آیت میں اسی چیز کی طرف اشارہ ہے۔

یعنی ان کو سابقہ پیشگوئیوں کی وجہ سے یقین ہے کہ حضورؐ خدا کے سچے اور برحق نبی ہیں۔ اور یہ علم اس قدر واضح اور غیر مشکوک ہے۔ جس طرح ایک باپ کو اپنے بیٹے کے متعلق، مگر محض ضد اور خبث نفس کی وجہ سے نہیں مانتے۔

كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ سے غرض یہ بھی ہے کہ وہ وجدانی طور پر حضورؐ کے متعلق قطعی علم رکھتے ہیں۔ جس طرح ایک باپ کو اپنے بیٹے کے لئے یقین ہوتا ہے۔ اور وہ اسے بیٹا کہنے کے لئے خارجی دلائل کا محتاج نہیں ہوتا۔ بلکہ دل کے اندر ایک پدرانہ محبت اور کشش پاتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ اسے اپنا بیٹا سمجھنے پر مجبور ہو جاتا ہے اسی طرح یہ لوگ دل میں وجدانی طور پر محسوس کرتے ہیں، کہ آفتاب نبوت کی شعاعیں ہیں۔ جو قلب کے تاریک گوشوں کو روشن کر رہی ہیں۔ مگر بربنائے تعصب نہیں مانتے دل گواہ ہے۔ واقعات شہادت دیتے ہیں، پہلی کتابوں کا حرف حرف اور شوشہ شوشہ اعلان کرتا ہے مگر یہ نہیں ملتے۔ اس لئے ظالم ہیں۔ اور جان لیں کہ انہیں کامیابی نہیں ہوگی۔ دل کی یہ آواز لبوں تک آئے گی۔ اور پھر کائنات کے تمام گوشوں میں پہنچے گی۔ اس لئے کہ صداقت بجائے خود شاہد ہے۔ اور دلیل پھیلائی میں پھیل جانے اور مقبول ہو جانے کی قدرتی استعداد ہے۔ ع

آفتاب آمد دلیل آفتاب

۲۵- وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

۲۵- اور اُن میں بعض ہیں کہ تیری طرف (قرآن سننے کو) کان لگاتے ہیں، اور ہم نے اُن کے دلوں پر پردے رکھے ہیں کہ نہ سمجھیں۔ اور اُن کے کانوں میں بوجھ رکھ دیا ہے اور اگر وہ سب معجزے بھی دیکھیں تو بھی اُن کو نہ مانیں یہاں تک کہ جب تیرے پاس جھگڑنے آتے ہیں تو کافر کہتے ہیں، کہ یہ تو صرف اگلوں کی کہانیاں ہیں ○ ف۱

۲۶- وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْــــَٔـوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝

۲۶- اور اس کے ماننے سے منع کرتے اور اس سے بھاگتے ہیں، اور اپنی جانوں ہی کو ہلاک کرتے ہیں۔ اور نہیں سمجھتے ○

۲۷- وَلَوْ تَرٰٓي اِذْ وُقِفُوْا عَلَي النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

۲۷- اور کاش تو اُن کو اس وقت دیکھے جب آگ پر کھڑے کئے جائیں گے سو کہیں گے کاش کہ ہم پھر واپس بھیجے جائیں تو اپنے رب کی آیتوں کو نہ جھٹلائیں اور ایمان والوں میں ہوں ○

بہر حال منکر رہیں گے

ف۱ مقصد یہ ہے کہ یہ ناقابل اصلاح گروہ ہے۔ ان کے دل بے حس ہو چکے ہیں، فطرتیں بگڑ چکی ہیں، اب بالکل صلاحیت موجود نہیں، کہ قرآن کے اثر کو قبول کریں ◆

مقصد یہ ہے کہ اساطیر اور قصص ہیں جن میں کوئی جدت و صداقت موجود نہیں۔ مگر دلوں میں تو اس قدر ہے، کہ قرآن کے نزدیک نہیں پھٹکتے خود رکتے ہیں، مجالس وعظ میں نہیں آتے۔ قرآن سننے کی کوشش نہیں کرتے۔ اور دوسروں کو روکتے ہیں، کہ مبادا اس کا جادو نہ چل جائے اور پست رو ہو جائیں۔ جب حالت یہ ہو تو اصلاح کی کیا توقع کی جا سکتی ہے ◆

حلِ لغات

اَسَاطِیْرُ۔ جمع اسطورۃ۔ فسانہ، کہانی، بات بے حقیقت ◆

یَنْھَوْنَ۔ مادہ نھی۔ یعنی وہ منع بھی کرتے ہیں ◆

لَیْتَ۔ کاش، افسوس ◆

۲۸ - بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَ لَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○

۲۹ - وَ قَالُوْۤا اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا وَ مَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ ○

۳۰ - وَلَوْ تَرٰۤی اِذْ وُقِفُوْا عَلٰی رَبِّهِمْ ؕ قَالَ اَلَیْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰی وَ رَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ○

۳۱ - قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا یٰحَسْرَتَنَا عَلٰی مَا فَرَّطْنَا فِیْهَا ۙ وَهُمْ یَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ

۲۸ - نہیں بلکہ جو کچھ وہ پہلے چھپاتے تھے اس کا بدلا اب اُن پر کھلا ہے اور اگر وہ پھر دنیا میں بھیجے جائیں تو وہی کریں جو اُن کو منع ہوا تھا اور وہ جھوٹ بولتے ہیں ○

۲۹ - اور کہتے ہیں کہ ہماری یہی دنیوی زندگی ہے اور ہم پھر جی اٹھنے والے نہیں ○ ف۱

۳۰ - اور کاش تو اُن کی اس وقت کی حالت دیکھے جب اپنے رب کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے اللہ کہیگا کیا یہ (عذاب) سچ نہ تھا کہیں گے ہمیں اپنے رب کی قسم ضرور سچ تھا کہیگا تم اب اپنے کفر کے بدلے میں عذاب چکھو ○

۳۱ - خسارہ میں پڑ گئے وہ جنہوں نے اللہ کی ملاقات کو جھوٹ جانا۔ یہاں تک کہ جب اچانک وہ گھڑی ان پر آ جائے گی کہیں گے افسوس ہم نے دنیا میں قصور کیا اور وہ اپنے بوجھ اپنی پیٹھوں پر اٹھائے ہوئے کے سامنے یہ جواب دہ ہوں گے ۔

ف۱

یہ قول ان میں سے اُن لوگوں کا ہے جن پر یاس و مادیت کا غلبہ ہے یعنی وہ صرف اس زندگی پر قانع ہیں۔ آخرت پر ایمان ہے۔ اور نہ بھروسہ ۔

یا حکایتِ حال مقصود ہے۔ غرض یہ ہے کہ ان کے اعمال سے معلوم ہوتا ہے کہ آخرت پر بالکل ایمان نہیں رکھتے۔ یعنی ہر قسم کی نافرمانی اور معصیت کو جائز قرار دیتے ہیں ہتک معاملہ میں بے باق ہیں۔ مظالم ڈھانے میں پیش پیش ہیں۔ خیانت، غدر، اور دھوکا ان کے نزدیک بلا تامل درست ہے ۔

ان لوگوں کو اس وقت معلوم ہوگا جب دنیا ان کو چھوڑ دے گی۔ اور سپ قدر

حلِ لغات

يُخْفُوْنَ - ادہ اخفا۔ چھپانا، پوشیدہ رکھنا ۔

رُدٌّ - پھیرنا، واپس کرنا ۔

وُقِفَ - ڈھیل دینا، کھڑا کرنا، مطلع ہونا ۔

بَغْتَةً - اچانک، ناگہاں، غیر متوقع انداز میں ۔

فَرَّطْنَا - تقصیر اور کوتاہی کرنا ۔

عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝

۳۲ - وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ ؕ وَ لَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

۳۳ - قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝

۳۴ - وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ

ہوں گے۔ سُنتا ہے وہ بوجھ بُرا ہے جو اُٹھاتے ہیں ○ ف

۳۲- اور دُنیا کی زندگی تو صرف کھیل تماشا ہے اور ڈرنے والوں کے لئے آخرت کا گھر بہتر ہے۔ کیا تم نہیں سمجھتے ؟ ○ ف

۳۳- ہم جانتے ہیں (اے محمدؐ) تجھے اُن کی باتوں سے غم ہوتا ہے، سو وہ تجھے نہیں جھٹلاتے بلکہ ظالم اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں ○

۳۴- اور تجھ سے پہلے بہت رسول جھٹلائے گئے وہ اس جھٹلانے اور ایذا پر صابر رہے، یہاں تک کہ اُن کے پاس ہماری مدد آئی، اور خدا کی باتیں کوئی بدلنے والا نہیں، اور بیشک تجھے رسولوں

ف

قیامت کے کئی نام ہیں، ان میں ایک السَّاعَة بھی ہے۔ یعنی وقت مقررہ اور متعین پر آنے والی ۔

بَغْتَةً سے مُراد یہ ہے۔ کہ گو وہ متعین ہے۔ مگر دُنیا والوں کو اس کا صحیح صحیح علم نہیں، وہ اچانک غیر متوقع طور پر آجائے گی ۔

آیت کا مقصد یہ ہے کہ یہ کھنے والے جو خدا سے نہیں ڈرتے، جنہیں یوم حساب کا کوئی خوف نہیں۔ بے دھڑک اور بلا تامل نافرمانیوں میں مبتلا اور معروف ہیں، یہ اُس وقت کیا جواب دیں گے۔ جب قیامت اچانک آکر ان کی حسرتوں کا خاتمہ کر دے گی۔ اور یہ دیکھتے کے دیکھتے رہ جائیں گے۔ گناہوں کا بوجھ لادنے

کے معنی یہ ہیں، کہ گناہ کا وزن اور بوجھ نتائج کی شکل میں یہ بھگت رہے ہوں گے یا محسوس کر رہے ہوں گے ۔

یہ بھی ہو سکتا ہے، اُس وقت اعمال کوئی جسمانی قالب اختیار کر لیں ۔

آخرت کا گھر اچھا ہے!

ف ۲

دُنیا کی حیثیت اسلام میں صرف یہ ہے کہ یہ عارضی اور فانی مقام ہے۔ اصل جگہ اور مقام آخرت ہے۔ یعنی وہ زندگی جو موت کے بعد شروع ہوتی ہے ۔

نَّبَاِی الْمُرْسَلِیْنَ ○

۳۵- وَاِنْ کَانَ کَبُرَ عَلَیْکَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِیَ نَفَقًا فِی الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِی السَّمَآءِ فَتَاْتِیَهُمْ بِاٰیَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَی الْهُدٰی فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ○

۳۶- اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ ؕ وَالْمَوْتٰی یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ ○

۳۷- وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰۤی اَنْ یُّنَزِّلَ اٰیَةً وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَهُمْ

کی کچھ خبریں مل چکی ہیں ○ ف۱

۳۵- اور اگر اہل مکہ کی روگردانی تجھ پر گراں گزرتی ہے تو تُو اگر کرسکتا ہے تو زمین میں کوئی سرنگ لگا کر یا آسمان میں کوئی سیڑھی تلاش کرکے انہیں کوئی معجزہ لا دے (تو کر دیکھ) اور اگر اللہ چاہتا تو انہیں ہدایت پر جمع کر دیتا۔ تو تُو نادانوں میں نہ ہو ○ ف۲

۳۶- مانتے وہ ہیں، جو سنتے ہیں، اور مُردوں کو خدا ہی اٹھائے گا، پھر اُس کی طرف جائیں گے ○

۳۷- اور کہتے ہیں کہ محمد پر اس کے پروردگار کی طرف کوئی نشان نازل کیوں نہ ہوا، تو کہہ اللہ میں قدرت ہے کہ نشان نازل کرے۔ لیکن اُن میں بہتوں کو سمجھ

ف۱

غرض یہ ہے کہ اللہ کے سچے بندوں کو تکلیفیں پہنچتی ہیں اور انبیاء بالخصوص ستائے جاتے ہیں۔ سب پیغمبروں کو جھٹلایا گیا، سب کو ایذائیں دی گئیں۔ اس لئے آپ صبر و استقامت سے کام لیں۔ اور گھبرا نہ جائیں۔ آخر میں نصرت و اعانت یقینی و حتمی ہے۔ یہ خدا کا وعدہ ہے اور خدا کے وعدوں میں کبھی تخلف نہیں ہوتا ●

ف۲

ان آیات کا مقصد یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفقت نبوی سے مجبور ہو کر چاہتے ہیں کہ کے والوں کو اتمام حجت کے لئے وہ سب کچھ دکھایا جائے جس کا وہ مطالبہ کرتے ہیں، یعنی خوارق و معجزات، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ نہایت غلط ذہنیت ہے۔ ہم مجبور نہیں کہ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتے جاہلے بجے سب کچھ ممکن ہے اور کوئی معجزہ یا نشانی ہمارے احاطہ قدرت سے باہر نہیں۔ مگر یہ کیا ضرور ہے کہ ان کی ہر خواہش پر قدرت کے قوانین بدل جائیں ●

اور بات یہ ہے کہ یہ لوگ روحانی طور پر مُردہ ہو چکے ہیں۔ اس لئے قطعاً مستحقِ التفات نہیں ●

اِنْ کَانَ کَبُرَ عَلَیْکَ اِعْرَاضُهُمْ سے غرض یہ ہے کہ آپ اپنی تسلی کر دیکھیں، ان کی ہر خواہش اور ہر مطالبہ کا احترام کریں۔ یہ جب بھی نہیں مانیں گے ●

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَی الْهُدٰی سے مقصود یہ ہے کہ اس ہمہ گیر قانون کی جانب توجہ دلانا ہے کہ اختلاف ناگزیر ہے۔ اس لئے آپ اس قدر ان کی محبت میں تکلیف نہ پہنچائیں ●

حل لغات

نفق۔ سوراخ، راہ ●

یستجیب۔ مادہ استجابت یعنی قبول کرنا ●

النصف ... وقف منزل عند البعض علی الیعسوب ۳۳

لَا يَعْلَمُوْنَ ○

نہیں ○

۳۸- وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ۚ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ○

۳۸- اور کوئی چلنے والا جانور، یا دو بازو سے اُڑنے والا پرندہ زمین میں نہیں ہے مگر تم آدمیوں کی مانند وہ بھی اُمتیں ہیں۔ ہم نے کتاب میں کوئی چیز لکھنے میں نہیں چھوڑی۔ پھر وہ اپنے رب کی طرف جائیں گے ○ ف۱

۳۹- وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ۚ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ۚ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

۳۹- اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا، وہ تاریکیوں میں بہرے اور گونگے ہیں، جسے چاہے اللہ گمراہ کرے، اور جسے چاہے راہِ راست پر لائے ○

۴۰- قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

۴۰- تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر اللہ کا عذاب تم پر آجائے یا تم پر قیامت آجائے تو کیا تم اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے، اگر تم سچے ہو ○

قانونِ ہدایت کی ہمہ گیری

ف۱

آیت کا مقصد یہ ہے کہ قانونِ ہدایت نہایت ہمہ گیر ہے۔ کائنات میں کوئی جاندار چیز اس سے مستثنیٰ نہیں سب پرندے اور سب حیوان اللہ کی جانب سے ہدایت حاصل کرتے ہیں۔ اور اسی فطری ہدایت کی وجہ سے زندہ ہیں۔ چیونٹی سے لے کر چھوٹی مکھی تک کے لئے بندھے ہوئے اور مقرر قانون ہیں۔ جن سے سرتابی کرنا ان کے لئے ناممکن ہے۔ اسی طرح حضرتِ انسان اپنی انسانی زندگی کے لئے اللہ کی ہدایت کا محتاج ہے۔

یعنی کہ ان کو بجائے حجت کے ان حقائق پر غور کرنا چاہئے۔

بعض لوگوں نے اس آیت سے تناسخ پر استدلال کیا ہے، مگر یہ بوجوہ غلط ہے۔

(۱) کیونکہ قرآن میں صاف صاف یوم آخرت کو بطور عقیدہ کے پیش کیا گیا ہے۔

(۲) تمام سامی مذاہب میں آخرت کا عقیدہ موجود ہے۔

(۳) تناسخ صرف آرین مذاہب میں پایا جاتا ہے۔ غالباً اُمَمٌ کا لفظ محلِ استدلال ہے مگر ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ اُمت کے معنی عربی میں مطلق گروہ کے ہیں۔ جن میں کوئی وجہ اشتراک پائی جائے اس میں حیوانات خصوصیت سے بھی داخل ہیں۔ بلکہ یہ لفظ اس سے بھی عام ہے۔ ہر مشترک الاطراف چیز اس میں داخل ہے۔

حلِ لغت

دَآبَّةٍ۔ جانور۔ ما یدب علی الارض۔

اُمَمٌ۔ جمع اُمت۔ علامہ راغب ذکر فرماتے ہیں ہر وہ مجموعہ جس میں کوئی بات مشترک ہو۔

۴۱ - بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ ۝

۴۱ - بلکہ اُسی کو پکارو گے۔ سو وہ اس کام کو جس کے لئے اُسے پکارا ہے اگر چاہے رفع کرے۔ اور جن کو تم شریک ٹھہراتے تھے انہیں بھول جاؤ گے ۝

۴۲ - وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِنْ قَبْلِكَ فَأَخَذْنَاهُمْ بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ ۝

۴۲ - اور تجھ سے پہلے بہت اُمتوں کی طرف ہم نے رسول بھیجے تھے پھر ہم نے انہیں سختی اور تکلیف میں ڈالا تھا۔ کہ شاید وہ عاجزی کریں ۝

۴۳ - فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَٰكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

۴۳ - سو جب ہمارا عذاب اُن پر آیا۔ وہ عاجز کیوں نہ ہوئے لیکن اُن کے دل سخت ہو گئے تھے اور شیطان نے اُن کے کام اُن کی نظروں میں ف۱ اچھے دکھلائے تھے ۝

۴۴ - فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ ۝

۴۴ - پھر جب وہ اُس نصیحت کو جو انہیں دی گئی تھی بھول گئے۔ تو ہر شے کے دروازے ہم نے اُن پر کھول دیئے یہاں تک کہ جب اُن چیزوں سے جو اُن کو دی گئی تھیں خوش ہوئے تو ہم نے اچانک اُنہیں پکڑ لیا۔ تب وہ ہی ناامید ہو گئے ف۲ ۝

ف۱

کبھی کبھی اللہ تعالیٰ انسانوں کو تکلیف میں مبتلا کر دیتا ہے۔ تاکہ دلوں میں رقت و انفعال کے کیفیات پیدا ہوں۔ اور وہ خدا سے ڈریں۔ مگر مشرکین کا یہ حال ہے کہ ہر چند انہیں عذاب میں مبتلا کیا گیا۔ مصائب آئے، تکلیفیں پہنچیں، وہ بدستور انکار کر رہے ہیں ۔

جس کی وجہ یہ ہے کہ دلوں میں قساوت پیدا ہو گئی ہے۔ روشنی گناہوں کی ظلمت میں دب گئی ہے۔ حق نفسانیت کے سامنے کمزور ہو گیا ہے ۔

ف۲

خدا کا قانون یہ ہے کہ کوئی قوم اس وقت تک تباہ نہیں ہوتی۔ جب تک برائیاں کرتے ساتھ ان میں ڈھیل جائیں۔ اور معصیت میں وہ ڈوب جائیں۔ جب ہر عیب کو وہ ثواب سمجھنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور اللہ کی پکڑ سے غافل ہو جاتے ہیں۔ تو یکایک اللہ کی غیرت میں جوش پیدا ہوتا ہے۔ اور اُن کو ایک دم فنا کے گھاٹ اُتار دیا جاتا ہے ۔

حلِ لُغات

الْبَأْسَاءِ۔ تکلیف۔ اور بؤس ۔
مُبْلِسُونَ۔ ناامید، مایوس۔ ابلس سے مشتق ہے۔ یعنی اللہ کی رحمت سے مایوس ۔

۴۵ - فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۭ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

۴۶ - قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰي قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ○

۴۷ - قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

۴۸ - وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

۴۵ - سو ظالم لوگوں کی جڑ کاٹی گئی، اور تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہان کا رب ہے ○

۴۶ - تو کہہ دیکھو تو اگر اللہ تمہارے کان اور آنکھیں چھین لے، اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے تو اللہ کے سوا وہ کون سا معبود ہے کہ تمہیں یہ چیزیں لا دے، دیکھ ہم کیونکر طرح طرح سے نشانیاں بیان کرتے ہیں، پھر بھی وہ منہ موڑتے ہیں ○

۴۷ - تو کہہ دیکھو تو اگر اللہ کا عذاب تم پر ناگاہ یا آشکارا آجائے، تو کیا ظالموں کے سوا کوئی اور ہلاک ہوگا؟ ○ ف ۱

۴۸ - اور رسولوں کو ہم فقط اس لئے بھیجتے ہیں کہ خوشی اور خوف سنائیں۔ سو جس نے مانا، اور سنور گیا، اُن پر نہ کچھ خوف ہوگا، اور نہ وہ غمگین

ظالموں کا نہ رہنا ہی اچھا ہے

ف ۱

مقصد یہ ہے کہ ظالم اور ناحق شناس طبقوں کا دُنیا سے مٹ جانا ہی باقی دُنیا کے لئے مفید ہے کیونکہ جس طرح بیماریاں متعدی ہوتی ہیں، اسی طرح رُوحانی امراض بھی ہولناک صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ اور اگر ان کو باقی رہنے دیا جائے، تو تمام قوموں کا اخلاق خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ انکو دُنیا سے مٹا دیتا ہے۔ تاکہ اُن کے مفاسد اُن ہی تک محدود رہیں ○

ف ۲

غرض یہ ہے۔ کہ تم ہر وقت غیر محفوظ ہو۔ تم نہیں جانتے کب عذاب الٰہی بھڑکے اور کب تم کو جوارح سے محروم کر دیا جائے ○ اس لئے ہر آن غور وفکر سے کام لو۔ اور عقل و ہوش کو سنبھالو۔ خدا کے دین کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ ورنہ یاد رہے۔ تباہی اور ہلاکت دُور نہیں ○

حلِ لغات

دَابِر - اصل، جڑ، پیچھا ○
يَصْدِفُوْنَ - مادہ صدف۔ یعنی رُوگردانی کرنا ○

یَحْزَنُوْنَ ○

ہوں گے ○

۴۹۔ وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا یَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ○

۴۹۔ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا، انہیں ان کی نافرمانی کے سبب عذاب ہوگا ○

۵۰۔ قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ ؕ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَالْبَصِیْرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ○

۵۰۔ تو کہہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں اور نہیں کہتا کہ میں غیب دان ہوں اور نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو اسی وحی کے تابع ہوں جو مجھے ہوتی ہے، تو کہہ کیا اندھا اور بینا برابر ہیں؟ کیا تم فکر نہیں کرتے؟ ○ ف

۵۱۔ وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْ یُّحْشَرُوْۤا اِلٰى رَبِّهِمْ لَیْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِیٌّ وَّلَا شَفِیْعٌ لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ ○

۵۱۔ قرآن سے اس کو نصیحت کر جو اس بات سے ڈرتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے پاس جمع ہوں گے۔ اللہ کے سوا ان کا کوئی حمایتی اور شفیع نہ ہوگا، شاید وہ بچیں ○

وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَیْبَ

ف حضور کا درجہ تمام انبیاء سے بڑھ کر ہے۔ کائنات میں کوئی شخص آپ کا ہمسر و مد مقابل نہیں، سہیم و شریک نہیں، ان کے پاس رشد و ہدایت کے اور معارف و نکات کے بے پناہ خزانے موجود تھے۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ دنیا کے لحاظ سے سرمایہ افلاس کا بہرۂ وافر رکھتے تھے۔ ان کی قدوسیت اور پاکیزگی میں کس کو شبہ ہے۔ مگر باایں ہمہ وہ فرشتہ نہیں تھے۔ اسی طرح ان کا علم کائنات میں سب سے زیادہ ہے اور رسُل سے بڑھ کر اور کون عالم ہو سکتا ہے۔ پھر بھی وہ غیب نہیں جانتے تھے۔

کیوں؟ — اس لئے کہ یہ صرف اللہ کے ساتھ مختص ہے۔ غیب کی تشریح حسب موقع پر گزر چکی ہے۔ اجمالاً یوں سمجھئے، غیب کا جاننا انسانوں کے لئے نہ وجہ فضیلت ہے اور نہ ممکن۔

اللہ کا یہ بہت بڑا انعام ہے کہ ہم بعض حقائق کی نسبت ناواقف ہیں۔ آج تمہیں اپنی موت کا علم ہو جائے۔ تو تم یکا یک ایک دم مر جاؤ۔ دنیا کے تمام کام رک جائیں۔ حضور بھی اسی مصلحت عامہ کی وجہ سے غیب نہیں جانتے تھے۔ یعنی وہ نہیں جانتے تھے کہ کس طرح ان کا لخت جگر کربلا کے میدان میں ذبح کر دیا جائے گا۔ وہ یقیناً اس حقیقت سے ناآشنا تھے کہ طائف میں جسد اطہر کو پتھروں اور ایذاؤں سے مجروح کر دیا جائے گا۔

وہ آگاہ نہیں تھے کہ واقعہ افک میں کیا شرارت کام کر رہی ہے۔ بے چین رہتے ہیں اور جب تک قرآن نازل نہیں ہوا حضرت عائشہؓ کی جانب سے دل صاف نہیں۔ کیا یہ واقعات ثبوت کے لئے کافی نہیں؟

اس میں توہین کا کوئی پہلو نہیں۔ مقصود صرف یہ ہے کہ رسول کا منصب نبوت جن علوم کا محتاج ہے، وہ اسے حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے لئے یہ جاننا ضروری نہیں کہ دنیا میں

۵۲ - وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِم مِّن شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِم مِّن شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ ○

۵۲ - اور جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے اور اس کا چہرہ تلاش کرتے ہیں، انہیں مت نکال۔ ان کے حساب میں تیرا کچھ دخل نہیں اور نہ تیرے حساب میں کچھ ان کا دخل ہے کہ تو انہیں اپنے پاس سے نکال دے اور تو ظالموں میں ہو جائے ○

۵۳ - وَكَذَٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لِّيَقُولُوا أَهَٰؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّن بَيْنِنَا ۗ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ ○

۵۳ - اور اسی طرح ہم نے بعض کو بعض سے آزمایا ہے تاکہ وہ یوں کہیں کہ کیا ہمارے درمیان سے اللہ نے انہیں (غرباء) پر فضل کیا ہے؟ کیا اللہ شکر کرنے والوں کو نہیں جانتا؟ ○ ف۲

۵۴ - وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ۖ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۖ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ

۵۴ - اور جب ہماری آیتوں کو ماننے والے تیرے پاس آئیں، تو تو ان سے کہہ سلام علیکم تمہارے رب نے اپنی ذات پر رحمت لکھ لی ہے کہ اگر کوئی تم میں سے ناواقفی سے برا کام کرے

اسلام اور معیارِ فضیلت

ف۱

دولتمند اور ذی وجاہت طبقہ ہمیشہ سے امتیازات خصوصی کا طالب رہا ہے۔

اسلام کو اول اول جب غلغلہ ہوا ہے یہ لوگ نہ قبول کیا۔ تو یہ تنگ قبول ہو جانے لگے اور محض اس بنا پر اسلام کی برکات سے محروم رہتے کہ اس کے ماننے والے غریب کیوں ہیں۔ وہ یہ بھی چاہتے تھے حضور ان لوگوں کو جن کے دل دولت ایمان سے مالا مال ہیں، اپنے قریب نہ آنے دیں۔ اور ہماری زیادہ آؤ بھگت کریں۔

اس آیت میں دراصل انہیں لوگوں کی تردید مقصود ہے فرمایا۔ یہ مخلص لوگ صبح و مسا اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ ان کے سینے ایمان کی روشنی سے ... گو دنیوی وجاہت سے محروم ہیں مگر ان کے دل دارین کی برکتوں سے معمور ہیں۔

اسلام کا اصول یہی ہے۔ وہ صرف حسنات کو دیکھتا ہے۔ ظاہری شان و شکوہ اس کے نزدیک کچھ چیز نہیں۔ اس کے دربار معدلت آگین میں گدا اور شہنشاہ دونوں برابر ہیں۔

ف۲ مقصد یہ ہے کہ دولتمند ہونا خوبی نہیں۔ شاکر ہونا فضیلت ہے۔ وہ شخص جو آسودہ حال ہے۔ اور خدا کی نعمتوں سے صحیح معنوں میں استفادہ نہیں کرتا یعنی منعم حقیقی کو بھول گیا ہے۔ وہ فضل و احسان کے قابل نہیں۔ اور وہ جو گو غریب ہے۔ مگر اللہ کا شکر گزار ہے۔ اس قابل ہے کہ دربار نبوی میں جگہ پائے۔

حلِ لغت

وَلَا تَطْرُدْ۔ مادہ طَرْدٌ۔ بمعنی دور رکھنا، دھکا دینا۔

مَنَّ۔ احسان کیا۔

ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

پھر اس کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے، تو بخشنے والا مہربان ہے ○ ف۱

۵۵۔ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ○

۵۵۔ اور ہم آیتوں کی یوں تفصیل بیان کرتے ہیں اور تاکہ مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے ○

۵۶۔ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ○

۵۶۔ تو کہہ اللہ کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو، مجھے ان کا پوجنا منع ہوا ہے، تو کہہ میں تمہاری مرضی پر نہیں چلتا۔ اگر چلوں تو میں بہک چکا اور ہدایت یافتوں میں نہ رہا ○ ف۲

۵۷۔ قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ○

۵۷۔ تو کہہ مجھے میرے رب کی شہادت پہنچی اور تم نے اس کو جھٹلایا ہے، میرے پاس وہ چیز نہیں جس کے مانگنے میں تم جلدی کرتے ہو، اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں، وہ حق ظاہر کرتا ہے اور وہی اچھا فیصلہ کرنے والا ہے ○ ف۳

ف۱

یعنی مسلمانوں کے لئے سلامتی کا پیغام ہے۔ اللہ کی رحمتیں ان کا خیر مقدم کرتی ہیں۔ ان کی لغزشیں در خور عفو ہیں بشرطیکہ توبہ و استغفار کو ہاتھ سے نہ دیں۔

ف۲

رسول علی الاعلان خواہشات نفس کا احترام نہیں کرتا۔ بلکہ وہ اس لئے مبعوث ہوتا ہے تاکہ قیادت کے صحیح اصولوں کے ماتحت اہواء و خواہش کے خلاف جہاد کرے۔

ف۳

مقصد یہ ہے کہ اگر دلائل طلب کرتے ہو تو جان لو کہ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّیْ۔ مجھے اللہ نے دلائل و براہین سے بھرپور عطا کر رکھا ہے۔ میں اپنے ہر دعوے کے ثبوت میں وجہ البصیرت پیش کر سکتا ہوں۔ اور اگر عذاب کا مطالبہ ہے۔ تو یہ اللہ کے علم و اختیار میں ہے۔ خدا جب چاہے گا۔ تم کو حرف غلط کی طرح مٹا دے گا۔ اس وقت تم کچھ نہ کر سکو گے۔

حل لغات

وَلِتَسْتَبِيْنَ ۔ مادہ بیان۔ معنے ظاہر ہونا۔

اَهْوَآءَ ۔ جمع ھوا۔ معنی نفس کی خواہشیں۔

الْفَاصِلِيْنَ ۔ مادہ فصل۔ یعنی فیصلہ کرنا۔ جمع فاصل۔

۵۸ - قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝

۵۹ - وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝

۶۰ - وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُكُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰۤى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

۵۸ - تو کہہ اگر میرے پاس وہ چیز ہوتی جس کے مانگنے میں تم جلدی کرتے ہو تو میرا تمہارا فیصلہ کبھی ہو جاتا۔ اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے ۝

۵۹ - اور غیب کی کنجیاں اُسی کے پاس ہیں اُس کے سوا اُن کو کوئی نہیں جانتا۔ اور اُسے معلوم ہے جو جنگل اور دریا میں ہے۔ اور کوئی پتہ نہیں گرتا جسے وہ نہ جانتا ہو، اور زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ نہیں۔ اور نہ تر و خشک ہے، جو کھلی کتاب میں نہ ہو ۝ ف ۱

۶۰ - اور وہی ہے جو تمہیں رات کو مار ڈالتا ہے اور جو تم نے دن میں کیا ہے جانتا ہے پھر تمہیں دن میں زندہ کرتا ہے تاکہ وقت مقررہ پورا ہو جائے پھر تمہیں اُس کی طرف جانا ہے، پھر تمہیں جتلائے گا جو تم

علم الٰہی کی ہمہ گیری

ف ۱

کتاب مبین ایک اصطلاح ہے جو تعبیر ہے علم الٰہی سے۔ یعنی خدا کے علم میں کائنات کی تمام تفصیلات موجود ہیں۔ وہ بحر و بر کی وسعتوں سے آگاہ ہے۔ پتے پتے اور ڈال ڈال سے واقف ہے۔ زمین کی تاریکیوں میں جو کچھ بھی ہے۔ اُسے علم ہے ۔

بعض کے نزدیک کتاب مبین سے مراد قرآن ہے۔ مگر یہ صحیح نہیں۔ اس لئے کہ سیاق و سباق میں اللہ کے علم اور وسیع اختیارات کا ذکر ہے ۔

محل اشتباہ لفظ مبین ہے، جو عربی ہے، کہ مبین کا لفظ لازم کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ یعنی کتاب واضح ۔

ان معنوں میں اللہ کا علم مبین بھی ہے۔ کہ قیامت کے دن ہماری تمام لغزشوں کو ظاہر کر دے گا ۔

بہرحال مقصود خدا کے معارف کی وسعت بیان کرنا ہے ۔

حلِّ لغات

مَفَاتِحُ۔ جمع مِفْتَحٌ۔ بمعنے کنجی، چابی۔ یا مَفْتَحٌ۔ بمعنی خزانہ ۔

تَعْمَلُوْنَ ۝

۶۱- وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ۝

۶۲- ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ۭ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۣ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ۝

۶۳- قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَىِٕنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝

۶۴- قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ

کرتے تھے ۝ ف۱

۶۱- اور وہی اپنے بندوں پر غالب ہے اور تم پر نگہبان فرشتے بھیجتا ہے، یہاں تک کہ جب تم میں کسی کی موت آتی ہے تو ہمارے بھیجے ہوئے اسے قبضہ میں لے لیتے ہیں اور وہ قصور نہیں کرتے ۝

۶۲- پھر وہ سب اللہ کی طرف جو ان کا سچا مالک ہے، پہنچائے جائیں گے۔ سنتے ہو حکم اسی کا ہے اور وہ جلد حساب لینے والا ہے ۝

۶۳- تو کہہ جنگل اور دریا کی تاریکیوں سے تمہیں کون بچاتا ہے، جسے تم گڑگڑاتے اور چھپکے پکارا کرتے ہو، کہ اگر وہ ہمیں اس بلا سے بچا لے، تو ہم شکر گزاروں میں ہوں گے ۝ ف۲

۶۴- تو کہہ اللہ ہی تمہیں ان تاریکیوں اور ہر سختی سے

ف۱

یعنی موت اور نیند میں صرف بیداری کا امتیاز ہے۔ خدا چاہے، تو انسان کو بستر ہی پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سُلا دے۔ یہ اس کا کرم اور نوازش ہے۔ کہ ہمیں زندگی کی دوبارہ مُہلت دیتا ہے، تاکہ دُنیا کی تگ و دو میں حصہ لے سکیں۔ مگر یہ انتباہ ہے۔ کہ انسان کبھی عیش چند روزہ پر مغرور نہ ہو جائے۔

ف۲

انسان میں یہ عجیب نفسی کمزوری ہے، کہ جب مصیبت میں مبتلا ہو۔ جب چاروں طرف سے گھر جائے۔ اور مخلصی کی تمام راہیں مسدود ہو جائیں جب لق و دق صحراؤں میں گم ہو جائے۔ جب جہاز بہہ نکلے اور ہر آن غرق ہو جانے کا خطرہ موجود ہو، اُس وقت اللہ کو یاد کرتا ہے بخلوص و تفرع سے اُس کا نام لیتا ہے۔ اور اس کی استعانت کے لئے بے قرار ہو جاتا ہے۔

مگر جہاں مصیبت دُور ہوئی۔ خطرہ کا وقت گزر گیا۔ پھر سے کشتی امن و راحت کو آیا۔ پھر غافل اور شرک نوازی میں مشغول ہو گیا۔ یا تو صرف اللہ کا نام تھا۔ یا اب اپنی قوت اور تدبیر پر اعتماد ہے۔ اپنی عقل کی تعریف ہے۔ دُنیوی اور مادی سہاروں پر بھروسہ ہے۔ یہ نیرنگی و بوالعجبی لائق عبرت ہے۔ اس آیت میں اس حقیقت کی جانب اشارہ ہے، کہا گیا ہے۔ جب مصیبتوں اور مشکلات میں خدا کو یاد کرتے ہو، تو پھر آسودگی اور رفاہیت میں اُسے فراموش کر دینے۔ اور بھول جانے کے کیا معنی ! ۱۰

كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ○

۶۵- قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ○

۶۶- وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۭ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۭ

۶۷- لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۡ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○

۶۸- وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۭ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ

بچاتا ہے، پھر تم شریک ٹھہراتے ہو ○

۶۵- تو کہہ وہی اس بات پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے یا تمہارے پیروں کے نیچے سے عذاب بھیجے۔ یا تم میں کئی فریق کر دے۔ اور بعض کو بعض کی لڑائی (کا مزہ) چکھائے۔ تو دیکھ ہم کیونکر ہیر پھیر کر نشانیاں بیان کرتے ہیں کہ شاید وہ سمجھیں ○ ف۱

۶۶- اور اے محمد تیری قوم نے قرآن کو جھٹلایا اور وہ تو حق ہے تو کہہ میں تمہارے اوپر داروغہ نہیں ○

۶۷- ہر بات کا ایک وقت مقرر ہے اور عنقریب تمہیں معلوم ہو جائیگا ○

۶۸- اور جب تو اے محمد ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیتوں میں بحثیں کرتے ہیں تو ان کی طرف سے منہ موڑ لے یہاں تک کہ وہ اس کے سوا کسی اور بات میں بحث کریں اور اگر شیطان

عذاب تحزب

ف۱

مقصد یہ ہے کہ بت پرستی پر اصرار، حق وصداقت کے خلاف اعلان جنگ یاد رکھو بہتر نہیں، خدا ہر وقت قادر ہے، کہ تم پر عذاب بھیجدے۔ تم پر آسمان ٹوٹ سکتا ہے۔ زمین تمہارے لئے پھٹ سکتی ہے۔ اور سب سے بڑا عذاب یہ ہے کہ تم میں جمعیت نہ رہے۔ اختلاف وتحزب کی آندھیاں چلیں اور گنگر طغیان کے تناور درختوں کو جڑ سے اکھاڑ دیں۔

حل لغات

شِيَعًا۔ جمع شِيْعَةٌ۔ گروہ، جماعت۔

يَخُوْضُوْنَ۔ مادہ خوض۔ عام طور پر اسلام کے خلاف غور وفکر کرنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○

٦٩- وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○

٧٠- وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ○

تجھے بھلا دے، تو بعد نصیحت کے ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھ ○ ف١

٦٩- اور ذمہ اُن کے حساب کا پرہیزگاروں پر کچھ نہیں۔ لیکن یاد دلانا ہے شاید وہ ڈریں ○ ف٢

٧٠- اور جنھوں نے اپنے دین کو کھیل تماشہ ٹھہرایا، اور حیات دُنیا نے انھیں فریب دیا ہے تو اُنھیں چھوڑ دے اور قرآن سے نصیحت دے، کہ کوئی جی اپنے اعمال میں گرفتار نہ ہو جائے۔ اس کے لئے اللہ کے سوا کوئی ولی اور شفیع نہیں ہے۔ اور اگر وہ سارے معاوضے بھی اپنے بدلے میں دیگا تو بھی اس سے قبول نہیں کئے جاویں گے۔ یہی لوگ ہیں جو اپنے اعمال کے سبب گرفتار ہوئے ہیں۔ اُن کے لئے اُن کے کفر کے بدلے میں کھولتا ہوا پانی اور دکھ دینے والا عذاب ہے ○ ف٣

ع ١٤

ف١

قرآن حکیم کا انداز بیان عام طور پر اس طرح ہے کہ بظاہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا جاتا ہے۔ مگر مقصود اس سے عام مسلمان ہوتے ہیں۔ یہ آیت اسی قبیل سے ہے۔ مقصود یہ ہے، کہ عام مسلمان کفر و الحاد کی مجلسوں میں شرکت نہ کریں۔ جن میں بجز توہین اسلام اور کوئی شغل نہ ہو۔ کیونکہ اس طرح مذہبی حمیت دور ہو جاتی ہے اور انسان بُری سے بُری بات سننے کا عادی ہو جاتا ہے۔

ف٢

مقصد یہ ہے، کہ اگر تم ان کی بُرائیوں میں شریک نہ ہو جاؤ اور الحاد و زندقہ کی باتوں کی تردید کر سکو، تو شرکت میں مضائقہ نہیں۔

اسلام تنگ نظر نہیں اور یہ نہیں چاہتا کہ مسلمان مخالف کی باتیں نہ سنیں۔ بلکہ غرض یہ ہے کہ حمیت دینی اور عصبیت حق اس قسم کے مشغلوں سے زائل ہو جاتی ہے۔ اس لئے محتاط رہو۔

دین کو کھیل نہ سمجھو!

ف٣ غرض یہ ہے کہ دین کا احترام ضروری ہے۔ یہود و نصاریٰ کی طرح نہ ہو جاؤ۔ جن کے دلوں میں مذہب ایک غیر ضروری مشغلہ کی حیثیت سے زیادہ نہیں۔

وَلَا شَفِيْعٌ سے شفاعت مطلقہ کی تردید مقصود ہے۔ یعنی غیر مشروط شفاعت۔ اہل باطل کا خیال تھا کہ چونکہ ہم انبیاء کی جانب منسوب ہیں۔ اور اس انتساب پر نازاں ہیں اس لئے شفاعت قطعی ہوگی۔ مکہ کے مشرک یہ سمجھتے تھے کہ ہمارے بت، ہمارے اولیاء، اللہ پر دباؤ ڈال کر ہمیں بخشوائیں گے۔ قرآن حکیم نے اس نوع کی سفارش کو ممنوع اور ناجائز قرار دیا۔ اور [illegible] کا اظہار کیا ہے۔

حل لغات:- الذکریٰ۔ مصدری معنی میں استعمال ہوا ہے۔ یعنی یاد آنے کے بعد نہ بیٹھو۔ اَنْ تُبْسَلَ۔ ابسال بمعنی روکنا، محروم رکھنا۔ حَمِيْمٌ۔ کھولتا ہوا پانی۔

۷۱- قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَ نُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ ص لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَ اُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

۷۲- وَ اَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِىْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

۷۳- وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۚ

۷۱- تُو کہہ کیا ہم اللہ کے سوائے پکاریں، جو ہمارا بھلا بُرا کچھ نہ کر سکے، اور اللہ سے ہدایت پا کر کیا ہم اُلٹے پھر جائیں؟ اُس کی مانند جسے شیطانوں نے جنگل میں بہکا کر حیران کر دیا ہے، اُس کے دوست اُس کو راست پر بُلاتے ہیں، کہ ہماری طرف آ۔ تُو کہہ جو خدا کی ہدایت ہے، وُہی ہدایت ہے اور ہمیں حکم ملا ہے کہ ہم رب العالمین کی مانیں ۝

۷۲- اور یہ کہ نماز پڑھو، اور اُس سے ڈرو، اور وُہ وہی ہے جس کی طرف تم جمع ہو گے ۝

۷۳- اور وُہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور سے بنایا۔ اور جس دن وہ قیامت کو کہے گا، کہ ہو جا، وہ ہو جائے گی ف

ف

اسلامی تخیل اللہ تعالے کے باب میں یہ ہے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اُسے اسباب وذرائع کی قطعاً حاجت نہیں۔ وہ جب چاہے، دُنیا کو مجسمۂ مشیت کے فنا کے گھاٹ اُتار دے۔ اسی طرح اس میں یہ بھی قدرت ہے۔ کہ کائنات کو ایک لمحے کے اندر مہیا کر دے۔ اسے صرف ارادہ کرنا ہے۔ اس کے بعد شئے مراد کا خلعت وجود اختیار کر لینا ضروری ہے۔ اس آیت میں یہی بتایا ہے۔ کہ اللہ تعالے ایک وقت لائے گا جب تمام انسانوں کو پھر سے زندہ ہونے کا حکم دے گا۔

کُن کہنے سے مقصود ہے کہ اس کے ارادہ اور فعل میں کوئی تخلف نہیں ہوتا۔ یوں سمجھئے۔ اس نے کہا۔ اور چیز موجود ہو گئی۔ ورنہ وہ لفظ کُن کا محتاج نہیں۔ اور نہ لفظ کُن میں پیدا کرنے کی تاثیر ہے۔ غرض اس کی قوت کاملہ اور مطلقہ کا اظہار ہے۔

حلِّ لغات

اسْتَهْوَتْهُ۔ استہوا کے معنی سرگشتہ کرنے کے ہیں۔ یعنی اس کو شیاطین نے سرگشتہ کر دیا ہو۔

حَیْرَان۔ بمعنی سرگشتہ، پریشان اور سراسیمہ شدید سر۔

قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ○

اُس کی بات سچی ہے اور اُسی کی سلطنت ہو گی جس دن صُور پھونکا جائے گا۔ ف۱ اور وہ کھُلی اور چھپی بات جانتا ہے اور وہ تدبیر والا خبردار ہے ○

۷۴ - وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

۷۴ - اور جب ابراہیم نے اپنے باپ ف۲ آذر کو کہا تھا، کیا تُو بتوں کو معبود ٹھہراتا ہے، میں تجھے اور تیری قوم کو صریح گمراہی میں دیکھتا ہوں ○

۷۵ - وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ○

۷۵ - اور اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی سلطنت دکھلانے لگے، اور تاکہ وہ یقین لانے والوں میں ہو جائے ○

۷۶ - فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ○

۷۶ - سو جب اُس پر رات نے اندھیرا کیا تو اُس نے ایک تارا دیکھا، کہا یہ میرا رب ہے، پھر جب وہ چھپ گیا تو کہا کہ مجھے چھپ جانے والے مجھے پسند نہیں آتے ○

۷۷ - فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا

۷۷ - پھر جب چاند چمکتا دیکھا، تو کہا کہ یہ میرا

ف۱

نفخ صُور کی تفصیلی بحث گذر چکی ہے۔ اجمالاً بحث یہ ہے، کہ :-

(۱) قرآن میں مختلف ناموں سے اس تخیل کا وجود پایا جاتا ہے۔ اس لئے لفظ صُور کی تاویل درست نہیں ۔

(۲) احادیث میں صراحت سے نرسنگا اور فرشتہ کا ذکر ہے ۔

اور اس میں کوئی مغالطہ اور استحالہ بھی نہیں۔ ممکن ہے یہ محض اطلاع اور انتباہ ہو جو بھی بالاستقلال نفاذ رکھتی، کیا تاثیر اس میں موجود نہ ہو۔ بلکہ مقصود یہ ہو کہ وقت مقررہ آپہنچا ہے ۔

اور یہ بھی محال نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں خاص تاثیر ودیعت کر رکھی ہو، ہم علم الاصوات کی تمام وسعتوں سے آگاہ نہیں۔ جب بھی یہ جانتے ہیں، کہ آواز میں اس نوع کی قوتیں ہو سکتی ہیں ۔

دائرہ تبلیغ کا نقطہ آغاز

ف۲ اس آیت میں حضرت ابراہیم کا وعظ ہے جو ان کے والد سے متعلق ہے۔ مقصد یہ ہے، کہ انبیاء تبلیغ کو گھر سے شروع کرتے ہیں، اور انہیں حق بات کے کہنے میں کبھی تامل نہیں ہوتا ۔

بعض لوگ یہاں لابیہ کے لفظ سے چچا مُراد لیتے ہیں۔ کیونکہ اُن کے نزدیک انبیاء کے باپ کافر نہ ہونے چاہئیں۔ مگر یہ محض وہم ہے۔ اگر رات کی تاریکی سے خورشید خاور کا طلوع ہو سکتا ہے، تو پھر شرک کی ظلمتوں سے توحید کے بدر منیر کا نکل آنا کیوں ناجائز ہے ۔

حل لغت

صُور ۔ نرسنگا ۔

مَلَكُوْت ۔ بادشاہت، اشرف عالم فرشتگان۔ عالم ارواح ۔

جَنّ ۔ جنون ۔ یعنی چھپانا ۔

رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّاۗلِّيْنَ ○

رب ہے، پھر جب وہ بھی چھپ گیا، تو کہا اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ کرے گا۔ تو میں بیشک گمراہوں میں رہوں گا ○

۷۸- فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ○

۷۸- پھر جب سورج چمکتا دیکھا تو کہا کہ یہ میرا رب ہے۔ یہ سب سے بڑا ہے، پھر جب وہ بھی چھپ گیا، تو کہا کہ اے قوم میں ان سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو، بیزار ہوں ○ ف۱

۷۹- اِنِّىْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○

۷۹- میں نے آسمان و زمین کے خالق کی طرف ایک طرفہ ہو کے اپنا منہ کیا ہے" میں مشرکوں میں نہیں ○

۸۰- وَحَاۗجَّهٗ قَوْمُهٗ ۭ قَالَ اَتُحَاۗجُّوْۗنِّىْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ۭ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ

۸۰- اور اس کی قوم نے اس سے جھگڑا کیا، وہ بولا کیا تم خدا کے بارہ میں مجھ سے جھگڑتے ہو، حالانکہ اس نے مجھے ہدایت کی اور میں تمہارے معبودوں سے جن کو تم خدا کا شریک کرتے ہو نہیں ڈرتا

سیرِ ملکوت

ف۱ ان آیات میں حضرت ابراہیم کے انتقالاتِ ذہنی یا واردات توحید کا بیان کیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ کیونکر وہ توحید کے راز تک پہنچے۔ جبکہ ان کے گردوپیش شرک و بت پرستی کی آندھیاں چل رہی تھیں۔ یہ واضح رہے کہ حضرت ابراہیم نے ایک لمحہ کے لئے بھی چاند اور تاروں کو معبود نہیں مانا۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ حضرت ابراہیم فطرتاً سلجھے ہوئے دماغ کے آدمی تھے وہ فوراً بھانپ گئے کہ چمکتے تاروں اور درخشاں مہتاب و جہانتاب میں کوئی بھی خدا ہونے کا استحقاق نہیں رکھتا۔ کیونکہ یہ سب افول و زوال سے دوچار ہوتے ہیں۔ الوہیت ایک شان ہے جسے اللہ کے پُروقار لفظ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ اور وہ وہ ہے۔ جس نے ان سب کو پیدا کیا۔

ابراہیم کے سلسلۂ فکر کا اس انداز میں پیش کرنے کا مقصد یہ ہے۔ کہ کواکب پرست حضرات توحید کی طرف رجوع کریں۔ اور وہ ان حقائق پر غور کریں۔ جنہیں حضرت ابراہیم نے پیش کیا ہے۔

توحید دراصل انسانی غور و فکر کا معراجِ کمال ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کی اس کاوشِ فکر کو سیرِ ملکوت سے تعبیر کیا ہے۔

حَلِّ لُغَات

بَازِغَةً۔ چمکتا ہوا۔ عربی میں شمس مؤنث ہے۔
اَفَلَتْ۔ غروب ہو گیا، چھپ گیا۔
بَرِيْۗءٌ۔ پاک ہونا، آزاد ہونا۔

يَشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا ۭ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ○

مگر یہ کہ میرا رب ہی کچھ چاہے، علم کے لحاظ سے میرا رب ہر شے پر حاوی ہے، کیا تم دھیان نہیں کرتے ○

۸۱ - وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ۭ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

۸۱ - اور میں کیوں اُن سے ڈروں جن کو تم شریک کرتے ہو اور تم اس سے نہیں ڈرتے کہ تم خدا کے ساتھ ایسوں کو شریک کرتے ہو جن کی اس نے تم پر کوئی سند نہیں اتاری سو اب دونوں فرقوں میں سے امن کا کون زیادہ حقدار ہے، اگر تم سمجھ رکھتے ہو ○ (ف۱)

وقف لازم

۸۲ - اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○

۸۲ - جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں ظلم (شرک) نہ ملایا۔ انہیں کے لئے امن ہے۔ اور وہی راہ ہدایت پر ہیں ○

۸۳ - وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰي قَوْمِهٖ ۭ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ○

۸۳ - اور یہ ہماری دلیل ہے جو ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابل میں دی تھی۔ ہم جس کے چاہیں درجے بلند کریں، بیشک تیرا رب حکمت والا خبردار ہے ○ (ف۲)

ف

مقصد یہ ہے کہ ایک صادق الخیال انسان سے بت پرستی کی کوئی توقع نہیں کی جا سکتی۔ وہ جانتا ہے کہ یہ بطلان عقیدہ ہے۔ اور یہ معبودان باطل کسی طرح کا گزند نہیں پہنچا سکتے۔

مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا سے غرض یہ ہے کہ شرک کی تائید میں عقل و فکر کے لئے قطعاً گنجائش نہیں۔

حجتِ حق

ف۲ اس آیت میں حضرت ابراہیم کے طرز استدلال کی تعریف کی ہے اسے حجت حق اور برہان قرار دیا ہے۔ اور پھر یہ بیان فرمایا ہے کہ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ۔ یعنی توحید ہی رفع درجات کا سبب ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی تفرید و تجرید بہترین شغل ہے۔ وہ شخص جو مشرک ہے معرفت کے بام بلند تک اس کی رسائی ناممکن ہے۔ کوئی نیکی اور کوئی عبادت اسے خدا تک نہیں پہنچا سکتی۔ اور وہ جو توحید کا قائل ہے توحید پر عامل ہے۔ اس کے لئے درجات و مراتب ہیں۔ تشریف و تقرب ہے۔ وہ اس قابل ہے۔ کہ اللہ اسے اپنی آغوش رحمت میں لے لے۔

حل لغات

حُجَّتُنَا۔ حجت کے معنی مضبوط اور ناقابل تردید دلیل کے ہیں۔

۸۴- وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَیْنَا ۚ وَ نُوْحًا هَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ وَ اَیُّوْبَ وَ یُوْسُفَ وَ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۙ

۸۵- وَ زَكَرِیَّا وَ یَحْیٰى وَ عِیْسٰى وَ اِلْیَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۙ

۸۶- وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ الْیَسَعَ وَ یُوْنُسَ وَ لُوْطًا ؕ وَ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ۙ

۸۷- وَ مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَ ذُرِّیّٰتِهِمْ وَ اِخْوَانِهِمْ ۚ وَ اجْتَبَیْنٰهُمْ وَ هَدَیْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ

۸۴- اور ہم نے ابراہیم کو اسحٰق و یعقوب بخش دیا۔ سب کو ہم نے ہدایت کی، اور پہلے نوح کو ہدایت کی تھی، اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان کو اور ایوب اور یوسف اور موسےٰ اور ہارون کو ہدایت کی تھی۔ اور ہم یوں نیکوں کو بدلہ دیتے ہیں ○

۸۵- اور زکریا اور یحیےٰ اور عیسےٰ اور الیاس کو۔ سب نیک بختوں میں تھے ○

۸۶- اور اسماعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو۔ اور سب کو ہم نے سارے جہان پر فضیلت دی ○

۸۷- اور ان کے باپ دادوں اور ان کی اولاد اور بھائیوں میں سے بعض کو۔ اور ہم نے انہیں برگزیدہ کیا۔ اور راہ راست کی

ف ۱

ان آیات میں توحید کے علمبرداروں کی ایک مختصر سی فہرست پیش کی ہے۔ اور بتایا ہے کہ ان کے تمام فضائل ان کی ساری بزرگیاں محض اس وجہ سے تھیں کہ یہ لوگ موحد تھے، خدا کے پرستار تھے، صراط مستقیم پر گامزن تھے۔ صداقت، اور سچائی کے راہ سپار تھے۔ ورنہ شرک اور بت پرستی اعمال کو ضائع کر دیتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِنَبِیِّهٖ وَلِمَنْ سَعٰى فِیْهِ وَ لِوَالِدَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ۔ اٰمِیْن

مُّسْتَقِیْمٍ ۝

۸۸ - ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝

۸۹ - اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ یَّكْفُرْ بِهَا هٰۤؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّیْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِیْنَ ۝

۹۰ - اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِیْنَ ۝

۹۱ - وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ اِذْ قَالُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ ؕ

ہدایت کی ۝

۸۸ - یہ اللہ کی ہدایت ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہے ایسی ہدایت کرے، اور اگر وہ شرک کرتے تو ان کے اعمال ضائع ہو جاتے ۝

۸۹ - یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے کتاب اور شریعت اور نبوت[1] دی۔ پس اگر یہ لوگ ان باتوں کا انکار کریں تو ہم نے اُن پر ایک قوم مقرر کی ہے جو ان باتوں کے منکر نہیں ۝

۹۰ - یہ وہ لوگ ہیں جنہیں خدا نے ہدایت کی تھی، تو تو اُن کی ہدایت[2] پر چل، تو کہہ کہ میں تم سے اس قرآن پر کچھ مزدوری نہیں مانگتا۔ یہ تو جہان والوں کے لئے محض نصیحت ہے ۝

۹۱ - اور انہوں نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسے اس کی قدر جانی چاہئے تھی جب انہوں نے کہا کہ اللہ نے کسی بشر پر کچھ نازل

ف۱

کتاب، حکم اور نبوت ایک ہی چیز کے تین پہلو ہیں یعنی انہیں کتاب یا پروگرام دیا گیا۔ حکم کے معنی تجربہ اور اجتہاد کے ہیں۔ اور نبوت کے معنی اصابت اعمال کے ہیں ۔

ف۲ مقصد یہ ہے کہ حضرت میں اور انبیاء گزشتہ میں قطعاً امتیاز موجود نہیں۔ سب کی راہ ایک ہے منزل مقصود ایک ہے۔ طریق تمسک ایک ہے، سب ایک خدا کی طرف بلاتے ہیں۔ سب شرک کی تردید کرتے ہیں۔ سب توحید کی تلقین کرتے ہیں اور سب مخلص ہیں۔ سوا اللہ کے اور کسی سے مزدوری نہیں چاہتے ۔

مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ

ف۳ سب کو اللہ نے پیدا کیا ہے۔ سب کو اسی نے خلعت حیات سے نوازا ہے۔ اسی نے زندہ رکھا اور زندگی کے لوازمات پورے کئے۔ وہی سنتا ہے کبھی جانتا ہے ۔

دُکھ، درد اور تکلیف و مصیبت میں اسی کی کارسازی بُرے کام آتی ہے۔ وہ نہ چاہے، تو دنیا میں بہتے دل لگے۔ یہ سب اس کے احسانات ہیں۔ مگر انسان ہے کہ اسے نہیں پہچانتا ۔

حَقَّ قَدْرِهٖ

سے یہ مقصود نہیں ہے۔ کہ اللہ کی معرفت کی کوئی حد ہے۔ کس کے بس میں ہے۔ کہ وہ باندازہ نعمت اس کا شکریہ ادا کر سکے؟ ایک ایک سانس جو ہم لیتے ہیں۔ ہزار در ہزار نعمتوں کا مظہر ہوتا ہے پھر انسان کے بس میں یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ اس کی

(باقی بر صفحہ ۳۳۰)

قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰی نُوْرًا وَّ هُدًی لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا وَ تُخْفُوْنَ كَثِیْرًا ۚ وَ عُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنْتُمْ وَ لَاۤ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ ○

نہیں کیا۔ تو کہہ جو کتاب موسیٰ لایا تھا وہ کس نے نازل کی تھی؟ وہ لوگوں کے لئے روشنی اور ہدایت ہے جسے تم نے ورق ورق کر رکھا ہے اُن کو تم ظاہر کرتے ہو۔ اور بہت کچھ چھپا رکھتے ہو اور اس قرآن میں تمہیں وہ باتیں سکھلائی گئیں جنہیں نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارے باپ دادے۔ تو کہہ اللہ ہی نے اتاری پھر انہیں چھوڑ دے کہ اپنی بک بک میں کھیلا کریں ○

۹۲- وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَ مَنْ حَوْلَهَا ؕ وَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ○

۹۲- اور یہ (قرآن) کتاب ہے جو ہم نے نازل کی بڑی برکت والی ہے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی اور اس لئے نازل کی ہے کہ تو اس اصلی شہر (مکہ) اور اس کے نواحی کو ڈرائے۔ اور جو آخرت کو مانتے ہیں، وہ قرآن کو مانتے ہیں۔ اور وہ اپنی نماز سے خبردار ہیں ○

(بقیہ حاشیہ)

تعریف و ستائش سے کما حقہٗ عہدہ برآ ہو سکے۔ غرض یہ ہے کہ تم جو کچھ اور جس حد تک کر سکتے ہو۔ اس سے تو دریغ نہ کرو۔ یہ تو بالکل سہل اور ممکن ہے کہ تمہارا سر کسی دوسرے کے آستانے پر نہ جھکے تم شرک سے باز آ جاؤ۔ اور ایک خدا سے تعلق خاطر رکھو۔ اس کے شکر کی ایک صورت یہ ہے۔ کہ اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرو۔ کیونکہ وہ شخص جو اللہ کے حکموں کو نہیں مانتا۔ وہ اس کی ربوبیت کی نعمتوں سے ناآشنا ہے

حلِ لُغات

قَرَاطِیْس۔ جمع قرطاس۔ یعنی کاغذ، ورق۔

اُمّ القُرٰی۔ مکہ کا نام۔ کیونکہ اس علاقے کی تمام آبادیوں میں یہ پہلی آبادی ہے۔

۹۳ - وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

۹۳ - اور اُس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے حالانکہ اُس پر کچھ بھی وحی نازل نہ ہوئی ہو، اور جو کہے کہ جیسے اللہ نازل کرتا ہے میں بھی ویسا نازل کروں گا۔ اور کاش تم اُس وقت اُن کی کیفیت دیکھے جب ظالم موت کی بیہوشی میں ہوں گے۔ اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلا کر کہیں گے اپنی جانیں نکالو۔ آج تمہیں جزا میں ذلت کا عذاب ملے گا، یہ اُس کا بدلہ ہے کہ تم خدا پر جھوٹ بولتے۔ اور اُس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے ۝

۹۴ - وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى

۹۴ - اور تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے آ گئے جیسے ہم نے پہلی دفعہ تمہیں پیدا کیا تھا، اور جو اسباب ہم نے تمہیں دیا تھا اُس کو تم پس پشت چھوڑ آئے ہو، اور ہم تمہارے

تین قسم کے ظالم

واٹ

وہ شخص جو اللہ کے دین کی طرف غلط باتیں منسوب کرتا ہے۔ بدعات و سیئات کو دین کے نام سے پھیلاتا ہے اور رسوم و عوائد کو دین سمجھتا ہے۔ ظالم ہے۔ مفتری ہے۔

وہ شخص جو جھوٹی نبوت سے اعلم وحی کو اپنی ذات کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اپنی رسالت کا اعلان کرتا ہے۔ اور براہ راست اللہ سے استفادہ و مخاطبت کا دعویدار ہے۔ حالانکہ خدا نے اسے منصب نبوت پر فائز نہیں کیا۔ اسے پیغمبر بنا کر نہیں بھیجا۔ اور اسلام وحی کے قطعاً محروم ہے ظالم ہے۔ اور اللہ کی جانب غلط باتوں کو منسوب کرتا ہے اسی طرح وہ بھی ظالم اور مفتری علی اللہ ہے۔ جو خدا کے پیغام کو ٹھکراتا ہے۔ اس پر عمل پیرا نہیں ہوتا۔ اور کہتا ہے میں بھی اسی طرح کا قرآن لکھ سکتا ہوں۔

مجرموں کی سزا یہ ہے کہ موت کی سختیاں جھیلیں گے فرشتے ذلت و حقارت سے پیش آئیں گے۔ اور انہیں بدترین رسوائی سے دوچار ہونا پڑے گا۔ مرنے کے بعد ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہارے پاس تمرد و کبر کے لئے کیا وجہ جواز ہے؟ یہ وقت نہایت کس مپرسی کا ہوگا۔ کوئی جواب نہ سوجھے گا۔ اور جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جھونک دیئے جائیں گے۔

مقصد واضح ہے کہ افترا علی اللہ بہت بڑا جرم ہے، جس کی سزا موت سے شروع ہوگی۔

وہ لوگ بھٹکتے ہیں کہ جھوٹے نبی کے لئے فوراً مرجانا ضروری ہے۔ چنانچہ تیئیس سال تک اگر کوئی مدعی نبوت زندہ رہ جائے تو اس کی صداقت میں شبہ نہیں ہو سکتا۔ غلط کہتے ہیں۔ آیۃ کے معنی تو یہ ہیں کہ تیئیس سال تک خدا جھوٹ کو برداشت کرتا ہے۔ مگر اس کے بعد نہیں۔ آیت زیر بحث سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ڈھیل دیتے ہیں اور موت کے بعد ان کی آنکھیں کھلتی ہیں اس وقت ان کو معلوم

مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝

۹۵- اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ؕ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝

۹۶- فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝

۹۷- وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ

ساتھ تمہارے اُن سفارشیوں کو نہیں دیکھتے جن کی نسبت تمہارا یہ دعویٰ تھا کہ وہ تمہارے شریک ہیں تمہارے درمیان کا پیوند ٹوٹ گیا۔ اور جو دعویٰ تم کرتے تھے جاتا رہا۔ ف۱

۹۵- بے شک اللہ دانے اور گٹھلی کو پھاڑ کے (اُگاتا) اور مُردہ سے زندہ، اور زندہ میں سے مُردہ نکالتا ہے۔ یہی اللہ ہے۔ پھر کہاں اُلٹے جاتے ہو ۝ ف۲

۹۶- پھوڑ نکالنے والا صبح کی روشنی، اور اُس نے رات کو آرام اور سُورج اور چاند کو حساب کے لئے بنایا یہ اندازہ ہے زبردست خبردار کا ۝

۹۷- اور اُسی نے تمہارے لئے تارے بنائے تاکہ تم جنگل اور دریا کی تاریکیوں میں اُن سے راہ

عبرتناک انجام

ف۱ وہ لوگ جو دُنیا میں اللہ کو بھول جاتے ہیں اور دُنیا کی دلفریبیاں انہیں غفلت و انکار پر مجبور کر دیتی ہیں اور وہ جو مقدس ساماعل کے گل پھندے ہیں۔ جن کا عقیدہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد ہمارے شرکاء اور معبود ہمیں خدا کے عذاب سے بچائیں گے۔ انہیں اس عبرتناک انجام پر غور کرنا چاہئے۔ کہ وہ تنہا خدا کے حضور میں جائیں گے۔ جاہ و حشم کے تمام سامان یہیں رہ جائیں گے۔ آسائش و تعلقات ان کا ساتھ نہیں دیں گے۔ وہ معبود اور سفارشی جن پر ان کا اتنا بھروسہ ہے۔ صاف مُکر جائیں گے کوئی رشتہ داری اور تعلق نیاز مندی باقی نہیں رہے گا۔ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ کا منظر ہوگا۔ شیوخ طریقت اور پیران کرام مُریدوں سے بھاگیں گے۔ اور مُرید سہمے کر بلک بلک کر آگے بڑھیں گے۔ اُس وقت کتنا حسرتناک منظر ہوگا۔

ف۲ اصل سہارا وہ ہے۔ جس کے اختیارات وسیع ہیں، جو گٹھلیوں کو پیدا کرنے والا، جو موت کو زندگی میں تبدیل کر سکتا ہے۔ اور زندگی کو موت میں۔ جو رات کی تاریکی سے صبح کو پیدا کرتا ہے۔ اور رات کو آرام دہ بناتا ہے۔ جس نے سُورج اور چاند کے لئے ایک خاص نظام مقرر کر رکھا ہے۔ ایسے عزیز و علیم کو چھوڑ کر تم کہاں بھٹک رہے ہو۔

حلِّ لغات

فَالِقُ۔ مادہ فلق۔ پھاڑنا، چیرنا۔
حُسْبَانًا۔ یعنی باقاعدہ، حساب سے۔

الْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝

۹۸- وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّ مُسْتَوْدَعٌ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّفْقَهُوْنَ ۝

۹۹- وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِیَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنْظُرُوْٓا اِلٰی ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَ

پاؤ۔ ہم نے اہل علم کو یہ آیتیں کھول سُنائیں ۝

۹۸- اور وُہی وف ہے جس نے تمہیں ایک شخص (آدم) سے پیدا کیا۔ پھر کہیں قرار گاہ ہے اور کہیں سپردگی کا مقام ہے بے شک سمجھ والوں کو ہم نے آیتیں کھول سنائیں ۝

۹۹- اور وہ وُہی ہے جس نے آسمان سے پانی اُتارا۔ پھر اس سے ہم نے ہر قسم کی روئیدگی اُگائی۔ پھر اُس میں سے ہم نے سبزہ نکالا، جس سے ہم دانے نکالتے ہیں ایک پر ایک چڑھا ہوا اور کھجور کے گابھے میں گچھے لٹکتے ہیں اور انگور کے باغ اور زیتون اور انار نکالتے ہیں، ہم شکل۔ اور جُدے جُدے، اس کے پھل کی طرف دیکھو، جب پھل لاتا ہے اور

وف

خدا کی صفات کے سلسلہ میں یہ بھی بتایا ہے۔ کہ تم سب کو ایک ہی نفس سے پیدا کیا گیا ہے۔ یعنی تم میں باہمی کوئی امتیاز نہیں، سب آدم کی اولاد ہو، اور احترام کے مستحق۔

نیز یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ان تمام آیات پر غور کرنا عقلمندی اور دانائی ہے۔

حل لغات

مُسْتَقَرٌّ۔ مقام استقرار
مُسْتَوْدَعٌ۔ مقام وداع
عاقبت اور دُنیا سے تعبیر ہے۔

يَنْعِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

۱۰۰- وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝

۱۰۱- بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ۭ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

۱۰۲- ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝

اُس کا پکنا دیکھو۔ اس میں مومنین کے لئے نشانیاں ہیں ؏ ف

۱۰۰- اور جنات کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں حالانکہ اسی نے انہیں پیدا کیا۔ اور بے سمجھے اُس کے لئے بیٹے اور بیٹیاں تراشتے ہیں وہ پاک ہے اور اُن باتوں سے جو وہ بناتے ہیں بہت دور ہے ؏

۱۰۱- وہ آسمانوں اور زمین کا نئی طرح (بلا مادہ) بنانے والا اُس کے بیٹا کیونکر ہو گیا۔ حالانکہ اُس کے کوئی جورو نہیں۔ اور اس نے ہر شئے کو پیدا کیا۔ اور وہ ہر شئے سے واقف ہے ؏ ف۲

۱۰۲- یہ ہے اللہ تمہارا رب اُس کے سوا کوئی معبود نہیں وُہ ہر شئے کا پیدا کرنے والا ہے سو تم اس کی عبادت کرو۔ اور وہ ہر شئے کا نگہبان ہے ؏

ف۱

مقصد یہ ہے کہ ایماندار لوگ اللہ کی نعمتوں کو نگاہ میں رکھتے ہیں۔ اور اس کے احسانات کو بھولتے نہیں۔ وہ گرد و پیش کے حالات کو جب دیکھتے ہیں تو ہر بات میں انہیں اللہ کی قدرتیں نظر آتی ہیں لہٰذا شرک میں مبتلا نہیں ہوتے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ انہیں وحدت کو مسد دیتا ہوا نظر آتا ہے ؏

ف۲

مکے کے مشرک جنات سے ڈرتے تھے اور انہیں براہ راست متصرف خیال کرتے تھے۔ نیز فرشتوں کے متعلق کہتے کہ وہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ عیسائیوں کا عقیدہ مشہور ہے۔ وہ مسیح کو خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یہ بے علمی کی باتیں ہیں۔ خدا ان باتوں سے بالا و بلند ہے ؏ جب اس کے کوئی بیوی ہی موجود نہیں تو بیٹا کیا ہوگا ؏

حلِّ لُغات

خَرَقُوْا۔ مادہ خرق۔ یعنی پھیلنا یا تراش لینا۔ مقصد یہ ہے کہ یہ عقیدہ از خود بنا لیا گیا ہے۔ ثبوت موجود نہیں۔ بَنٰت۔ لڑکیاں ؏

۱۰۳- لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ○

۱۰۳- آنکھیں اُسے نہیں پا سکتیں اور وہ آنکھوں کو پا سکتا ہے۔ اور وہ باریک بین خبردار ہے ○ ف۱

۱۰۴- قَدْ جَاءَكُمْ بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۚ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ ○

۱۰۴- بے شک تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیلیں آچکیں ف۲ پھر جس نے دیکھ لیا سو اپنے واسطے ہے اور جو اندھا رہا سو اپنے بُرے کو۔ اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں ○

۱۰۵- وَكَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ وَلِيَقُولُوا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهُ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ○

۱۰۵- اور یوں ہم پھیر پھیر کر آیتیں بیان کرتے ہیں اور تاکہ وہ کہیں کہ تو پڑھا ہوا ہے ف۳ اور تاکہ ہم کو سمجھنے والوں کے لئے واضح کریں ○

۱۰۶- اِتَّبِعْ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ○

۱۰۶- تو اسی وحی پر چل جو تیرے رب سے تجھے آئے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور مشرکوں سے منہ پھیر لے ○ ف۴

۱۰۷- وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكُوا ۗ وَمَا جَعَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ○

۱۰۷- اور اگر اللہ چاہتا، تو وہ شریک نہ ٹھہراتے اور تجھے ہم نے اُن پر نگہبان نہیں بنایا۔ اور نہ تو اُن کا داروغہ ہے ○ ف۵

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ

ف۱ اسلام نے جو اللہ تعالیٰ کا تخیل پیش کیا ہے۔ وہ نہایت بلند ہے۔ اس میں تجسیم اور تمثل کا قطعاً دخل نہیں۔ وہ کنتہ بے تکیف جملہ کی ہیچ ادراک میں سب سے زیادہ وسیع ہے اور ہمہ گیر ہے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتیں۔ اس میں وہ روشنی اور بینائی ہرگز موجود نہیں ہے۔ جس سے رب السموٰت کا احاطہ کیا جا سکے مگر اس عظمت وعلو، وہ ہمارے حالات سے پوری طرح آگاہ ہے۔ وہ باوجود ماورات سے الگ اور منزہ ہونے کے ہماری باریک سے باریک حاجات کو بھی جانتا ہے۔ اس لئے، کہ لطیف ہے۔ اس آیت سے قیامت میں عدم رؤیت کا ثبوت نہیں ملتا۔ قرآن حکیم میں نص موجود ہے۔ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ۔ یعنی کچھ خوش بخت چہرے ایسے بھی ہوں گے جو اس کے دیدار سے محروم نہیں ہیں گے۔ مقصد یہ نہیں کہ اس وقت ہم اللہ تعالیٰ کو اسی طرح دیکھیں گے جیسے دُنیا کی عام چیزوں کو دیکھتے ہیں۔ بلکہ رؤیت سے مقصود یہ ہے کہ ہم وہاں عجیب لا تقال بیان مسرت حضوری محسوس کریں گے اور اس کی جلوہ آرائیوں سے آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائیں گے یہ تقرب وحضوری کا انتہائی درجہ اور مقام ہے۔ جو مسلمانوں کو حاصل ہوگا۔

بَصَائِرُ

ف۲ غرض یہ ہے کہ یہ دلائل وحقائق ہیں جنہیں اسلام کی صداقت اور سچائی کے ثبوت میں پیش کیا گیا ہے۔ اور اگر ان دلائل کے بعد بھی جو لوگ ہدایت سے محروم ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ اپنی کور باطنی کا ماتم کریں۔

ف۳ وَلِيَقُولُوا دَرَسْتَ سے غرض یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑھے لکھے تو تھے نہیں۔ مگر قرآن کو جو پیش کیا ہے تو معارف وحقائق سے معمور۔ اس لئے لامحالہ یہی کہیں گے کہ قرآن کسی اور شخص کی تصنیف ہے۔ بے وقعت یہ نہیں سوچتے کہ اس قسم کی الہامی کے ساتھ اس تفصیل اور تسلسل کے ساتھ کہیں ممکن ہے۔

١٠٨- وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۪ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

١٠٨- اور تم مسلمان ان کے معبودوں کو جن کو وہ خدا کے سوا پکارتے ہیں برا نہ کہو کہ وہ بے سمجھے سرکشی سے اللہ کو برا کہیں گے اسی طرح ہم نے ہر امت کے لئے ان کے اعمال آراستہ کر دکھائے ہیں۔ پھر انہیں اپنے رب کی طرف جانا ہے تو وہ انہیں جتا دیگا جو وہ کرتے تھے ○ ف

١٠٩- وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

١٠٩- اور (اہل مکہ) بتاکید اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر ان کے پاس ایک معجزہ بھی آئے تو وہ ضرور اس پر ایمان لائیں گے۔ تو کہہ معجزے تو خدا کے پاس ہیں، اور تم (مسلمانوں) کو کون سمجھائے کہ جب ان کے پاس معجزہ آئے گا تو وہ جب بھی نہ مانیں گے ○

١١٠- وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○

١١٠- اور ہم ان کے دل اور ان کی آنکھیں الٹ دیں گے جیسے کہ وہ پہلی ہی بار اس پر ایمان نہیں لائے تھے اور ہم انہیں چھوڑ دیں گے ان کی سرکشی میں بہکتے ہوئے ○

ع ١٣

(بقیہ حاشیہ) اللہ چاہتا ہے حق و باطل میں امتیاز ہے دل اور رات میں تفاوت رہے۔ ہاں مومنین کو اجر دیا جائے اور جو شرک کی تاریکیوں میں گرفتار ہیں انہیں سزا ملے۔ مقصد یہ نہیں کہ خدا شرک و بت پرستی سے خوش ہے بلکہ اس کی مشیت تکوینی کا اقتضا یہی ہے کہ حق کے ساتھ ساتھ باطل کو بھی رکھا جائے۔
مشیت تشریعی اور مشیت تکوینی میں یہی مابہ الامتیاز ہے۔

اسلام کی بے مثال رواداری

ف بت پرستی کی اسلام نے بے حد مذمت کی ہے اور اس عقیدہ کو بے دلیل اور جاہلانہ عقیدہ قرار دیا ہے۔ مگر باوجود اس کے رواداری کا یہ عالم ہے کہ بتوں کو گالیاں دینے سے روکا ہے یعنی ایک غلط اور بے حقیقت عقیدہ کا احترام بھی اس حد تک ضروری ہے کہ اسے اشتعال انگیز صورت میں پیش نہ کیا جائے۔

تاکہ ایسا نہ ہو کہ جاہل اور ناآشنائے تہذیب مشرک اللہ کو گالیاں دینا شروع کر دیں۔ یہ ایک واقعہ ہے کہ اسلام نے مسلمانوں کے دلوں کو بے حد وسیع بنا دیا ہے۔ مسلمان اور تعصب کبھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔
وہ لوگ جو مخالفین کے مصلحاء اور نیک انسانوں کو گالیاں دیتے ہیں۔ وہ اسلام کے مخالف ہیں۔ اور تمام اس بدزبانی کے ذمہ دار ہیں جو مخالفین سے وہ سنتے ہیں۔
اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ خود خوش گفتار رہو۔ اور دوسروں سے خوش گفتاری کی توقع رکھو۔

حلِّ لُغَات

جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ۔ مضبوط قسمیں۔
يَعْمَهُوْنَ۔ مادہ عَمَهٌ۔ بے بصیرتی، کور باطنی، اور دل کا معرفت سے محروم ہو جانا۔

۱۱۱ - وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ○

۱۱۱ - اور اگر ہم اُن کی طرف فرشتے نازل کریں اور اُن سے مُردے باتیں کریں اور ہم ہر شے کو اُن کے سامنے جِلا کر کے کھڑا کریں، تو بھی وہ ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ خدا نہ چاہے لیکن اُن میں اکثر لوگ نادان ہیں ○ ف۱

۱۱۲ - وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۚ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ○

۱۱۲ - اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن شیطان آدمی اور شیطان جن بنائے کہ فریب دینے کو ملمع کی ہوئی باتیں ایک دوسرے کے جی میں ڈالتے ہیں۔ اور اگر تیرا رب چاہتا، تو وہ ایسا نہ کرتے۔ تو اُنہیں چھوڑ دے ف۲ اور جو کچھ بہتان باندھتے ہیں ○

۱۱۳ - وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ○

۱۱۳ - اور وہ شیطانی الہام اس لئے ہے تاکہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے دل اُس کی طرف مائل ہوں اور تاکہ وہ اُسے پسند کریں اور جو بُرے کام وہ کرتے ہیں کرتے رہیں ○ ف۳

ف۱

غرض یہ ہے کہ اگر ان لوگوں کے تمام مطالبات کو پورا بھی کر دیا جائے جب بھی یہ منکر ہی رہیں گے۔

کیونکہ اسلام کو قبول کر لینے کے معنی یہ ہیں کہ وہ تمام اوہام و خرافات سے دستبردار ہو جائیں۔ ایثار و تعاون کو شیوہ بنائیں۔ ذاتی وجاہتیں اور اعزاز چھوڑ دیں۔ اللہ کے لئے جئیں اور اللہ کے لئے مریں۔ دُنیا کی بجائے دین نصب العین قرار دیں۔ مادیت سے علیحدہ ہو جائیں۔ دن رات رُوحانیت کے درپے رہیں۔ اور ایمان ویقین کی دولت کو حاصل کرنے کے لئے آخری لمحہ حیات تک صرف کر ڈالیں۔ اور یہ ان کے لئے لامحالہ مشکل ہے۔ کیونکہ ان کے دلوں میں کفر سرایت کر چکا ہے اور ایمان کیلئے جگہ باقی نہیں رہی۔

ف۲

شیطان کی دو قسمیں ہیں، ایک تو وہ ہے جو نظروں سے اوجھل ہے۔ دل میں وسوسہ انداز ہوتا ہے اور حواسِ باطنی پر چھایا جاتا ہے اور ایک وہ ہے جو چلتا پھرتا محسوس ہوتا ہے۔ یہ انسانوں میں سے بدترین نوع کے لوگ ہیں۔ ان کا کام یہ ہے کہ بُرائیوں کو سنوار سنوار کر پیش کریں۔ اور گناہ کی باتوں کو ملمع اور فریب کا جامہ پہنائیں تاکہ عوام نہ سمجھ سکیں۔ اور پرہیزگاری کی نعمت سے محروم رہ جائیں۔

ف۳

مقصد یہ ہے کہ اپنی ذمہ داری محسوس کرنے والا شخص شیطان کے پھندے میں نہیں پھنستا۔ ایسی باتوں کی طرف وُہ جھکتا ہے جو نادان ہو اور آخرت پر ایمان نہ رکھتا ہو یعنی اعمال کی اہمیت سے بے پروا ہو۔

حلِ لغات

قُبُلًا۔ قبیل کی جمع ہے، یعنی گروہ ہا یا مصدر ہے۔

زُخْرُفَ الْقَوْلِ۔ ملمع سازی کی یعنی ایسی بات جو بظاہر آراستہ اور بباطن خراب ہو۔

۱۱۴- اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝

۱۱۴- سو کیا میں اللہ کے سوا کسی غیر کو منصف مقرر کروں اور اُسی نے تمہاری طرف واضح کتاب نازل کی اور جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ جانتے ہیں کہ وہ واقعی تیرے رب کی نازل کی ہوئی ہے پس تو (اے محمد) شک کرنے والوں میں نہ ہو ۝ ف۱

۱۱۵- وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

۱۱۵- اور سچ اور انصاف کے ساتھ تیرے رب کی بات پوری ہوئی اُس کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور وہ سنتا جانتا ہے ۝

۱۱۶- وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝

۱۱۶- اور اگر تو ان کی مانے گا جو دنیا میں اکثر ہیں (یعنی کافر) تو وہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکائیں گے۔ وہ سب صرف گمان کے تابع ہیں۔ اور سب اٹکلیں دوڑاتے ہیں ۝ ف۲

۱۱۷- اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ

۱۱۷- تیرا رب اُسے خوب جانتا ہے جو اس کی راہ

حکم صرف خدا ہے

ف۱ دنیا میں کوئی شخصیت ایسی نہیں جس کی ہر بات بلا واسطہ حجت و سند ہو۔ انبیاء علیہم السلام کا منصب یہ ہے کہ وہ اللہ کی اجازت سے لوگوں کو رشد و ہدایت کی دعوت دیتے ہیں، اور دراصل اللہ ہی کی جانب بلاتے ہیں۔ اس لئے بلاواسطہ حکم اور سند صرف اللہ ہی کی ذات ہے۔

مُفَصَّلًا سے غرض یہ ہے کہ قرآن میں حضورؐ کی نبوت کے دلائل تفصیل سے موجود ہیں چنانچہ اہل کتاب کا حق شناس طبقہ کھلے طور پر حضورؐ کی صداقت کا اعتراف کرتا ہے۔

تفصیل کا لفظ قرآن حکیم میں جہاں جہاں آیا ہے اس سے غرض دلائل نبوت یا دلائل اسلام کی تفصیل ہے اور اس کا تعلق غیر مسلموں سے ہے۔ یعنی وہ اس نقطۂ نگاہ سے جب قرآن کو دیکھیں گے تو مکمل اور مفصل پائیں گے۔

اکثریت کی رائے

ف۲ مقصد یہ ہے کہ ساری دنیا بھی کفر و اسلام کی صداقت کو جھوٹ سے نہیں بدل سکتی۔ صداقت کے لئے اکثریت شرط نہیں۔ سچائی سچائی ہے۔ اگرچہ ایک عالم اس کا مخالف ہو۔

کفر والوں کو ذبیحہ کے متعلق کچھ شبہات تھے۔ وہ کہتے تھے اسلام میں ذبیحہ کا اصول عام دنیا سے مختلف ہے۔ اس لئے ناقابل قبول ہے۔ قرآن حکیم کہتا ہے یہی درست ہے۔ اکثریت کی پیروی گمراہی ہے۔

اِنْ تُطِعْ اور يُضِلُّوْكَ کے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ حضورؐ کے لئے عوام کی پیروی کا امکان ہے۔ بلکہ قرآن کا یہ عام انداز بیان ہے۔ کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتا ہے اور مراد آپ کے ماننے والے ہوتے ہیں۔ ورنہ آپ کے لئے ضلالت کا امکان کہاں؟ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰی کی نص موجود ہے۔

عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝

۱۱۸- فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ۝

۱۱۹- وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ۚ وَ اِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ۝

۱۲۰- وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ ۚ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ۝

سے بہکا۔ اور وہی خوب جانتا ہے انہیں جو ہدایت پر ہیں ۝

۱۱۸- سو اگر تم اُس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو تو وہ چیز کھاؤ۔ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ۝

۱۱۹- اور کیا سبب ہے[ف۱] کہ تم اُس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا۔ حالانکہ اللہ تمہارے لئے وہ چیزیں جو تم پر حرام کی گئی ہیں مفصل کر بیان کر چکا ہے۔ مگر وہ چیزیں جن کی طرف تم ناچار ہو جاؤ۔ اور بہت لوگ بے علمی کے سبب اپنی خواہشوں کے موافق لوگوں کو بہکاتے ہیں تیرا رب ہی اُن کو خوب جانتا ہے جو حد سے نکلے ہوئے ہیں ۝

۱۲۰- اور ظاہر اور پوشیدہ گناہ چھوڑ دو۔ جو لوگ گناہ کرتے ہیں۔ وہ اپنے کئے کی جزا پائیں گے ۝

ف۱

ایک اعتراض زبیر پر یہ تھا۔ کہ مسلمان خود مار کر کھا لیتے ہیں۔ اور خدا کا مارا ہوا جانور نہیں کھاتے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ذبح کرنے میں یہ راز مضمر ہے۔ کہ اس سے توحید کا اعلان ہوتا ہے۔ اللہ سے تعلق پیدا ہوتا ہے اور مسلمان کو یاد آتا ہے۔ اگر کسی وقت اللہ کو فراموش نہ کرے۔

اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ سے غرض یہ ہے۔ کہ اگر کھانے کو کچھ نہ ہے اور زندگی خطرے میں ہو تو حرام بھی کھا لے۔ زندگی بہرحال زیادہ عزیز ہے۔ اور اصل میں حلت و حرمت کی بحث محض بقاء حیات کے لئے ہے۔ وہ چیزیں جو حیات انسان کے لئے مفید ہیں۔ شریعت نے ان کے کھانے میں کوئی پابندی نہیں رکھی۔ اور وہ جو مضر ہیں۔ انہیں حرام قرار دیا ہے۔

حلِ لغات

اضْطُرِرْتُمْ۔ اضطرار کے معنی ہیں بے اختیاری اور بیچارہ ہونے اور بیچارہ کرنے کے۔

١٢١- وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ۭ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰۗـــِٕــهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ۝

١٢١- اور جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اُس میں سے نہ کھاؤ۔ اور وہ گناہ ہے۔ اور شیاطین اپنے رفیقوں کے دل میں ڈالتے ہیں، تاکہ وہ تم سے جھگڑیں۔ اور اگر تم اُن کی اطاعت کرو گے تو تم مشرک ہو جاؤ گے ف۱ ۝

١٢٢- اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

١٢٢- بھلا ایک شخص کہ مُردہ تھا۔ پھر ہم نے اُسے جِلایا اور اُس کو روشنی دی، کہ وہ اُسے لے کے لوگوں میں پھرتا ہے اُس شخص کی مانند ہو جائے گا جس کی صفت یہ ہے کہ اندھیروں میں پڑا ہے اُن سے نکل نہیں سکتا اسی طرح کافروں کے لیے اُن کے اعمال مزین کیے گئے ہیں ۝ ف۲

١٢٣- وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا

١٢٣- اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں بڑے بڑے مجرم پیدا کر رکھے ہیں،

ف۱

وہ ذبیحہ جس پر خدا کا نام نہ لیا جائے حرام ہے۔ کیونکہ اس طریق سے نظام شرک کی تائید ہوتی ہے۔ اور دُنیا میں شرک پھیلتا ہے۔ ورنہ دراصل گوشت میں کوئی امتیاز نہیں ۔

اسلام کا مقصد یہ ہے کہ قدم قدم پر مُسلمان توجہ الی اللہ کا سبق سیکھے ۔

اسلام زندگی اور نور ہے!

ف۲

اسلام اپنے طریق عبادت میں، عقائد اور اخلاق و رسوم میں بیکسر زندگی اور نور ہے روشنی اور برہان ہے۔ اس کی کوئی بات غلط اور بے دلیل نہیں ہوتی۔ اس آیت میں بتایا ہے۔ کہ مسلمان کفر کے جمود سے نکلا ہے۔ اور ایمان کی نور افروز زندگی میں داخل ہو گیا ہے۔ اس لئے یہ اب کفر کو پسندیدہ نظر سے نہیں دیکھ سکتا ۔

حلِ لغات

اَلظُّلُمٰتِ۔ جمع ظلمت۔ بمعنی تیرگی ہے۔ یعنی کفر کی تاریکیاں ۔
اَكٰبِرَ۔ بڑے بڑے لوگ۔ لفظ عام ہے رؤساء، امراء اور رؤساء علم دونوں شامل ہیں ۔

لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝

تاکہ وہاں حیلے کیا کریں۔ اور جو حیلے کرتے ہیں اپنی جانوں ہی سے کرتے ہیں اور نہیں سمجھتے[ف۱] ۝

۱۲۴- وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔۘ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ۝

۱۲۴- اور جب اُن (اہل مکہ) کے پاس کوئی آیت آتی تو کہتے ہیں کہ ہم ہرگز نہ مانیں گے۔ جب تک ہمیں بھی وہی چیز نہ ملے جو خدا کے رسولوں کو دی گئی ہے۔ اللہ اپنی رسالت کے رکھنے کی جگہ خوب جانتا ہے۔ اب مجرموں کو خدا کے یہاں ذلت نصیب ہوگی اور اُن کے مکروں پر اُن کو سخت عذاب ہوگا ۝

۱۲۵- فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ

۱۲۵- سو جسے اللہ ہدایت کرنا چاہتا ہے، اُس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہتا ہے، اُس کا سینہ نہایت تنگ بھچا ہوا کر دیتا ہے گویا وہ زور سے

ف۱

اکابر نے ہمیشہ مخالفت کی ہے کیونکہ ان کی کبر پسندی اور غرور کو ایمان کی سادگی اور مسکنت سے کوئی تناسب نہیں، باوجود اس کے کہ اسلام زندگی ہے اور نور ہے پھر بھی قوم کے بڑے بڑے لوگ ابتداء محروم رہا کرتے ہیں ۔

مکہ کے بڑے بڑے سرداروں نے اسلام کی مخالفت میں کیا کیا نہیں کیا۔ آپ کے کام میں کیا کیا مشکلات پیدا نہیں کیں۔ مگر بالآخر ان کو معلوم ہو گیا، کہ ہماری تمام کوششیں رائیگاں گئی ہیں۔ اس آیت میں اسی حقیقت کی جانب اشارہ ہے ۔

معیار رسالت

انکار کی ایک بڑی وجہ یہ تھی، کہ وہ ظاہری عظمت اور برتری کو معیار قرار دیتے تھے ہر فضیلت روحانی کا۔ ان کا خیال یہ تھا، کہ نبوت کا استحقاق ہمیں حاصل ہے، کیونکہ ہمارے پاس سرداری ہے، دولت ہے دنیوی عزت کے سامان ہیں، وجاہت ہے، قوم میں ہم ہیں۔ اور وہ سب کچھ حاصل ہے۔ جو ایک معزز انسان کے لئے ضروری ہے ۔

اللہ تعالٰے فرماتے ہیں تم نہیں جانتے نبوت و رسالت کے لوازم کیا کیا ہیں ۔

نبوت ایک بخشش ہے، ایک موہبت ہے جس کے لئے استعداد خاص کی ضرورت ہے، جس سے تم سب محروم ہو ۔

ہمیں یہی منظور ہے، کہ ایک یتیم بے نوا کو ساری کائنات کا سرپرست بنا دیں۔ ایک ایسے شخص کو جو تمہاری نظروں میں بے مایہ اور مفلس ہے عرب اور اس کے ملک کا مختار کر دیں۔ ہم یہی چاہتے ہیں، کہ تمہارے غرور کو کچلا جائے اور تقویٰ کے اقدار کو بلند کیا جائے۔ کہو۔ کیا اعتراض ہے ؟ ۔

فِي السَّمَآءِ ۚ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

آسمان پر چڑھتا ہے۔ اسی طرح اللہ بے ایمانوں پر ناپاکی ڈالے گا ○ وف۱

١٢٦- وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ۚ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ○

۱۲۶- اور یہ تیرے رب کی سیدھی راہ ہے۔ فکر کرنے والوں کے لیے ہم نے آیات کھول سنائی ہیں ○

١٢٧- لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

۱۲۷- ان کے لیے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے وف۲ اور وہ ان کے اعمال کے بدلے میں ان کا دوست ہے ○

١٢٨- وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ۚ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ

۱۲۸- اور جس دن اللہ ان سب کو جمع کریگا (کہا جائیگا) اے جنات کی جماعت (یعنی شیاطین) تم نے بہت سے آدمی تابع کر لیے اور وہ آدمی جو شیاطین کے دوست ہیں کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم میں ایک نے دوسرے کے وسیلے سے کام نکالا تھا۔ اور ہم اپنے مقررہ وقت کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لیے مقرر کیا تھا۔ خدا کہیگا آگ تمہارا ٹھکانا ہے اس میں

مومن کا سینہ

وف۱

مقصد یہ ہے۔ کہ مسلمان نہایت فراخدل ہوتا ہے۔ اس کا سینہ معارف و صداقت کا گنجینہ ہے حق بات کے قبول کر لینے میں ذرہ بھر تامل نہیں ہوتا۔ اور وہ جو گمراہ ہے۔ نہایت متعصب اور تنگدل ہوتا ہے۔ سچی بات کو ماننے میں بھی ہزاروں پس و پیش ہے۔ تامل ہے، جھجک ہے، رسم و رواج کے پردے حائل ہیں، مذہبی تنگ نظری مانع ہے تقلید و جمود سنگ راہ ہے۔ یعنی اسلام تعصب کی تاریکیوں کو دور کر دیتا ہے۔ ظلمت و تنگ نظری کے پردے چاک کر دیتا ہے۔ اور انسان کو اس قابل بنا دیتا ہے۔ کہ ہر صداقت کا احترام کرے۔

یہی وجہ ہے۔ کہ مسلمان میں ہر عیب موجود ہے، گروہ اب تک تعصب کی بیماری میں مبتلا نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ چیز اس کی فطرت کے خلاف ہے۔

سلامتی کا گھر

وف۲

جنت کا ایک نام دار السلام ہے، یعنی روح و جسم کی سلامتی کا ملجا و ماویٰ، جہاں ہر اضطراب اور بے چینی کا علاج ہے جہاں نفس کی بے قراریاں دور ہوتی ہیں، جہاں کامل سکون اور طمانیت میسر ہے۔

فِيهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ○

تم ہمیشہ رہو گے۔ مگر جو چاہے اللہ۔ تیرا رب حکمت والا خبردار ہے ○ ف۱

۱۲۹- وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○

۱۲۹- اور اسی طرح ہم بعض ظالموں کو بعض کا دوست کر دیتے ہیں۔ بسبب اس کے کہ تھے وہ کماتے ○

۱۳۰- يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ○

۱۳۰- اے جنات اور آدمیوں کے گروہ کیا تمہیں تم سے تمہارے پاس رسول نہیں آئے کہ تم کو ہماری آیتیں سناتے اور تمہارے اس دن کے سامنے آنے سے تمہیں ڈراتے تھے۔ وہ کہیں گے ہم نے اپنی جانوں پر گواہی دی۔ اور انہیں دنیاوی زندگی نے فریب دیا تھا۔ اور انھوں نے اپنی جانوں پر گواہی دی کہ وہ کافر تھے ○

۱۳۱- ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا

۱۳۱- یہ اس لئے ہے کہ تیرا رب بستیوں کو ظلم کے سبب اس حال میں ہلاک نہیں کرنے والا کہ وہاں

ف۱

دنیا میں گناہ کے لئے قدم قدم پر آسانیاں ہیں۔ جہاں چاہو، جب چاہو، نافرمانی اور معصیت کا ارتکاب کرو۔ مشکل یہ ہے کہ نیک بخو، شرارت اور گناہ کے بے شمار دواعی اور اسباب ہیں۔ نیکی اور صداقت کے محرکات کم ہیں۔ ایک طرف نفس امارہ ہے، اس کی خواہشیں ہیں۔ شیاطین کے وسوسے تزویر ہیں اور دھوکے ہیں۔ کچھ نہاں ہیں، کچھ ظاہر ہیں، دوسری جانب تنہا عقل۔ جس کی بیچارگی معلوم۔

ان آیات میں نہایت سادہ الفاظ میں اس حکیمانہ حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔ قیامت کے دن اللہ شیطانوں سے کہے گا۔ تم نے بہت گمراہی پھیلائی۔ کئی مکافات کا دن ہے، آؤ، تمہیں سزا دیں۔

کمزور ایمان کے لوگ جو شیطان کے بہتے میں جلد آ جاتے ہیں۔ اعتراف کریں گے کہ ہم نے دنیا میں ان سے تعاون کیا۔ اور ہم مطلق مجرم ہیں۔

حَلِّ لُغَات

اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ - تاکید مضمون کے لئے ہے یعنی جہنم سے تمہیں کوئی قوت نہیں نکال سکتی۔

مَعْشَر - گروہ، جماعت۔

الْقُرٰى - جمع قریۃ - یعنی بستی۔

غٰفِلُوْنَ ○

۱۳۲- وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ○

۱۳۳- وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَاۗءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ○

۱۳۴- اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ○

۱۳۵- قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ

کے لوگ بے خبر ہوں ○ ف۱

۱۳۲- اور سب کے لئے حسب اعمال درجے ہیں اور تیرا رب ان کے اعمال سے بے خبر نہیں ○

۱۳۳- اور تیرا رب بے پروا صاحب رحمت ہے اگر چاہے تمہیں لے جائے اور تمہارے بعد جسے چاہے تمہارا جانشین کردے جیسے کہ اوروں کی نسل سے تمہیں پیدا کر دیا ○ ف۲

۱۳۴- جس کا تم سے وعدہ ہے، سو آنے والا ہے اور تم نہیں تھکا سکو گے ○

۱۳۵- تو کہہ اے میری قوم تم اپنی جگہ کام کرتے رہو میں اپنی حالت میں کام کرتا رہوں گا۔ سو تم آئندہ جان لو گے، کہ عاقبت کا گھر کس کو ملے گا،

اِتمامِ حُجت

ف۱ اللہ تعالیٰ نے کائنات میں ہر چیز کے لئے کچھ قواعد تجویز کر رکھے ہیں جن پر عمل پیرا ہونا۔ ان کی زندگی اور بقا کے لئے بیحد ضروری ہے۔

انسانوں اور جنوں کے لئے بھی خدائے ذوالجلال نے وقتاً فوقتاً ہدایات نازل کی ہیں۔ تاکہ بقاء و ارتقاء کے لئے وہ انہیں ہمیشہ ملحوظ رکھیں۔ جس طرح انسانوں کے لئے انبیاء و رسل ہیں۔ اسی طرح جنوں کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے رہنمائی کے طریق مقرر کر رکھے ہیں۔ جن بھی انسانوں کی طرح ایک ذمہ دار مخلوق ہے۔ جو ہمیں نظر نہیں آتی۔ مگر ان کے وجود سے انکار محض بے عقلی ہے۔ ایسے شواہد و دلائل موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے۔ کہ جنات ایک ذی عقل و ذی شعور مخلوق ہے۔ ہمارے علم نے اس حد تک ترقی نہیں کی کہ ہم ان سے زیادہ متعارف ہو سکتے۔ البتہ ان کے وجود کا احساس ہوتا رہتا ہے۔

آیت کا مقصد اتمام حجت ہے یعنی اللہ کا پیغام سب کو برابر پہنچتا ہے۔

ف۲ اللہ کی بے نیازی مذکور ہے، یعنی اللہ کا منشاء پورا ہو کر رہے گا۔ تم رہو نہ رہو۔ اس کا جلال ابدالآباد تک قائم رہے گا۔ تم اگر نہ مانو گے اور اس کے حکموں کو ٹھکرا دو گے۔ تو وہ ایسے لوگ پیدا کر دے گا۔ جو اطاعت شعار ہوں۔ اسے یہی منظور ہے کہ اس کا دین سربلند رہے اس کی بات مانی جائے۔ اس کے حکموں کو پوری فرمانبرداری کے ساتھ تسلیم کیا جائے۔ ورنہ اگر اس کے لئے تیار نہیں ہو۔ تو مٹ جاؤ گے۔ اللہ کی حکومت بہر حال برقرار رہے گی۔

حل لغات:- دَرَجٰتٌ۔ رتبے۔

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

۱۳۶- وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ۗ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝

۱۳۷- وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ۗ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ۝

بے شک ظالم نجات نہیں پاتے ○ ف۱

۱۳۶- اور انھوں نے اس کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور مواشی میں سے اللہ کے لئے ایک حصہ مقرر کر رکھا ہے پھر اپنے گمان میں کہتے ہیں یہ حصہ اللہ کا ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا ہے سو جو حصہ ان کے شریکوں کا ہے وہ خدا کو نہیں پہنچتا۔ اور جو خدا کا ہے اُن کے شریکوں کو پہنچتا ہے۔ کیا برا انصاف کرتے ہیں ○

۱۳۷- اور اسی طرح اکثر مشرکین کی نظر میں اُن کے شریکوں نے اُن کی اولاد کا قتل کرنا عمدہ دکھلایا ہے۔ تاکہ وہ انھیں ہلاک کریں، اور اُن کا دین اُن پر رلا ملا دیں، اور اگر خدا چاہتا تو مشرک ایسا کام نہ کرتے۔ سو تو انھیں چھوڑ دے وہ جانیں اور اُن کا جھوٹ ○ ف۲

عاقبت کن کی ہے؟

ف۱ مقصد یہ ہے کہ ساری دنیائے کفر و ضلالت کو چیلنج ہے۔ سب لوگ اپنی سی کر دیکھیں، حق کی جس قدر مخالفت کرلیں۔ رب کے پیارے اور دوستوں کو جی بھر کے تکلیفیں دے لیں، پوری قوت کے ساتھ شیطنت پھیلائیں، دار و رسن کو ہاتھ میں لے لیں، اور جسے چاہیں ستائیں۔ آخرت اور عاقبت کے لحاظ سے مظلوموں کی فتح ہوگی۔ حق پرست کامیاب رہیں گے اللہ اپنے بندوں کی اعانت کرے گا۔ کیونکہ ظلم و استبداد کے لئے بقا نہیں۔ جھوٹ اور شرک عارضی ہے۔

ف۲

شرک پرستی کے معنی یہ ہیں، کہ بہت سی ناجائز باتوں کو محض جہالت کی وجہ سے قبول کرلیا جاتا ہے۔ رسم و رواج کی اندھا دھند پیروی کی جاتی ہے۔ چاہے جان تک ضائع ہو جائے۔ قتل اولاد کس قدر بُرا ہے مگر چونکہ بڑے کرتے تھے مشرک اسے جائز قرار دیتے تھے بعض جگہ غیرت کی پرستش کے لئے بچیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے یعنی غیرت ایک بُت ہے۔ جس کی بھینٹ ہزاروں بچیوں کو چڑھا دیا جاتا تھا۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ سے غرض یہ ہے کہ اللہ کی مشیت تکوینی چاہتی ہے، اُجالے کے ساتھ اندھیرا بھی باقی رہے۔ ورنہ شرک اُسے قطعاً پسند نہیں۔ غرض یہ ہے کہ حضورؐ زیادہ غم نہ کریں اور ان کی گمراہی پر حد سے زیادہ تاسف نہ فرمائیں۔

۱۳۸- وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ۚ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○

۱۳۸- اور کہتے ہیں کہ یہ چوپائے اور کھیتی ممنوع ہے۔ اسے کوئی نہ کھائے مگر جسے ہم چاہیں اپنے گمان میں۔ اور بعض چوپائے ہیں جن پر سواری حرام ہے اور بعض چوپائے ہیں کہ ان پر بوقت ذبح اللہ کا نام نہیں لیتے خدا پر جھوٹ باندھ کے وہ عنقریب ان کے جھوٹ کی سزا دیگا ○

۱۳۹- وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ۚ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ۚ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ○

۱۳۹- اور کہتے ہیں کہ جو کچھ ان چار پایوں کے پیٹ میں ہو ان کا کھانا ہمارے مردوں کو خالص حلال اور عورتوں کو حرام ہے۔ اور اگر وہ مردہ ہو تو اس میں سب شریک ہوتے ہیں سو خدا ان افترا پردازیوں کی انہیں سزا دے گا۔ وہ حکمت والا خبردار ہے ف۱ ○

۱۴۰- قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ

۱۴۰- بے شک وہ خراب ہوئے جنہوں نے بیوقوفی سے

صنمیاتِ قریش

ف۱

ان آیات میں قریش کی صنمیات کا تذکرہ ہے یعنی وہ کن کن چیزوں کو حرمت وعزت کی نگاہ سے دیکھتے۔ اور کن کن چیزوں کو تقدیس کا درجہ دیتے۔ بعض کھیت بتوں کے لئے مخصوص ہوتے بعض چوپاؤں کو ناقابل استعمال ٹھہراتے پھر اسی طرح مال مویشی کا بھی ان کے ہاں تقسیم تھی۔ بعض مقدس سمجھے جاتے۔ اور چراگاہوں میں آزاد چھوڑ دیئے جاتے۔ ان پر سوار ہونا، یا بوجھ لادنا ممنوع قرار دیا جاتا۔ پھر پہلے سے یہ بھی طے کر لیتے کہ اگر اس قسم کی وہ سے بچہ پیدا ہوا، تو وہ مردوں کے لئے حلال ہے۔ عورتوں کے لئے حرام اور اگر بچہ مردہ پیدا ہو تو دونوں شریک ہیں۔ یہ اور اس قسم کی بیسیوں باتیں محض جہالت اور افترا ہیں۔ اور یہ شرک کا زندگی کا لازمہ ہیں۔ قرآن حکیم ان تمام رسوم کو لغو اور بیہودہ قرار دیتا ہے۔

حلِ لغات

حِجْرٌ۔ حرام، ممنوع، تقدیس وحرمت کی وجہ سے ناقابل استعمال۔

سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۟

بے سمجھے اپنی اولاد کو قتل کیا۔ اور جو رزق اللہ نے انہیں دیا تھا، خدا پر جھوٹ باندھ کر اُسے حرام سمجھ لیا۔ بے شک بہک گئے اور راہ نہ پائی ۝

۱۴۱- وَهُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۟

۱۴۱- اور اللہ وہ ہے جس نے ٹٹیوں پر چڑھائے ہوئے اور بغیر ٹٹیوں پر چڑھائے ہوئے باغ اور کھجوریں اور کھیت پیدا کئے جن کے پھل طرح طرح کے ہیں اور زیتون اور انار ایک دوسرے کے مشابہ اور جُدا جُدا بھی۔ وف اُس کے پھل میں سے کھاؤ جب کہ پھل لگیں اور اس کا حق ادا کرو جس دن کھیتی کٹے۔ اور بے جا نہ اُڑاؤ۔ کہ وہ بیجا اُڑا دینے والوں کو پسند نہیں کرتا ۝ وٌ۲

۱۴۲- وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ

۱۴۲- اور پیدا کئے چارپاؤں میں بعض بوجھ اٹھانے والے اور بعض زمین سے لگے ہوئے جو اللہ نے تمہیں رزق دیا کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔ وہ صریح

وف

مقصد یہ ہے، کہ کھیت اور باغات انگوریاں اور بیل، جانور اور تمام آسائش کی چیزیں اللہ نے پیدا کی ہیں، پھر اس کے ساتھ دوسروں کو کیوں شریک ٹھہرایا جائے۔

ان تمام احسانات کا تقاضا یہ ہے، کہ تم صرف اللہ کا شکریہ ادا کرو، مگر تم ہو، کہ ڈھوروں تک کو اس میں شریک اور ساجھی بناتے ہو۔

عشر

وٌ۲ جب کھیت کٹے اور غلہ جمع ہو تو اس میں سے دسواں حصہ بطور زکوٰۃ کے دینا چاہئے۔ بشرطیکہ زمین بارانی ہو، اور اگر چاہی ہو۔ یعنی پانی خود دیا کرو، یا اس کا ٹیکس ادا کرو۔ تو بیسواں حصہ ضروری ہے۔

حلِ لغات

فَرْشًا۔ بچھے ہوئے، یعنی جو بہت چھوٹے قد سے مراد ہے۔
خُطُوٰتِ۔ جمع خطوط۔ بمعنے قدم۔

عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

۱۴۳- ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

۱۴۴- وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

تمہارا دشمن ہے ۝

۱۴۳- اللہ نے آٹھ جوڑے پیدا کئے ہیں۔ بھیڑ میں سے دو۔ اور بکری میں سے دو۔ تو اہل مکہ سے پوچھ کر کیا دونوں نر حرام کئے ہیں یا دونوں مادہ یا جو ان دونوں کے بچے دانیوں میں لپٹ رہا ہے مجھے علم کے ساتھ خبر دو، اگر تم سچے ہو ف ۝

۱۴۴- اور اونٹ میں سے دو۔ اور گائے میں سے دو۔ تو پوچھ کر آیا دونوں نر حرام کئے ہیں، یا دونوں مادہ۔ یا جو ان مادوں کے بچے دانیوں میں لپٹ رہا ہے، کیا تم حاضر تھے۔ جب خدا نے تمہیں یہ حکم دیا تھا؟ سو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے۔ جو اللہ پر جھوٹ باندھے،

ف

ان آیات کا مقصد یہ ہے، کہ مشرکین مکہ نے جو بعض جانوروں کو محض تخمین و وہم کی بنا پر حرام قرار دیا ہے۔ اس کے لئے کوئی علمی دلیل موجود نہیں۔ حرام ہونے کے معنی یہ ہیں، کہ اس سے کسی تجربہ یا عاقلانہ نظام کی تائید ہوتی ہو، یا وہ جانور صحت کے لئے مضر ہو، یا اس کے کھانے سے اخلاق و روحانیت پر برا اثر پڑے۔ یا ذوق سلیم اسے گوارا نہ کرے، اور جب ان میں سے کوئی بات بھی موجود نہ ہو۔ تو محض حماقت کی پیروی میں کیونکر نر یا مادہ کو ناجائز قرار دے لیں ۔

حل لغات

وَصّٰىكُمْ۔ تمہیں تاکید کی۔ تَوْصِيَةٌ کے معنی بتاکید کسی بات کا اظہار کرنا ہے ۔

كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○

تاکہ بغیر علم کے لوگوں کو گمراہ کرے۔ بے شک اللہ ظالم لوگوں کو راہ نہیں دکھلاتا ○

١٤٥- قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

۱۴۵- تو کہہ جو وحی مجھ پر نازل ہوئی ہے اُس میں میں کسی کھانے والے پر کوئی چیز کہ وہ اُسے کھائے حرام نہیں پاتا۔ مگر یہ کہ وہ چیز مُردار ہو۔ یا بہتا ہُوا خون، یا سُور کا گوشت، کیونکہ وہ ناپاک ہے یا کوئی گناہ کی چیز ہو کہ بوقت ذبح غیر اللہ کا نام اُس پر پکارا جائے۔ پھر جو کوئی عاجز ہُوا اور وہ بغاوت کرنے والا اور حد سے زیادہ کھانے والا نہ ہو تو تیرا رب بخشنے والا مہربان ہے ○

١٤٦- وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ

۱۴۶- اور یہود پر ہم نے ہر ناخن والا جانور حرام کیا۔ اور گائے اور بکری میں سے اُن کی چربی حرام کی،

حرام چیزیں کون کون ہیں؟

ف

اسلام نے بھی بعض چیزوں کو حرام اور ناقابلِ استعمال ٹھہرایا ہے۔ مگر وہ محض وہم و ظن کی بنا پر نہیں، بلکہ علم و تجربہ کی روشنی میں ہیں ○

مُردار حرام ہے۔ اس لئے کہ وحشت کی یادگار ہے۔ کوئی مہذب اور شائستہ قوم مُردار نہیں کھاتی۔ اس لئے بھی کہ اس کے تعفن سے جراثیم پیدا ہوتے ہیں۔ خون بھی حرام ہے۔ کیونکہ یہ بھی صحت کے لئے مُضر ہے۔ اور درندگی کی علامت ہے۔

سُور بھی حرام ہے۔ کیونکہ اس کا کھانا جسم و رُوح دونوں کے لئے مُضر ہے۔ خنزیر کے مرض کو پیدا کرتا ہے جس سے فوری موت بھی واقع ہو جاتی ہے۔ اخلاق کے لئے بھی اس کا کھانا سخت نقصان دہ ہے۔ اس سے غیرت جاتی رہتی ہے۔

بُتوں اور بزرگوں کے چڑھاوے سے یا نذرانے بھی حرام ہیں۔ کیونکہ اس طرح اعلانِ شرک کی تائید ہوتی ہے۔ جو بالکل گوارا نہیں ○

إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ○

۱۴۷- فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ رَبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ○

۱۴۸- سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ۗ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ

مگر جس قدر ان کی پشت پر لگی ہو یا انتڑیوں میں یا ہڈی کے ساتھ ملی ہو۔ اور یہ ہم نے ان کی شرارت کے بدلے میں ان کو سزا دی تھی اور ہم سچے ہیں ○ ف۱

۱۴۷- پھر اگر یہ تجھے جھٹلائیں تو کہہ تمہارے رب کی رحمت میں بڑی سمائی ہے۔ اس کا عذاب مجرموں سے نہیں ہٹ جاتا ○ ف۲

۱۴۸- اب مشرک کہیں گے کہ اگر خدا چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادے شرک نہ کرتے۔ اور نہ ہم کوئی شے حرام کرتے۔ اسی طرح ان کے اگلوں نے جھٹلایا ہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے ہمارا عذاب چکھا۔ تو کہہ تمہیں کچھ علم بھی ہے

یہودیوں کی دشوار پسندی کا نتیجہ

ف۱

یہودیوں کی عادت تھی کہ وہ از خود بہت سی عجیب ایجاد کر لیتے۔ اور تقشف و زہد کے لئے بہت سی چیزوں کو ممنوع قرار دے لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے جب ان کے غلو کو دیکھا۔ تو بطور تعزیر کے واقعی ان کی ممنوع کردہ چیزوں کو ممنوع قرار دے دیا۔ تاکہ انہیں اپنی بے عقلی کا احساس ہو اور معلوم ہو کہ اللہ کے دین کو مشکل بنانے میں خود کس حد تک وہ مشکلات میں مبتلا ہو جائے گا۔

ف۲

مقصد یہ ہے کہ اللہ تو نہایت درجہ رحیم ہے۔ وہ نہیں چاہتا۔ اس کے بندے تنگی اور سختی میں زندگی بسر کریں۔ مگر جب وہ خود ہی اپنے لئے پابندیاں اور تکلیفیں کو انتخاب کر لیں۔ تو وہ بطور سزا و عذاب کے انہیں مبتلا میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اور حقیقت میں جب دین اس حد تک پھیل جائے۔ اور وسیع ہو جائے کہ ہر طرح رسوم و خرافات کی پیروی ضروری ہو۔ بات بات میں سختی اور تکلیف کا سامنا ہو تو پھر یہ مذہب نوع انسانی کے لئے عذاب ہو جاتا ہے۔

وہ لوگ جو دین کو بدعات کا مجموعہ خیال کرتے ہیں اور جنہوں نے بے حد رسمیں ایجاد کر لی ہیں۔ ان کو دیکھو کس قدر مجبوری کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ سوسائٹی کے ڈر سے وہ مجبوراً ان رسموں کو ادا کر لیتے ہیں۔ مگر دل میں عذاب اور کوفت محسوس کرتے ہیں۔

حل لغات

بَأْس۔ سختی، تکلیف، عذاب۔

فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ۭ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ۝

١٤٩- قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَاۗءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

١٥٠- قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاۗءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝

١٥١- قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ

کہ اُسے ہمارے سامنے نکالو۔ تم تو صرف گمان ہی کے تابع ہو۔ اور اٹکل ہی کرتے ہو ۝ ف۱

١٤٩- تُو کہہ۔ اللہ ہی کی حجت پوری ہے، اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت کرتا ۝

١٥٠- تُو کہہ اپنے اُن گواہوں کو بُلاؤ۔ جو یہ گواہی دیں، کہ خدا نے یہ شے حرام کی ہے۔ پھر اگر وہ گواہی بھی دیں، تو تُو (اے محمدؐ) اُن کے ساتھ گواہی نہ دیجو۔ اور جنہوں نے ہماری آیات جھٹلائیں۔ اور آخرت کو نہ مانا۔ اور اپنے ربّ کی برابری کی، تو اُن کی خواہشوں پر نہ چلیو ۝

١٥١- تُو کہہ۔ آؤ میں تمہیں پڑھ کے سناؤں جو کچھ تمہارے ربّ نے

ع

ف۱

مجرموں کا ایک بہت بڑا عذر یہ بھی ہوتا ہے کہ خدا کو ایسا ہی منظور ہے۔ خدا اگر نہ چاہے، تو ہم اور ہمارے آباء کے اختیار میں کیا ہے، جو گناہ کا ارتکاب کریں۔ کم بخت یہ نہیں جانتے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو اگر یہ گمراہیاں منظور ہوتیں۔ تو انبیاء کیوں بھیجتا۔ اور کتابیں کیوں نازل فرماتا۔ اور نہ ماننے والوں کو سزائیں کیوں دیتا ۔

مکے کے مشرک بھی یہی کہتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس عذر کا جواب دیا ہے۔ اور پوچھا ہے کہ بتاؤ۔ تمہارے پاس کوئی دلیل ہے جس سے اللہ کی کفر پسندی اور شرک نوازی ثابت ہو۔ یا محض ظن اور تخمین کی بنا پر ایسا کہتے ہو ۔

یہ درست ہے۔ خدا اگر چاہتا، تو سب کو ہدایت کی توفیق دیتا۔ مگر اس صورت میں تم کسی اجر کے مستحق نہ رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے ساتھ گمراہی کو پیدا کیا ہے۔ تاکہ تمہارا امتحان ہو اور معلوم ہو کہ تم نے جو کچھ کیا ہے۔ اختیار اور عقل کی بنا پر کیا ہے ۔

حَلِّ لُغَات

اَلْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۔ کامیاب دلیل ۔

اَتْلُ مَا حَرَّمَ ۔ بعض لوگوں نے حَرَّمَ کے معنی اَوْجَبَ کے لئے ہیں، تاکہ ترتیب درست رہے ۔

عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ
بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا
اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ
نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا
الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا
بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ
الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ
ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ
تَعْقِلُوْنَ ○
١٥٢- وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا
بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ
اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ
بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا

تم پر حرام کیا ہے (وہ فرماتا ہے) کہ اس کے ساتھ کسی چیز کو
شریک نہ کرو، اور والدین سے نیکی کرو۔ اور افلاس
کے ڈر سے اولاد کو نہ مارو۔ تمہیں اور انہیں
رزق ہم دیتے ہیں۔ اور بے حیائی کے نزدیک
نہ جاؤ۔ جو ظاہر ہو اس کے بھی۔ اور جو چھپی ہو
اس کے بھی۔ اور جس جان کا قتل خدا نے
حرام کیا ہے اسے قتل نہ کرو۔ مگر حق پر۔
یہ باتیں ہیں جن کا تمہیں حکم ملا ہے۔ شاید
تم سمجھو ○ ف
١٥٢- اور یتیم کے مال کے نزدیک نہ جاؤ۔ مگر
جس طرح بہتر ہو۔ یہاں تک کہ اپنی جوانی
کو پہنچے۔ اور انصاف کے ساتھ ماپ اور تول
پوری کرو۔ ہم کسی نفس کو اس کی وسعت سے

خدا کے احکام تسعہ

ف ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہود و مشرکین کو مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ کہ تم محض رسوم شرک کی پیروی کرتے ہو۔ اصل باتیں جو انسان کی ہلاکت اور تباہی کا باعث ہیں۔ نہیں جانتے۔ آؤ۔ میں تمہیں بتاؤں کہ کیا کیا چیزیں اللہ نے حرام قرار دی ہیں•

(۱) شرک۔ کیونکہ اس سے انسانی عزت و حرمت زائل ہو جاتی ہے نفس ذلیل ہو جاتا ہے۔ جہالت پھیلتی ہے اور دماغی افق تاریک ہو جاتا ہے•

(۲) والدین کی نافرمانی۔ اس سے عقوق و سرکشی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ احسان فراموشی کی عادت پڑ جاتی ہے۔ جو شخص والدین کے لئے تکلیف دہ ہے وہ سماج و سوسائٹی کے لئے کبھی مفید ثابت نہیں ہو سکتا۔ والدین کی اطاعت شعاری بہترین اخلاق پیدا کرتی ہے•

(۳) قتل اولاد۔ اس میں ضبط تولید کا مفہوم بھی شامل ہے۔

(۴) ارتکاب فواحش۔ یعنی مسلمان کو ہر نوع پاکباز ہونا چاہئے۔ بے حیائیوں سے نسل انسانی خراب ہو جاتی ہے صحت بگڑتی ہے۔ افلاس آتا ہے۔ اور دل تاریک ہو جاتا ہے•

(۵) ناجائز قتل۔ یعنی بلا سبب شرعی کسی کو مار ڈالنا۔ اسلام ایک ضابطہ ہے۔ وہ فوضویت یا عدم قانون کو کسی طرح پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ اس سے انسانی زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے•

(۶) یتیم کا مال نگل جانا۔ یہ بدترین اور ذلیل ترین قسم کا گناہ ہے۔ اسلام حقوق انسانی کا سب سے بڑا پاسبان ہے اس لئے اس نوع کے جرائم گوارا نہیں کر سکتا•

(۷) کم تولنا۔ کیونکہ اس سے تجارت ماند کر نقصان پہنچتا ہے۔ اور بد دیانتی پیدا ہوتی ہے•

(۸) بے انصافی۔

(۹) اللہ کے عہد کے ساتھ بے وفائی۔ یعنی شریعت و فطرت کے ساتھ بے اعتنائی•

یہ نو حکم دین کی اصل اور اساس ہیں۔ جو لوگ ان پر عمل پیرا

وُسْعَهَا ۚ وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۖ وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝

زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔ اور جب بولو تو انصاف سے بولو۔ اگرچہ قرابتی کیوں نہ ہو۔ اور اللہ کا عہد پورا کرو۔ یہ باتیں ہیں جن کا اُس نے تمہیں حکم دیا ہے شاید تم سوچو ○

۱۵۳- وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

۱۵۳- اور کہا ہے کہ یہ میری سیدھی راہ ہے سو اُس پر چلو۔ اور کئی راہیں نہ چلو۔ کہ وہ راہیں تمہیں اُس کی راہ سے الگ کر دیں گی یہ ہیں جو اُس نے تمہیں حکم دیا ہے۔ شاید تم ڈرو ○ ف۱

۱۵۴- ثُمَّ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ تَمَامًا عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَعَلَّهُمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ۝

۱۵۴- پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی۔ نیکوکار کے لئے پوری نعمت۔ اور ہر شے کی پوری تفصیل، اور ہدایت اور رحمت۔ شاید کہ وہ اپنے رب کی ملاقات کا یقین کریں ○ ف۲

ربع

صراطِ مستقیم

ف۱

اَنَّ هٰذَا سے مراد توحید و تفسیر ہے، والدین کے ساتھ احسان و مروت ہے۔ احترام حقوق ہے۔ پاکبازی اور پاکدامنی ہے عزت نفس ہے۔ یتامیٰ پروری ہے۔ عدل و انصاف ہے۔ اور اللہ کے حکموں کی رعایت و فرمانبرداری ہے۔

یہی صراط مستقیم ہے، یہی سیدھی راہ ہے اور یہی وہ پگڈنڈی ہے، جو سیدھی جنت تک برابر چلی گئی ہے۔

ان احکام کو چھوڑ کر ادھر ادھر بھٹکنا، گمراہی مول لینا ہے۔ اور زیغ و ضلال سے مسلمان ہے۔

ف۲

ثُمَّ اٰتَيْنَا سے غرض یہ ہے، کہ تورات میں بھی انہیں احکام کو بوضاحت بیان کیا گیا تھا یعنی عقائد و اخلاق میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی، مقصد یہ تھا، کہ اہل کتاب میں جذبۂ ایمان پیدا ہو۔ آخرت کے محاسبے سے ڈریں۔ اور اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں۔

حلِّ لغات

بِعَهْدِ اللّٰهِ۔ مقصود میثاق شریعت ہے۔

١٥٥- وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

١٥٥- اور یہ کتاب (یعنی قرآن) ہم نے نازل کی برکت والی ہے۔ سو تم اس پر چلو، اور ڈرو۔ شاید تم پر رحم ہو ۝ ف۱

١٥٦- اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝

١٥٦- یہ اس لیے کہ تم یہ نہ کہو کہ ہم سے پہلے صرف دو ہی فرقوں (یہود و نصاریٰ) پر کتاب نازل ہوئی تھی اور ہم ان کے پڑھنے پڑھانے سے غافل تھے ۝

١٥٧- اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۭ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا

١٥٧- یا کہو کہ اگر ہم پر کتاب نازل ہوتی، تو ہم یہود و نصاریٰ سے زیادہ ہدایت پر ہوتے۔ سو اب تمہارے رب کے تمہارے پاس دلیل آ گئی ہے اور ہدایت و رحمت۔ سو اس سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا۔ سو عنقریب ہم ان کو جو ہماری آیتوں سے منہ موڑتے ہیں۔ ان کے منہ موڑنے کے بدلے میں بُرے عذاب

ف۱

قرآن حکیم کتاب مبارک ہے یعنی اس کے استفادے سے خیر و برکت کے تمام دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور یہ خوش اعتقادی نہیں، حقیقت ہے۔ جب بھی اس پر عمل کیا گیا ہے اس نے اپنے معجزات و خوارق سے دُنیا کو حیران کر دیا ہے۔ آج جس قدر زندگی جس قدر روشنی اور بیداری نظر آ رہی ہے۔ یہ قرآن ہی کا طفیل ہے۔

حلِ لغات

دِرَاسَة - پڑھنا، مطالعہ کرنا۔

كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ۝

۱۵۸- هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝

۱۵۹- اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝

۱۶۰- مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ

کی سزا دیں گے ۝ ف

۱۵۸- کیا یہ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا تیرا رب ان کے پاس آئے یا کوئی نشانی تیرے رب کی ظاہر ہو حالانکہ جس دن تیرے رب کی ایک نشانی ظاہر ہو گی کسی کو اس کا ایمان مفید نہ ہو گا۔ جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا تھا۔ یا اپنے ایمان میں پہلے سے کچھ بھلائی نہ کی تھی۔ تو کہہ راہ تکتے رہو ہم بھی راہ تکتے ہیں ۝ ف۲

۱۵۹- جنہوں نے اپنے دین میں راہیں نکالیں اور کئی فرقے ہو گئے۔ تجھے ان سے کیا کام، ان کا معاملہ خدا کی طرف ہے پھر وہ انہیں جتا دے گا جو وہ کرتے تھے ۝ ف۳

۱۶۰- جس نے نیکی کی۔ اس کے لئے دس گنا

ف۱

قرآن حکیم ہی ہے جو ہدایت و رحمت بھی یعنی دلائل و براہین کا مجموعہ ہے، رشد و ہدایت کا مرجع ہے اور رحمت ایزدی کا اعلان، اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص تکذیب کرتا ہے تو اس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو سکتا ہے۔

ف۲ مقصد یہ ہے کہ اس درجہ وضاحت و تفصیل کے بعد بھی جو نہیں مانتے تو کیا فرشتوں کا انتظار ہے۔ کہ آئیں اور ان کی روحوں کو قبض کر لیں۔ یا عذاب الٰہی کے منتظر ہیں۔ یا یہ چاہتے ہیں کہ قیامت آ جائے۔ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ جب قیامت آگئی۔ تو اس وقت کا پچھتاوا کام نہیں آئے گا۔

اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ سے مجازاً عذاب الٰہی مراد ہے یعنی خدا اپنی قوتوں کے ساتھ آئے، جاہ و جلال کا مظاہرہ کرے اور ان کو چشم زدن میں غارت کر دے۔

فرقہ بندی منظور نہیں!

ف۳

انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد یہ ہے کہ وہ آئیں اور خدا کے مقدس نام پر سب کو جمع کر جائیں۔ اس لئے طبعاً انہیں گروہوں اور جماعتوں میں تقسیم ہو جانا پسند نہیں۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ تمام لوگ توحید کے مضبوط رشتہ کو تھام لیں۔ سب ایک ہو جائیں۔ ان کی ذاتی مصلحتیں اور ذاتی مفاد فنا ہو جائیں۔ تمام کائنات انسانی ایک وحدت ایک نظام اور ایک رنگ میں نظر آئے۔ سب خدا کے پرستار ہوں۔ سب کا مقصد اللہ کے دین کی پیروی اور سربلندی ہو، کوئی اختلاف اور کوئی امتیاز باقی نہ رہے۔ اس آیت کا بھی مقصد ہے کہ حضورؐ کو فرقہ بندی سے کچھ تعلق نہیں۔ حضورؐ نسل انسانی کو ایک مرکز توحید پر اکٹھا کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ مگر تعجب یہ ہے کہ آج حضورؐ ہی کی ذات مختلف گروہوں اور جماعتوں میں منقسم ہے۔

حل لغات

يَصْدِفُوْنَ۔ شدید اعراض کو صدف کہتے ہیں، فانا صدف

اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○

ہے۔ اور جس نے بدی کی۔ وہ صرف بدی کے برابر سزا پائے گا اور اُن پر ظلم نہ ہوگا ○ ف۱

۱۶۱- قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○

۱۶۱- تُو کہہ۔ میرے رب نے مجھے سیدھی راہ سُوجھائی ہے۔ صحیح دین ملّت ابراہیمؑ جو ایک طرف کا تھا۔ اور مشرکوں میں سے نہ تھا ○

۱۶۲- قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

۱۶۲- تُو کہہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا، اور میرا مرنا اللہ رب العالمین کیلئے ہے ○

۱۶۳- لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ○

۱۶۳- اُس کا کوئی شریک نہیں، اور مجھے یہی حکم ملا ہے۔ اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں ○ ف۲

۱۶۴- قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۭ وَلَا تَكْسِبُ

۱۶۴- تُو کہہ کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور رب تلاش کروں اور وہ ہر شے کا رب ہے، اور جو شخص بُرا کام

ف۱

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بدرجہ غایت کریم غفور و رحیم ہے، وہ چاہتا ہے کہ سب کو اپنی آغوش رحمت میں لے لے اور کوئی نفس انسانی جہنم کی آگ میں نہ جلے، نیکیوں کا اس قدر بڑھ جانا اور ایک شکل ہے اس کے التفات سامی کی۔ ورنہ دراصل اس کا ارادہ یہی ہے، کہ اس کے بندے رحمت و بخشش کے نعمائے عظیم سے محروم نہ رہیں۔

معیار حیات کی بلندی

ف۲ ان آیات میں زندگی کا جو معیار اور نصب العین پیش کیا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ کشاکش حیات کا ہر نشیب و فراز، تلخ و ترشی ہر قسم اور قربانی کی ہر شکل اللہ کے لئے مختص ہو۔ مسلمان کا جینا اور مرنا اللہ کے لئے ہو۔ اس کی عبادتیں اور نمازیں رب العزت کے لئے وقف ہوں، اس کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ کے لئے ہو، اللہ کے دین کے لئے ہو، یعنی مسلمان کی اللہ سے الگ کوئی زندگی نہیں، کوئی انفرادی خواہش نہیں۔ کوئی ذاتی مطلب اور مفاد نہیں۔

یہ خلوص و احسان کا آخری مقام ہے، توحید و تفرید کا صحیح مطلب ہے اور خدا پرستی کا سچا اظہار ہے۔ یہ نہیں، تو سمجھ لیجئے، ریاکاری ہے اور فریب۔

حلِ لغات

قِیَمًا۔ وہ نظام حیات۔ جو محمود دین اور محمود رسمًا کے لئے بطور قوام و اساس کے ہو۔

كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَىٰ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ○

کرے گا اُس کا وبال اُسی پر ہے اور کوئی کسی کا بوجھ نہ اُٹھائے گا۔ پھر تمہیں اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے، سو وہ تمہیں جتائے گا جس میں تم اختلاف کرتے تھے ○ ف۱

۱۶۵ - وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ ۗ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ○

۱۶۵ - اور اُسی نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا۔ اور بعض کے درجے بعض پر بلند کئے، تاکہ اپنے دیئے ہوئے میں تمہیں آزمائے۔ بیشک تیرا رب جلد عذاب کرنے والا ہے اور بیشک بخشنے والا مہربان ہے ○ ف۲

(۷) سُورَةُ الْأَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ (۲۴) رکوعاتها (۲۰۶) آیاتها

(۷) سورۂ اعراف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱ - الٓمٓصٓ ○

۱ - الٓمٓصٓ ○

۲ - كِتَابٌ أُنزِلَ إِلَيْكَ فَلَا يَكُن فِي

۲ - یہ کتاب ہے جو تیری طرف نازل کی گئی، سو تیرے

ذاتی ذمہ داری کا احساس

ف۱

قرآن حکیم نے مذہب کا جو تخیل پیش کیا ہے۔ وہ یہ ہے، کہ ہر شخص بجائے خود ذمہ دار ہے۔ کفارہ اور مشرکانہ شفاعت غلط ہے تناسخ باطل ہے۔ کیونکہ ہر شخص بہ ذات اور بعین اپنے محاسبات اور اعمال کا کفیل ہے۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَىٰ بالکل حقیقت نفس الامری ہے۔

ف۲

اس ایک آیت میں تین حقائق کی جانب اشارہ ہے۔

(۱) یہ واقعہ ہے، کہ اللہ نے مسلمان کو خلعت خلافت دے کر بھیجا ہے۔

(۲) یہ ایک صداقت ہے کہ باہمی امتیاز اور تفاضل موجود ہے۔

(۳) یہ ایک سچائی ہے کہ خدا بد اعمال پر جلد گرفت کرتا ہے۔ وہاں نیک اور صالح بندوں کے لئے انتہا درجہ کا غفار بھی ہے۔

صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○

۳- اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ○

۴- وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ○

۵- فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○

۶- فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ○

۷- فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا

تیرا دل تنگ نہ ہو، تاکہ تو اس کتاب سے لوگوں کو ڈرائے، اور مومنین کے لئے نصیحت ہو ○ ف۱

۳- جو تمہارے رب سے تم پر اترا، اسی پر چلو اور اس کے سوا دوستوں کی پیروی نہ کرو۔ تم بہت تھوڑا دھیان کرتے ہو ○ ف۲

۴- اور ہم نے کتنی ہی بستیاں ہلاک کیں، سو ان پر ہمارا عذاب راتوں رات یا دوپہر کو جب وہ سوتے تھے آپہنچا

۵- سو جب ہمارا عذاب ان پر آیا۔ وہ کچھ نہ پکار سکے۔ صرف یہی کہا، کہ ہم ظالم تھے ○ ف۳

۶- سو جن کی طرف رسول بھیجے گئے ہم ان سے پوچھیں گے اور رسولوں سے بھی پوچھیں گے ○

۷- پھر ہم ان کو اپنے علم سے سب احوال سنائیں گے

ف۱

یہ سورۂ اعراف کی پہلی آیت ہے۔ اعراف ایک مقام ہے۔ جنت اور دوزخ کے بین بین۔ اس سورت میں چونکہ اس مقام کا ذکر ہے۔ اس لئے اس کا نام اعراف ہے ●

آیت میں قرآن حکیم کا تعارف ہے، کہ مومنوں کے لئے اس میں ذکر و نصیحت کا ذخیرہ وافر ہے۔ اور حضورؐ کی بے پایاں شفقت کا اظہار کہ آپ کو بے حد روحانی تکلیف ہوتی ہے، جبکہ لوگ اس نسخۂ کیمیا کو ٹھکرا دیتے ہیں اور نہیں مانتے ●

دعوتِ حق

ف۲ مقصد یہ ہے کہ سب لوگ صرف کلامِ الٰہی کے ماننے کے مکلف ہیں۔ اس کو ترک کرکے دیگر ارباب کی پیروی گمراہی ہے۔ اسلام انسان کو حریت و آزادی کی تلقین کرتا ہے۔ وہ دنیا میں صرف اللہ کا محکوم ہے۔ اور اس کی گردن میں بجز اس کے اور کسی کا طوقِ عقیدت نہیں ●

ف۳ یعنی جب لوگوں نے احکامِ الٰہی کو تمرد و سرکشی کی وجہ سے ٹھکرا دیا ہے، تو عذاب نے آگھیرا ہے، رات کو سوئے ہیں اور پھر نہیں اٹھے یا دن کو دوپہر کے وقت لیٹے ہیں اور خدا کی غیرت جوش میں آئی بستیاں الٹ گئیں، اور یہ مٹ گئے ●

فَلَنَسْـَٔلَنَّ سے مراد یہ ہے، کہ سب کچھ اتمامِ حجت کے بعد ہوگا۔ مجرم پکار اٹھیں گے کہ واقعی ہم سزاوارِ قہر تھے، اور انبیاء پکار اٹھیں گے کہ ہم نے تمام احکام ٹھیک ٹھیک ان تک پہنچا دیئے ●

حلِ لغات

بَيَاتًا سوتے وقت۔ بَيَات کے معنی رات گزارنے

غَآئِبِيْنَ ○

۸- وَ الْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ۣ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

۹- وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ○

۱۰- وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِى الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ○

۱۱- وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ڰ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ

کہیں غائب نہ تھے ○

۸ - اور اُس دن تول حق ہے۔ سو جن کی تول بھاری ہوگی۔ وُہی نجات پائیں گے ○

۹ - اور جن کی تول ہلکی ہوگی۔ سو وُہی ہیں، جنھوں نے اپنی جانیں خسارہ میں ڈالیں کیونکہ ہماری آیات پر ظلم کرتے تھے ○

۱۰ - اور ہم نے تمہیں زمین میں جگہ دی اور اُس میں تمہارے لئے روزیاں پیدا کیں، تم تھوڑا شکر کرتے ہو ○

۱۱ - اور ہم نے تمہیں پیدا کیا۔ پھر تمہیں صورت دی پھر ہم نے فرشتوں کو کہا۔ کہ آدم کو سجدہ کرو۔ سو اُن سب نے سجدہ کیا۔ لیکن ابلیس

وزنِ اعمال

ف اعمال کا وزن ضرور ہوگا۔ وہ لوگ جن کے نیک اعمال زیادہ ہوں گے، بخشش ورحمت کے سزاوار ہوں گے، اور جن کے اعمال میزان پر پورے نہ اُتریں گے۔ گھاٹے اور ٹوٹے میں رہیں گے مگر اعمال کے وزن کی صورت کیا ہوگی ہمیں یہ نہیں بتلایا گیا۔ کیونکہ اس کا تعلق عالم غیب سے ہے۔ البتہ مکافاتِ عمل کے اصول کے مطابق ہمیں یقین ہے، کہ محاسبہ قطعی ہوگا۔ اور پورے پورے انداز سے ہوگا ○

حلِ لغات

مَكَّنّٰكُمْ۔ مصدر تمکن۔ ثبات، قرار ○

لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ○

۱۲- قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ○

۱۳- قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ○

۱۴- قَالَ اَنْظِرْنِيْۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ○

۱۵- قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ○

۱۶- قَالَ فَبِمَاۤ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ○

سجدہ کرنے والوں میں نہ تھا ○ ف۱

۱۲- فرمایا کہ تجھے کس چیز نے روکا کہ تُو نے سجدہ کیا جب کہ میں نے تجھے حکم دیا۔ بولا میں اُس سے بہتر ہوں۔ تُو نے مجھے آگ سے اور اُسے مٹی سے بنایا ہے ○ ف۲

۱۳- فرمایا۔ یہاں سے نیچے اُتر۔ تجھے لائق نہیں، کہ تُو یہاں تکبر کرے۔ نکل۔ تُو ذلیلوں میں ہے ○

۱۴- بولا۔ جی اُٹھنے کے دن تک مجھے مہلت دے ○

۱۵- فرمایا۔ تجھے مہلت ملی ○

۱۶- تب بولا۔ اس سبب سے کہ تُو نے مجھے گمراہ کیا، میں تیری سیدھی راہ کے اُوپر آدمیوں کی تاک میں بیٹھوں گا

نوعِ انسانی کی عزت و حرمت

ف۱

خَلَقْنٰکُمْ اور ثُمَّ صَوَّرْنٰکُمْ میں تمام انسانوں کو مخاطب فرمایا ہے اور اس کے بعد حضرت آدمؑ کا ذکر۔ اس کے صاف صاف معنی یہ ہیں کہ گو فرشتے آدمؑ کے سامنے جھکے۔ مگر مقصود نوعِ انسانی کا اعزاز تھا۔ اور یہ بتانا تھا کہ تشکیل اس عزت افزائی میں تمام بنی آدمؑ شریک و سہیم ہیں۔ یعنی انسان اس درجہ معزز و مفتخر ہے، کہ کائنات کا حصۂ اعلےٰ جھکے بندوں اس کی فضیلت و تمجید کا اعتراف کرتا ہے •

شیطان کی نافرمانی کے معنی یہ ہیں کہ جو تم میں تمہارے سامنے نہ جھکیں۔ انہیں مطیع کرنے کی خود کوشش کرو •

آدمؑ اور شیطان کے قصہ کو بار بار مختلف اسالیب میں بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ ایک طرف تو انسان اپنے مرتبہ و مقام کو سمجھے دوسری جانب اسے یہ معلوم ہو، کہ حق و باطل میں ہمیشہ سے آویزش چلی آتی ہے اور مومن وہ ہے جو بالکل شیطان کی پیروی نہ کرے •

ف۲

شیطان کا یہ استدلال اس لئے صحیح نہیں ہے کہ عزت و شرف خدا کی اطاعت و فرمانبرداری میں ہے اصل و جنس کے لحاظ سے نہیں • آدمؑ اس لئے احترام و فضیلت کا مستحق ہے، کہ اس نے عہدِ الست کا جواب لبیک و بلیٰ سے دیا۔ اور شیطان اس لئے راندۂ درگاہ و رب جلیل ہے کہ اس نے اللہ کی اطاعت سے منہ موڑا •

۱۷ - ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ○

۱۷ - اور اُن پر آگے اور پیچھے، اور داہنے اور بائیں سے آؤں گا، اور تُو اُن میں بہتوں کو شکر گزار نہ پائے گا ○ ف۱

۱۸ - قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ○

۱۸ - فرمایا یہاں سے نکل جا بے حال ہو راندہ ہو کر، اُن میں سے جو تیرے تابع ہوگا۔ میں تم سب سے دوزخ بھر دوں گا ○

۱۹ - وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○

۱۹ - اور اے آدم۔ تُو اور تیری بیوی جنت میں رہو۔ اور تم دونوں جہاں سے چاہو، کھاؤ، مگر اس درخت کے پاس نہ جائیو۔ ورنہ تم ظالموں میں ہو جاؤ گے ○

۲۰ - فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ

۲۰ - پھر شیطان نے اُنہیں بہکایا، تاکہ اُن کی شرمگاہیں جو اُن سے چھپی ہوئی تھیں،

ف۱

مقصد یہ ہے کہ شیطان ہر طریق سے گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ دائیں بائیں اور آگے پیچھے ہر جانب سے حملہ آور ہوتا ہے نیک اور شاکر وہ ہے جو اس کے دام تزویر میں نہیں پھنستا۔

حل لغات

اَيْمَان۔ جمع یمین دائیں جانب۔
شَمَآئِلِهِمْ۔ جمع شمال۔ بائیں طرف۔
مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ذائم۔ انتہائی عیب۔ دحر۔ یعنی ذلیل کر کے نکال دینا۔

سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ○

۲۱- وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ○

۲۲- فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۭ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○

۲۳- قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سکتہ

اُن پر ظاہر کردے اور کہا تمہارے رب نے جو تمہیں اس درخت سے منع کیا ہے تو صرف اس لیے کہ تم دونوں کہیں فرشتے نہ بن جاؤ یا تم دونوں ہمیشہ رہنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ ف۱

۲۱- اور اُس نے اُن سے قسم کھائی، کہ البتہ میں تمہارا خیرخواہ ہوں ○

۲۲- سو فریب سے اُنہیں کھینچ لیا۔ پھر جب دونوں نے درخت چکھا، تو اُن کی شرمگاہیں اُن پر ظاہر ہو گئیں اور وُہ دونوں باغ کے پتّے اپنے اُوپر جوڑنے لگے۔ اور اُن کے رب نے اُن کو پُکارا۔ کیا میں نے تمہیں اس درخت سے منع نہ کیا تھا اور نہ کہا تھا، کہ شیطان تمہارا صریح دشمن ہے ○ ف۲

۲۳- دونوں بولے اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا

ف۱

آدم اور اُس کی بیوی کو وقتہ جنت میں جگہ دی گئی تاکہ اُن کو معلوم ہو کہ اُن کا اصلی مقام جنت ہے، شرط یہ قرار دی، کہ شاخ ہائے درخت کا استعمال نہ کریں یہ درخت کون تھا؟ صحیح طور پر معلوم نہیں۔

مقصود یہ تھا، کہ جب تک اطاعت شعار رہیں گے خدا کے حضور میں رہیں گے۔ اور جب نافرمانی کریں گے اُس کی رحمتوں سے دور ہو جائیں گے۔

شجرۃ کے معنی بعض لوگوں نے جھگڑے اور تنازعہ کے کئے ہیں۔ مگر یہ صحیح نہیں۔ چھر اس کے بعد جو ذوق شجرۃ کی تاثیر بتائی ہے اُسے تنازع اور جنگ سے کوئی تعلق نہیں۔ لفظ شجرۃ بالتبادر کا اطلاق منازعت و مخالفت پر نہیں ہوتا۔

احساسِ عُریانی

ف۲

معلوم ہوتا ہے جنت میں آدم اور حوا کی زندگی نہایت پاکیزہ اور معصومانہ تھی۔ وہ جنسی جذبات سے نا آشنا تھے۔ حجاب جنسیت کے مفہوم سے بالا تھے، جب شیطان نے دھوکا دیا۔ اور اُنھوں نے خلود و ملکیت کے فریب میں آکر شجرِ ممنوعہ کو استعمال کر لیا۔ تو ننگے ہو گئے۔ عریانی کا احساس ہونے لگا۔ اور جنت کے پتّوں سے ستر ڈھانکنے لگے۔

بات یہ ہے کہ انسانی نفسیات میں یہ جذبہ گہرا ہے کہ جس بات سے روکا جائے اس کے متعلق خواہ مخواہ دل میں تجسس پیدا ہوتا ہے اور دل میں یہ سوال چٹکیاں لیتا ہے۔ کہ آخر اس میں کیا حکمت ہے شیطان نے انسان کی اس کمزوری سے فائدہ اُٹھایا۔ اور کہہ کر بہکایا، کہ ممکن ہو اس میں یہ بات ہے کہ کہیں تم بھی موت و فنا کے قاعدوں سے [illegible] نہ ہو جاؤ۔

وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

۲۴- قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ○

۲۵- قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَ فِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَ مِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ○

۲۶- يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِيْشًا ۚ وَ لِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۚ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○

۲۷- يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ

اور اگر تُو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم بیشک نقصان اٹھانے والوں میں ہوں گے ○

۲۴- فرمایا نیچے اُترو، تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہوگے۔ اور تم کو زمین میں ایک وقت تک ٹھہرنا اور فائدہ اُٹھانا ہوگا ○

۲۵- فرمایا۔ تم اُسی میں جیو گے، اور اُسی میں مرو گے۔ اور اُسی میں سے نکلو گے ○ ف

۲۶- اے بنی آدم۔ ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے جو تمہاری شرمگاہیں چھپاتا ہے اور زینت، اور پرہیزگاری کا لباس، بہتر ہے یہ اللہ کی نشانیاں ہیں۔ شاید وہ لوگ دھیان کریں ○

۲۷- اے بنی آدم۔ تمہیں شیطان نہ بہکا دے

ع ۲

فروگذاشت

ف اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمؑ نے فوراً غلطی کا احساس کرلیا۔ اور اللہ سے معافی مانگی۔ یہی فرق ہے انبیاء میں اور عام انسانوں میں کہ انبیاء علیہم السلام فوراً اپنی فروگذاشتوں کو محسوس کرلیتے ہیں۔ اور ہمیشہ ندامت میں عفو خواہ ہوتے ہیں۔ اور عام انسان یا تو گناہوں پر متنبہ نہیں ہوتے۔ اور یا تنبیہ کے بعد خدا کے آگے جھکتے نہیں۔

یہ فروگذاشت محض اجتہادی ہے۔ اور نیک نیتی سے ہے۔ آدمؑ کا خیال تھا۔ کہ ممانعت شاید شجر عین کے لئے ہے۔ یعنی اس لئے کہ میرے دل میں اس کے استعمال کی شدید خواہش پیدا ہو۔ ملکیت یا خلود کی خواہش دراصل اللہ کے تقرب کی خواہش ہے۔ شیطان نے آدمؑ کو یہ سمجھایا تھا۔ کہ اس طریق سے تُو اللہ کے اور قریب ہوجائے گا۔ ظاہر ہے یہ مقصد بجائے خود نہایت نیک اور بلند ہے۔ مگر اللہ کا منشا چونکہ یہ نہیں تھا، اس لئے اسے لغزش قرار دیا۔

یہ یاد رہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام جب کبھی تسامح فرماتے ہیں، تو ان کے سامنے ایک عام اور بلند چیز ہوتی ہے۔ مگر خدا کا مقصد چونکہ وہ نہیں ہوتا۔ اس لئے اسے غلطی کہا جاتا ہے یعنی نفس واقعہ کے لحاظ سے نیت کے لحاظ سے نہیں۔ کیونکہ خدا کے پیغمبر ہوائے نفس کے تابع نہیں ہوتے۔ ان سے اس قسم کا گناہ کبھی سرزد نہیں ہوتا۔ کہ جذبات کی پیروی ہو۔ یعنی نیت پست اور بلند نہ ہو کیونکہ انہیں دنیا کے لئے اسوہ اور نمونہ بنکر بھیجا جاتا ہے۔ وہ عام انسانوں سے بہت اونچے ہوتے ہیں۔ وہ عفت و عصمت کا پیکر ہوتے ہیں۔ وہ اگر خدا کے حکم کو نہ مانیں، تو پھر

(باقی بر صفحہ ۳۶۴)

كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

جیسے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکالا (اور) اُن کے کپڑے اُن پر سے کھینچتا تھا، کہ اُن کو اُن کی شرمگاہیں دکھلائے، شیطان اور اُس کی قوم تمہیں ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں کہ جہاں تم انہیں نہیں دیکھ سکتے. ہم نے شیطانوں کو بے ایمانوں کا دوست بنا دیا ہے ○

٢٨ - وَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

٢٨ - اور جب کوئی عیب کا کام کرتے ہیں، تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایسے ہی کام کرتے پایا، اور خدا نے ہمیں ایسا حکم دیا ہے۔ تُو کہہ خدا بدی کا حکم نہیں دیا کرتا۔ کیا تم خدا کی نسبت وُہ باتیں بولتے ہو جن کا علم نہیں رکھتے ○ ف

٢٩ - قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۫ وَ اَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ

٢٩ - تُو کہہ میرے ربّ نے انصاف کے ساتھ حکم دیا ہے اور ہر نماز کے وقت اپنے مُنہ سیدھے رکھو

بقیہ حاشیہ

اور کون سُنے گا۔ بات یہ ہے کہ بعض اوقات ان کے لئے اوامر و نواہی میں اشتباہ مشکل ہو جاتا ہے، وُہ ایک بات کو تقاضائے نفس بشری اور لئے قرار دے لیتے ہیں۔ مگر نفس نبوی فوراً انہیں متنبہ کر دیتا ہے کہ یہ صحیح نہیں۔ بس یہی لغزش ہے۔ تسامح ہے۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

ف اس آیت میں منکرین کا ذکر ہے کہ وُہ گناہوں پر اصرار کرتے ہیں اور جب بُرائی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ تو شرماتے نہیں، بلکہ اُلٹا دلائل ڈھونڈتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ہمارے علماء اور راہنماؤں نے ہمیں ایسا ہی سکھایا ہے۔ اور یہ کہ خدا نے بھی یہی تلقین کی ہے۔ یعنی بدعات و رسوم کی پیروی میں اللہ کو بطور سند و حجت کے پیش کرتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ کہیں اللہ بھی فواحش کی تعلیم دے سکتا ہے؟

وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ۝

۳۰۔ فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ۭ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝

۳۱۔ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝

۳۲۔ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِىَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور اُسے خالص اُس کے حکم بردار ہو کر پکارو، جیسے اُس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا ویسے تم دوسری بار پیدا ہو گے ف۱

۳۰۔ اُس نے ایک گروہ کو ہدایت کی اور ایک گروہ پر گمراہی ثابت کر دی، اُنھوں نے اللہ کے سوا شیطانوں کو دوست بنایا۔ اور سمجھتے ہیں کہ وہ راہ پر ہیں ۝

۳۱۔ اے اولادِ آدمؑ کی ہر نماز کے وقت اپنی زینت (لباس) لے لیا کرو۔ اور کھاؤ پیو، اور فضول خرچ نہ کرو۔ کہ وہ فضول خرچوں کو پسند نہیں کرتا ۝ ف۲

۳۲۔ تُو کہہ اللہ کی زینت جو اُس نے بندوں کے لئے نکالی۔ اور کھانے کی پاک چیزیں کس نے حرام کی ہیں۔ تُو کہہ یہ چیزیں حیاتِ دنیا میں

ف۱

مقصد یہ ہے کہ اللہ انصاف و عدل کے سوا اور کسی بات کا حکم نہیں دیتا۔ وہ کہتا ہے، تزکیہ باطن کے لئے کوشش کرو۔ اور اخلاص کے ساتھ کیونکہ تمہیں اس کے حضور میں پیش ہونا ہے اور جواب دینا ہے اپنے اعمال کا ۔

اسراف ممنوع ہے!

ف۲

یعنی زینت و آرائش ممنوع نہیں، اسراف ممنوع ہے۔ اسلام کھانے پینے اور لباس میں کوئی قید عائد نہیں کرتا۔ بہتر سے بہتر کھاؤ، اور اچھے سے اچھا پہنو۔ خدا ناراض نہیں ہوتا۔ ہاں تمہاری طاقت و وسعت کے مطابق ہونا چاہئے، یہ خوب سوچ لو کہ کہیں فیشن کا شوق تمہیں تباہ تو نہیں کر دے گا۔ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ سے مراد یہ ہے، کہ نماز کے وقت بہتر لباس ضرور پہنو ۔

لباس کو زینت سے اس لئے تعبیر کیا ہے کہ زینت بھی لباس کا ایک مقصد ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا، کہ مذہبی تقشف ہو تو ہو، اسلام پسند نہیں کرتا۔ اسلام خوش وضعی کو طبعاً پسند کرتا ہے ۔

حلِ لُغات

اَلْمُسْرِفِيْنَ ۔ اسراف کے معنی حاجت سے زیادہ اور بے اندازہ خرچ کرنے کے ہیں۔ اور کسی کام کے بے اندازہ اور بیجا طور سے کرنے پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے ۔
اَلطَّيِّبٰتُ ۔ جمع طیب یعنی پاک و حلال و لذیذ۔ خلاف خبیث ۔

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○

مسلمانوں کے لئے ہیں، اور قیامت کو خاص انہیں کیلئے ہو جائیں گی، یوں ہم سمجھ داروں کو مفصل آیات سناتے ہیں ○

۳۳- قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَ الْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ اَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

۳۳- تو کہہ میرے رب نے سب بے حیائی کے کام ظاہر و پوشیدہ، اور گناہ اور ناحق کی زیادتی حرام کی ہے۔ اور یہ بھی حرام کیا ہے کہ تم اس شئے کو جس کے بارہ میں خدا نے دلیل نازل نہیں کی، خدا کا شریک ٹھہراؤ۔ اور یہ کہ تم خدا پر وہ باتیں بولو، جو تم نہیں جانتے ○ [ف۱]

۳۴- وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ○

۳۴- اور ہر فرقہ کے لئے ایک وقت مقرر ہے، سو جب ان کا وقت آئے گا، ایک ساعت کی بھی دیر یا جلدی نہ کر سکیں گے ○ [ف۲]

۳۵- يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ

۳۵- اے اولاد آدم کی اگر تمہارے درمیان کے تم پاس

ف۱

مقصد یہ ہے، کہ فواحش ہر نوع کی حرام ہیں، چاہے وہ ہوں، جن کا تعلق ظاہر سے ہے۔ اور چاہے وہ ہوں جو بظاہر برائیاں نہیں ہیں، مگر بباطن برائیاں ہیں ۔

شرک کے متعلق ارشاد ہے، کہ یہ بے دلیل و بے برہان ہے یعنی بت پرستی کے لئے عقلی و نقلی کوئی دلیل موجود نہیں۔ محض تقلید و عجز کا اثر ہے۔ عقلمند اور دانا لوگ توحید کے سوا اور کسی بات پر مطمئن نہیں ہو سکتے ۔

ف۲

یعنی ہر گروہ کے لئے اللہ نے مہلت کے کچھ دن مقرر کر رکھے ہیں۔ جب لوگ اس ڈھیل سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ اور برابر گمراہی میں بڑھتے جائیں۔ تو پھر اللہ کا عذاب آجاتا ہے جس میں ایک لمحے کا بھی ہیر پھیر نہیں ہوتا ۔

حلِّ لُغات

الْفَوَاحِشَ - جمع فَاحِشَةٌ یعنی ہر بدی جو حد سے گذر جائے۔ فحش کہتے ہیں، بدی کے حد سے گذر جانے کو ۔

سُلْطٰنًا - دلیل غالب ۔

مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

۳- وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

۳- فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۚ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا

رسول آئیں۔ اور میری آیات تمھیں سنائیں تو جو کوئی ڈرا۔ اور درست ہوا۔ انھیں نہ کچھ خوف ہوگا۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے ○ ف۱

۳۶ - اور جنھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور اُن سے تکبر کیا۔ وہی دوزخی ہیں۔ وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے ○

۳۷ - سو اس سے زیادہ کون ظالم ہے جس نے خدا پر جھوٹ باندھا۔ یا اُس کی آیات کو جھٹلایا۔ وہ ہی لوگ ہیں کہ جن کو اُن کا حصہ جو کتاب میں لکھا ہوا ہے مل کر رہیگا۔ یہاں تک کہ جب ہمارے فرستادے (فرشتے) اُن کے پاس اُن کی جانیں نکالنے آئیں گے پوچھیں گے، وہ کہاں ہیں جنھیں تم خدا کے سوا پکارتے تھے۔ یہ کہیں گے وہ ہم سے گم ہو گئے۔ اور

رسولوں کی آمد

ف بنی آدم سے مراد آدم علیہ السلام کی اوّلین اولاد ہے۔ انھیں ابتدائی تعلیمات کے بعد کہا گیا ہے۔ کہ تمھارے پاس اگر رسول اور پیغمبر آئیں تو ماننے میں تامل نہ کرنا۔ اس لئے کہ اللہ کے نزدیک تقویٰ و اصلاح کا معیار یہی ہے، کہ ہر صداقت کو قبول کیا جائے۔

حضورؐ کے بعد یہ سلسلہ ختم ہے۔ کیونکہ آدمؑ سے لے کر حضورؐ تک نبوت جاری رہی۔ اب بموجب خَاتَمَ النَّبِیّٖن نبوت کے تمام دروازے مسدود ہیں۔ کیونکہ دین کامل ہو گیا اللہ کی نعمتیں پوری ہو چکیں۔ اب کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں رہی۔

اس آیت سے بقائے نبوت کا ثبوت بوجوہ غلط ہے:-

(۱) بنی آدم سے تعبیر آدمؑ کی اوّلین اولاد ہے۔

(۲) اِمّا حرف شرط ہے جس سے وقوع و دوام مقصود نہیں ہو سکتا۔

(۳) رُسُل کا لفظ عام ہے غیر انبیاء بھی اس میں داخل ہیں۔

(۴) ختم نبوت کی تصریحات موجود ہیں۔

(۵) اجماع اُمت جزئیات نبوت کا مخالف ہے۔

عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝

انہوں نے اپنی جانوں پر گواہی دی کہ وہ کافر تھے ○

٣٨- قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝

٣٨- اللہ کہے گا جنوں اور آدمیوں کی اُمتوں سمیت جو تم سے پہلے ہو گزری ہیں، تم بھی آگ میں داخل ہو۔ جب ایک اُمت داخل ہوگی دُوسری کو لعنت کرے گی۔ یہاں تک کہ جب سب دوزخ میں مل جل چکیں گے، تو پچھلے پہلوں کے حق میں کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہمیں انہی نے گمراہ کیا تھا۔ سو انہیں آگ کا دُونا عذاب دے، وُہ کہے گا سب کے لئے دُونا ہے مگر تم نہیں جانتے ○ ف۲

٣٩- وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝

٣٩- اور پہلے پچھلوں سے کہیں گے، کہ تمہیں ہم پر کچھ فضیلت نہیں ہے۔ سو تم بھی اپنے اعمال کے سبب عذاب چکھو ○

ع

اعترافِ ندامت

ف۱ وہ لوگ جو دُنیا میں ظالم رہے۔ جنھوں نے اللہ کے رسُول کو نہ مانا۔ اور ضد اختیار کی۔ وہ جو قرآن تکذیب پر آمادہ رہے۔ وہ جنھوں نے سرکشی اور غرور سے منہ موڑا۔ دُنیا میں بھی ذلیل رہیں گے۔ اور موت کے وقت بھی فرشتے آئیں گے اور رُوح قبض کریں گے۔ اُس وقت وہ پوچھیں گے وہ بُت کہاں ہیں، وہ خدا کہاں ہیں، جن کی تم پُوجا کرتے تھے؟ اُس وقت انہیں ندامت گھیرے گی۔ انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوگا۔ اور کہیں گے کہ بیشک ہم کافر رہے ٭

ف۲ یہ عجیب بات ہے جب یہ لوگ جہنم میں داخل ہو لئے جائیں گے تو یہ جانیں گے کہ وہ لوگ جنھوں نے ان کی گمراہی میں بہت بڑا حصہ لیا ہے۔ بُری طرح پھنسیں۔ اور ان کو یہ عذاب میں دُکھ اُٹھاتے ہوئے دیکھیں، اس لئے کہیں گے۔ یا اللہ! ان لوگوں نے ہمیں دُنیا میں گمراہ کیا تھا۔ ان کو دُگنا عذاب دے۔ اللہ فرمائے گا سب عذاب بھگت رہے ہیں مگر تمہیں علم نہیں۔ کمبختو! اگر دُنیا میں تمہیں اپنی گمراہی کا احساس ہوتا۔ تو ایک بات بھی تھی۔ اس عذاب الیم سے بچ جاتے۔ اب کیا فائدہ جو پڑے مچل رہے ہو ٭

یہ نہایت خوفناک منظر ہوگا۔ وہ لوگ جن سے دُنیا میں عقیدت تھی۔ جنہیں یہ لوگ خدا اور دیوتا سمجھتے تھے، جن کی پرستش کرتے تھے۔ جو ان کے معبود تھے۔ آج ان سے کلی انقطاع کا اعلان ہو رہا ہے۔ بلکہ ان کے عذاب کی سفارش کی جا رہی ہے۔ اور کہا جا رہا ہے، یہ ملعون ہیں۔ یہ لوگ دُنیا میں ہماری گمراہی کا باعث تھے ٭

حلِ لغات

ادَّارَكُوْا ۔ اصل میں تدارکوا تھا۔ درك کے معنی ہیں ٹھکانہ درجہ صعود کے لئے ہے اور درك ہبوط کے لئے وجہ ہے جنت کے لئے درجات استعمال ہوتا ہے، اور جہنم کے لئے درکات ٭ ان المنافقين في الدرك الاسفل من النار ٭

۴۰ - اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ۚ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ○

۴۰ - جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں، اور ان سے تکبر کیا، ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور وہ جنت میں داخل نہ ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو اور مجرموں کو ہم اسی طرح سزا دیتے ہیں ○

۴۱ - لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۚ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ○

۴۱ - دوزخ ان کا بچھونا ہے اور ان کے اوپر بالاپوش ہے، اور ہم ظالموں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں ○ ف۱

۴۲ - وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۡ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

۴۲ - اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے، ہم کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے۔ وہی جنت میں جائیں گے۔ اور وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے ○

ف۱

آیت کا مقصد یہ ہے کہ جو لوگ جو متکبر ہیں جو محض سرکشی اور نخوت کی وجہ سے صداقت کی نعمت سے محروم ہیں۔ جو دنیوی جاہ وجلال کے لئے دنیوی حظوظ ولذات کے لئے اسلام کے ربقۂ عقیدت کو زینت گلو نہیں کرتے۔ وہ مجرم ہیں اور اس قابل نہیں، کہ خدا کی بادشاہت میں داخل ہوں۔ جس طرح اونٹ سوئی کے ناکے میں سے نہیں گذر سکتا، اسی طرح ان کے لئے آسمان کے دروازے بند رہیں گے۔

حلِّ لُغات

اَبْوَابُ السَّمَآءِ۔ جمع بَاب۔ دروازہ، راستہ۔
اَلْجَمَلُ کے معنی عام مترجمین نے اونٹ کے کئے ہیں۔ اس لئے کہ یہ معنی زیادہ متبادر نہیں۔ الجُمَّل موٹے رسے کو بھی کہتے ہیں۔ یہ زیادہ صحیح معنی ہیں۔ کیونکہ اس طرح سوئی اور رسے میں ایک تلازم قائم رہتا ہے۔ سَمٌّ کے معنی ناکہ اور سوراخ کے ہیں۔
غَوَاشٍ۔ جمع غَاشِیَۃ اوپر اوڑھنے والی چیز جس سے بدن ڈھک جائے۔

۴۳۔ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۣ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَاۗءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۭ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

۴۴۔ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۭ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ

۴۳۔ اور اُن کے دلوں کی خفگی بھی ہم کھینچ کے نکال ڈالیں گے، اُن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں اس جنت کی راہ بتائی تھی، حالانکہ ہم ہرگز راہ نہ پا سکتے تھے اگر اللہ ہمیں راہ نہ بتاتا۔ ہمارے رب کے رسول ضرور سچی بات لائے تھے۔ اور اُن کو آواز دی جائے گی کہ یہی جنت ہے جس کے تم اپنے اعمال کے بدلے وارث ہوئے ۝ ف۱

۴۴۔ اور جنت والے دوزخیوں کو پکار کے کہیں گے کہ جو وعدہ ہمارے رب نے ہم سے کیا تھا ہم نے اُس کو سچ پایا۔ کیا تم نے بھی وہ وعدہ جو تم سے تمہارے رب نے کیا تھا سچ پایا؟ ف۲ وہ کہیں گے ہاں! پھر ایک پکارنے والا اُن کے درمیان پکارے گا کہ ظالموں

ف۱

غِلّ کے معنی باہمی عداوت و دشمنی رکھنے کے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ جنت کی زندگی میں دلوں میں غبار نہیں رہے گا۔ دل صاف ہوں گے اور ہر شخص پاکیزہ اور معصوم زندگی بسر کرے گا۔ نَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ سے غرض یہ ہے کہ دنیا میں بھی دل آپس میں صاف رہنے چاہئیں۔ اگر یہاں کدورت ہے۔ عداوت و بغض کی آگ سینے میں بھڑک رہی ہے تو پھر یہی سمجھ لینا چاہئے کہ خدا کے قرب کی استعداد ہم میں موجود نہیں۔

سچے وعدے

ف۲

اللہ تعالیٰ کے وعدے سچے ہیں۔ اہل جنت اعتراف کریں گے کہ ہمیں جنت میں وہ سب کچھ میسر ہے، جس کا وعدہ تھا۔ اہل جہنم سے پوچھیں گے، کیا تمہیں بھی موعودہ سزا مل رہی ہے؟ وہ کہیں گے، کیوں نہیں، ہم بھی سزا بھگت رہے ہیں۔ پکارنے والا پکارے گا، کہ یہ لوگ اللہ کی رحمت سے دور ہیں۔ ان پر اللہ کے عتاب کی نگاہیں پڑ رہی ہیں۔

حلِ لغات

مُؤَذِّنٌ سے مراد فرشتہ ہے، جو اہل جہنم کا تعارف کرائے گا۔

اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۙ

۴۵ - الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ○

۴۶ - وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا ۢ بِسِيْمٰىهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۣ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ○

۴۷ - وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○

۴۸ - وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ

پر خدا کی لعنت ہو ○

۴۵ - جو لوگوں کو خدا کی راہ سے روکتے، اور اس میں کجی تلاش کرتے، اور آخرت کے منکر ہیں ○

۴۶ - اور ان کے درمیان ایک دیوار ہے اور اعراف پر آدمی ہیں جو ہر ایک کو ان کی پیشانی سے پہچانتے ہیں، اور اہل جنت کو پکار کے کہیں گے سلامتی ہو تم پر، یہ ابھی جنت میں نہیں داخل ہوئے، اور امیدوار ہیں ○ ف

۴۷ - اور جب ان کی آنکھیں اہل دوزخ کی طرف پھیری جائیں گی، کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں ظالم قوم میں شامل نہ کر ○

۴۸ - اور اہل اعراف کچھ لوگوں کو جنہیں وہ ان کے

اعراف

ف جنت اور دوزخ کے بیچ بیچ ایک برزخ ہوگا جسے قرآن کی اصطلاح میں اعراف کہا جاتا ہے۔ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے، وہاں ایسے لوگ رہیں گے، جو جنت میں داخل نہیں ہوئے۔ جن کو یہ معلوم نہیں کہ ہمیں کہاں رکھا جائیگا جنت والوں کو دیکھ کر وہ خوش ہوتے ہیں، اور جہنم والوں کو دیکھ کر کڑھ جاتے ہیں۔ ان کی خواہش یہ ہے، کہ جنت میں رہیں ●

بات یہ ہے کہ دنیا میں تین قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ ہیں جن تک اسلام کی دعوت پہنچی، اور انہوں نے قبول کرلی، ایک وہ ہیں جن تک اسلام پہنچا مگر وہ بدبختی کی وجہ سے محروم رہے ایک وہ ہیں جن تک یا تو پیغام پہنچا نہیں، یا پہنچا مگر غلط صورت میں لیکن بجائے خود وہ نیک تھے۔ ہر حالت میں وہ سچے دین کی لگن دل میں موجود رہی اور کوشش کرتے رہے، کہ شاید

کے دین کو معلوم کریں۔ اسی انتشار میں موت آگئی۔ زندگی نے زیادہ دیر تک وفا نہ کی۔ اور انہیں حق شناسی کا موقع نہ ملا ایسے لوگ ظاہر ہے جہنم میں نہیں جائیں گے۔ جنت کے بھی مستحق نہیں ہیں۔ لہذا مقام اعراف میں رکھے جائیں گے اسلام دین فطرت ہے، وہ کسی کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ ایسے نیک لوگ جو معذور ہیں۔ جہنم کے عذاب سے بچ جائیں۔ اور ایک گونہ راحت میں رہیں ●

حلِ لغات

حِجَابٌ - پردہ، برزخ ●

سِیْمٰا - بمعنی نشان و علامت، مجازاً بمعنے پیشانی ●

رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ○

٤٩- اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ○

٥٠- وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○

٥١- الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ

چہروں سے پہچانتے ہوں گے۔ پکار کے کہیں گے کہ تم کو جمع کرنا اور تکبر کرنا تمہارے کام نہ آیا ○

٤٩- کیا یہ وہی شخص ہیں جن کے بارے میں تم قسم کھا کر کہا کرتے تھے کہ اللہ ان پر رحم نہ کرے گا، جاؤ جنت میں تم پر کچھ خوف نہیں، اور نہ تم غمگین ہو گے ○ ف۱

٥٠- اور دوزخی اہل جنت کو پکار کر کہیں گے کہ ہمارے اوپر کچھ پانی ڈالو۔ یا جو رزق اللہ نے تمہیں دیا۔ اس میں سے ہمیں بھی کچھ دو۔ وہ کہیں گے یہ دونوں چیزیں اللہ نے کافروں پر حرام کی ہیں ○

٥١- جنہوں نے اپنا دین کھیل تماشہ ٹھہرا رکھا تھا۔ اور انہیں حیاتِ دُنیا نے فریب دیا

ف۱ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ سے پہلے محذوف ہے عبارت سے کچھ میں آجاتا ہے کہا گیا ہے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ سے مراد یہ نہیں کہ اللہ ان کو بھول جائے گا۔ کیونکہ وہ نسیان و سہو سے بلند ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ان سے بالکل اس قسم کا سلوک روا رکھا جائے گا کہ گویا ہم بھول گئے ہیں۔

حل لغات

حَرَّمَهُمَا۔ تحریم سے ماخوذ ہے یعنی اللہ نے روک رکھا ہے

فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ○

سو آج ہم انہیں بھلا دیں گے جیسے وہ اپنے اس دن کی ملاقات کو بھولے تھے اور جیسے ہماری آیات کا انکار کرتے تھے ○

۵۲ - وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

۵۲ - اور ہم نے اہل مکہ کو کتاب پہنچائی ہے جس کو ہم نے علم کے ساتھ مفصل بیان کیا ہے، وہ مومنین کے لئے ہدایت اور رحمت ہے ○

۵۳ - هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ

۵۳ - کیا وہ اہل مکہ اسی انتظار میں ہیں کہ قرآن کا انجام دیکھیں جس دن اس کا انجام کار آئے گا تو جو لوگ پہلے بھول رہے تھے یوں کہیں گے بیشک ہمارے رب کے رسول ہمارے پاس سچی بات لے کر آتے تھے اب کوئی ہمارے شفیع ہیں کہ ہماری شفاعت کریں؟ یا ہم دنیا میں واپس کر دیئے جائیں کہ جو کچھ ہم کیا کرتے تھے اس کے خلاف عمل کریں، بیشک انہوں نے اپنی جانوں کا نقصان کیا

ف ۱

مقصد یہ ہے کہ قرآن حکیم نہایت تفصیل سے دلائل بیان کرتا ہے۔ علوم و ہدایت کی باتیں تکمیل اور جامعیت کے ساتھ دہراتا ہے۔ اس پر بھی وہ نہ مانیں۔ تو کیا پھر انجام کار کا انتظار ہے۔

جب وہ وقت آ پہنچے گا۔ اس وقت یہ پچھتائیں گے۔ مگر کچھ نہ ہو سکے گا یہ چاہیں گے۔ دوبارہ مہلت مل جائے یا کچھ لوگ بخشش کی سفارش کر دیں، اور یہ دونوں باتیں وہاں نہ مل سکیں گی۔ کیونکہ حجت تمام ہو چکی ہے۔

حلِ لغات

تاویل۔ انجام، عاقبت، حقیقت معنی۔

مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

۵۴- اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۢ بِاَمْرِهٖ ۭ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۭ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

۵۵- اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝

۵۶- وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۭ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ

اور جو جھوٹ باندھتے تھے، اُن سے گم ہو گیا ۝

۵۴- تمہارا رب اللہ ہے، جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں ف۱ بنائے۔ پھر عرش پر قرار پکڑا۔ وہ رات کو دن سے ڈھانک دیتا ہے۔ دن جلد جلد رات کو ڈھونڈتا ہے۔ اور سورج، اور چاند، اور ستارے اُس کے مطیع فرمان ہیں۔ سُن لو، پیدا کرنا اور حکم اسی کا حق ہے۔ اللہ جہان کا رب بڑی برکت والا ہے ۝

۵۵- اپنے رب کو گڑگڑاتے اور چھپکے پکارو۔ حد سے بڑھنے والوں کو وہ ف۲ پسند نہیں کرتا ۝

۵۶- اور زمین میں اُس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو۔ اور ڈر اور اُمید سے اُسے ہی پکارو۔ اللہ کی رحمت بھلے لوگوں کے قریب

تکوین

ف۱ ایام سے مراد عرصہ اور زمانہ ہے۔ کیونکہ عربی میں یوم کے معنی مدّت مدید کے ہوتے ہیں۔ قرآن کا عرف بھی یہی ہے وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ۔

ایام عرب تعبیر ہے معرکے کے دنوں سے۔ شاعر کہتا ہے۔ ع لنا ایام غر طوال ۔

غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو چھ دن کے عرصے مدّت میں پیدا کیا ہے ۔

استویٰ علی العرش۔ جلوس کے معنی میں نہیں، بلکہ شان کے ہے۔ خدا کے لئے مختلف شئون و شمول ہیں۔ جن میں ایک شان استواء بھی ہے ۔

آیت کا مقصد توحید ہے۔ یعنی تمہارا رب وہ ہے۔ جس نے آسمان کی بلندیاں اور زمین کی پہنائیوں کو پیدا کیا۔ چاند اور ستارے جس کے مسخر ہیں۔ جن کو سب سے بڑا سمجھا جاتا ہے۔ اور جس کی حکومت قائم ہے۔ وہ جو تمام دنیاؤں کا یکساں مربی ہے۔ نہ وہ جن کو تم پوجتے ہو۔ جو بے جان ہیں۔ بے روح ہیں۔ جن کا کائنات میں کوئی حصہ نہیں ۔

ف۲

خدا کو پکارنے کے آداب یہ ہیں، کہ دل میں خشیت و رعب ہو۔ اور ریاکاری سے الگ ہو کر خدا کو پکاریں۔ تاکہ اس کی تجلیات کو دل نورانی ہو جائے ۔

حل لغت

حَثِيْثًا۔ دوڑتا ہوا، جلدی سے ۔

تَضَرُّعًا۔ عاجزی سے ۔

الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ہے ۝ ف۱

٥٧- وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاۗءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝

٥٧- اور وہی ہے کہ اپنی رحمت کے آگے خوشخبری دینے کو ہوائیں بھیجا کرتا ہے یہاں تک کہ جب وہ پانی کے بھاری بادل اٹھا لاتی ہیں تو ہم اس بادل کو مردہ شہر کی طرف ہانک دیتے ہیں اور اس سے پانی برساتے ہیں اور اس سے ہر قسم کا میوہ نکالتے ہیں اسی طرح ہم مُردوں کو نکالیں گے شاید تم نصیحت پکڑو ف۲ ۝

٥٨- وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ۭ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ۝

٥٨- اور جو شہر ستھرا ہوتا ہے اس کے پروردگار کے حکم سے اس کی روئیدگی نکلتی ہے اور جو شہر برا ہوتا ہے اس سے ناقص روئیدگی ہی نکلتی ہے یُوں ہم شکر کرنے والوں کیلئے پھیر پھیر کر آیتیں بیان کرتے ہیں ف۳ ۝

٥٩- لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

٥٩- ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا، سو اس نے کہا۔ اے قوم، اللہ کی عبادت کرو

خوف و رجا کا مقام

ف۱ بعض لوگوں پر خشیت کا غلبہ ہوتا ہے۔ وہ اللہ کے جلال و جبروت سے ہر آن لرزاں رہتے ہیں۔ اور بعض وہ ہیں جو حریص اور مترتب ہیں۔ وہ اس کی رحمت سے مایوس نہیں ہر لحظہ خدا کے حضور میں مسرور و شاداں رہتے ہیں۔ انہیں اللہ کی رحمت پر کامل بھروسہ ہے۔ ایک گروہ وہ ہے جو رجاء و خوف کے بین بین ہے۔ یہ بہترین گروہ ہے ۔ اس آیت میں ان کو محسنین قرار دیا گیا ہے۔ اور انہیں اللہ کے قرب کی خوشخبری سنائی گئی ہے ۔

خوف کے معنی یہ ہیں، کہ اللہ سے یہاں تک ڈرو کہ اپنے تئیں ہر وقت مجرم سمجھو۔ اور کبھی اس کے غضب کے شدید پہلو میں اس کے جلال کا تصور آ جائے، تو کانپ جاؤ ۔

رجاء کا مقصد یہ ہے کہ اس کی رحمت اور نوازش سے کبھی مایوس نہ ہو۔ اپنے تئیں جنت کا واحد مستحق قرار دو۔ ہر وقت رحمت و مسرت میں بسر ہو یعنی نہ خوف تمہیں مایوس کرے۔ اور نہ رجا تمہیں بے عمل بنائے۔ بلکہ اعمال میں توسط و اعتدال رہے ۔

ف۲ معاد پر استدلال ہے۔ یعنی جس طرح ابر کے چند چھینٹے کھیت اور باغ میں زندگی کی روح پیدا کر دیتے ہیں اسی طرح قیامت کے روز اللہ کی رحمت سے مُردہ تنوں میں زندگی پیدا ہو جائے گی ۔

ف۳ لطیف پیرایہ میں اشارہ ہے استعداد کے اختلاف کی جانب، کہ جس طرح پاک اور اچھی زمین میں اچھی سے اچھی چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور بری زمین میں ردی۔ اسی طرح دلوں کی حالت ہے۔ اگر یہ مزرع ہستی کفر و نفاق کے بیج سے محفوظ اور خالی ہے، تو اعمال ایمان اور یقین کے گل و ریحان پیدا ہوں گے۔ ورنہ کفر و فسوق کے زقوم ۔

حل لغات

نَكِدًا۔ ہر شے جو اصل سے خراب ہو ۔

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

اُس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں ہے۔ میں تمہاری نسبت ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ۝ ف

۶۰ - قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

۶۰ - اُس کی قوم کے اشراف نے کہا ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں ۝

۶۱ - قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّ لٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

۶۱ - وُہ بولا۔ اے قوم میں گمراہ نہیں لیکن جہان کے رب کا رسول ہوں ۝

۶۲ - اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَ اَنْصَحُ لَكُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

۶۲ - اپنے رب کے پیغام تمہیں پہنچاتا، اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور خدا سے میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ۝

۶۳ - اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَ لِتَتَّقُوْا وَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

۶۳ - کیا تمہیں تعجب ہوا، کہ تمہارے رب کا ایک آدمی پر جو تم میں سے ہے تمہیں نصیحت آئی؟ تاکہ تمہیں ڈرائے۔ اور تم بچو۔ اور کہ شاید تم پر رحم ہو ۝

حضرتِ نوحؑ

ف نوح علیہ السلام ابوالانبیاء ہیں اور ابوالبشر ثانی۔ آپ نے تقریباً ایک ہزار سال تک قوم میں تبلیغ کی۔ اللہ کی توحید کی طرف دعوت دی۔ نہایت خلوص اور محبت سے لوگوں کو راہ راست کی جانب متوجہ کیا مگر قوم یہی کہتی رہی۔ غلط ہے۔ آپ گمراہ ہیں اور ہمیں بھی گمراہ کرنا چاہتے ہیں ٭

انہیں تعجب یہ تھا، کہ اللہ نے ہمیں چھوڑ کر اسے کیوں نبوت کے لئے منتخب کیا ہے۔ اس میں کیا خصوصیات ہم سے زیادہ ہیں۔ بدبختوں کو یہ معلوم نہیں تھا۔ یہ اللہ کی دین ہے۔ جسے چاہے دیدے اس کا معیار قلب کی پاکیزگی اور اعمال کی بلندی ہے یہ نعمت بول نشین ہے۔ جلد و انعام نہیں جو جب دجنت کا نتیجہ ہو ٭

اللہ نے فرمایا۔ یہ جتنے تکذیب کرنے والے ہیں۔ ہلاک ہوں گے۔ ایک کشتی بنانے کا حکم ہوا۔ تاکہ نوحؑ کے ماننے والے اس سفینہ میں بیٹھ کر نجات حاصل کریں ٭

چنانچہ وقت آ گیا۔ زمین پھوٹ پڑی آسمان نے دروازے کھول دیئے۔ آب اور باران کا وہ طوفان آیا۔ کہ تمام منکرین غرق ہو گئے ٭ وہ لوگ جو آنکھیں بند کر لیں۔ اور حقائق نہ دیکھیں۔ اُن کی یہی سزا ہے ٭

حلِّ لغات

الْمَلَاُ۔ سردار ٭

۶۴ - فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ فِى الْفُلْكِ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۠

۶۴ - سو اُنہوں نے اُسے جھٹلایا۔ تب ہم نے نوح کو اور اُس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا اور جو ہماری آیات کو جھٹلاتے تھے انہیں ڈبو دیا کہ وہ اندھے لوگ تھے ۠

۶۵ - وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۠

۶۵ - اور قوم عاد کی طرف اُس کے بھائی ہود کو بھیجا اُس نے کہا اے قوم اللہ کی عبادت کرو اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ کیا تم نہیں ڈرتے! ۠ ف

۶۶ - قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِىْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۠

۶۶ - اُس کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا۔ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ تُو بے وقوف ہے۔ اور ہم خیال کرتے ہیں کہ تُو جھوٹا ہے ۠

۶۷ - قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِىْ سَفَاهَةٌ

۶۷ - اُس نے کہا اے قوم میں بے وقوف نہیں

حضرتِ ہُود علیہ السلام

ف

نوح علیہ السلام کے بعد حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کی قیادت سنبھالی۔ ان کی قوم نہایت قوی ہیکل اور مضبوط تھی حضرموت سے لے کر عمان تک یہ لوگ پھیلے ہوئے تھے۔

آپ نے بھی یہی کہا۔ اے قوم ایک اللہ کی چوکھٹ پر جھکو۔ اُس خدا کے سوا اَور کون ہے۔ جو تمہاری مشکل کشائی کرے۔

قوم کے اکابر سے اُن کو بھی یہی جواب ملا۔ کہ بے وقوف ہو، اور جھوٹے ہو۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ مخالفت ہمیشہ

اکابر نے کی۔ اس لئے کہ وہ خوب سمجھتے تھے۔ کہ اگر یہ کامیاب ہو گیا۔ تو ہمارا کبر و غرور خاک میں مل جائے گا۔

حلِ لغات

عَمِیْنَ - اندھے۔ یعنی دلوں میں بصیرت کا مادہ سلب ہو گیا۔

وَّ لٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

لیکن جہان کے رب کا رسول ہوں ○

۶۸ - اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ○

۶۸ - اپنے رب کے پیغام تمہیں پہنچاتا ہوں - اور میں تمہارے لئے معتبر خیر خواہ ہوں ○

۶۹ - اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ زَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

۶۹ - کیا تمہیں تعجب ہوا، کہ تمہارے رب سے ایک آدمی کے ہاتھ جو تم ہی میں سے ہے تمہیں نصیحت آئی - تاکہ تمہیں ڈرائے ؟ اور وہ وقت یاد کرو، کہ قوم نوح کے بعد خدا نے تمہیں جانشین بنایا - اور پیدائش میں تمہیں پھیلاؤ زیادہ دیا - سو تم اللہ کے احسان یاد کرو، شاید تمہارا بھلا ہو ○

۷۰ - قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَ نَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ

۷۰ - کہنے لگے کیا تو اس لئے ہمارے پاس آیا ہے کہ ہم اکیلے خدا کی پرستش کریں اور جن کو ہمارے بڑے پوجتے تھے چھوڑ دیں ؟ ف۱ سو جس بلا سے تو ڈراتا ہے اگر

ف۱

حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کو یہ ناگوار تھا - کہ وہ ایک خدا کی عبادت کریں - اور تمام دیوتاؤں کو چھوڑ دیں - جن کی آباء و اجداد کے عہد سے وہ پوجا کرتے چلے آتے تھے - اس لئے انہوں نے عذاب پسند کیا، اور توحید پسند نہ کی - وہ معبودان باطل سے کسی طرح بھی رشتۂ عقیدت منقطع نہیں کرنا چاہتے تھے ●

حلِّ لغات

نَاصِحٌ - نصیحت کرنے والا ●
اَمِيْنٌ - امانتدار ●
اٰبَآءُ - جمع اَب - باپ دادا ●

إِن كُنتَ مِنَ الصّٰدِقِينَ ○

۷۱ - قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّ غَضَبٌ ؕ أَتُجَادِلُونَنِي فِي أَسْمَاءٍ سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا نَزَّلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطٰنٍ ؕ فَانتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ ○

۷۲ - فَأَنجَيْنٰهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيٰتِنَا وَمَا كَانُوا مُؤْمِنِينَ ○

۷۳ - وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صٰلِحًا م

سچا ہے، تو لے آ ○

۷۱ - ہود نے کہا۔ اللہ کا عذاب اور غصہ تم پر قائم ہو چکا ہے۔ کیا تم مجھ سے چند ناموں میں جھگڑتے ہو۔ جو تم نے اور تمہارے بڑوں نے رکھ لئے ہیں، خدا نے اُن کی نسبت کوئی دلیل نازل نہیں کی سو تم عذاب کے منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں ○ ف۱

۷۲ - پس ہم نے اپنی رحمت سے ہود اور اس کے ساتھیوں کو بچا لیا۔ اور جو ہماری آیات کو جھٹلاتے اور نہ مانتے تھے۔ اُن کی جڑیں کاٹ ڈالیں ○

۷۳ - اور ثمود کی طرف ہم نے اُن کے بھائی صالح کو بھیجا ف۲

بُت صرف نام کے ہیں!

ف۱

اَتُجَادِلُوْنَنِیْ فِیْ اَسْمَآءٍ سے غرض یہ ہے کہ بت اور تمام دیوتا نام کے بت اور دیوتا ہیں۔ ان کے اختیارات کچھ بھی نہیں۔ یہ بھی تو ان سے نہیں ہو سکتا۔ کہ مکھی اڑا لیں، پھر تم کیوں ان کی پوجا کرتے ہو۔

حضرت صالح

ف۲

عاد اُولٰی کے بعد عاد ثانیہ کا زمانہ ہے یعنی ثمود کی قوم۔ ان کی جانب حضرت صالح علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ انہوں نے بھی حسب سابق اللہ کی عظمت و جلال کا وعظ کیا۔ عمر بھر اللہ کی جانب بلاتے رہے۔ مگر چند لوگوں کے سوا سب نے انکار کیا۔

حلِ لُغات

رِجْسٌ - پلیدی و عقوبت گناہ۔

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۚ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۚ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

صالح نے کہا اے قوم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے دلیل آچکی ہے۔ یہ اللہ کی اُونٹنی ہے تمہارے لئے ایک نشانی ہے۔ سو اسے چھوڑ دو۔ کہ اللہ کی زمین میں چرتی رہے۔ اور اُسے بُرائی سے ہاتھ نہ لگانا۔ ورنہ دُکھ کا عذاب تمہیں پکڑے گا ۝ ف۱

۷۴۔ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا

۷۴۔ اور وہ وقت یاد کرو کہ اس نے قوم عاد کے بعد تمہیں جانشین بنایا۔ اور زمین میں ٹھکانا دیا۔ کہ نرم زمین میں محل بناتے۔ اور پہاڑوں میں گھر تراشتے ہو۔ سو اللہ کے احسان کو یاد کرو۔ اور زمین میں فساد

اُونٹنی کی نشانی
ف۱

حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا تم اگر انکار کرو گے۔ تو مٹ جاؤ گے، اللہ کی غیرت جوش میں آجائے گی اور سنت اللہ کے موافق تمہیں ہلاک کر دیا جائے گا۔ مگر وہ نہ مانے۔ انہیں اپنے مضبوط قلعوں اور مکانوں پر ناز تھا اُن کے مکان پتھر کے تھے، اور بڑی بڑی عمارتیں تھیں، ان کا خیال تھا، کہ کوئی عذاب ہمیں نہیں مٹا سکے گا۔

حضرت صالح علیہ السلام نے ایک اُونٹنی کو بطور آیہ اور نشانی کے مقرر

فرمایا، اور کہا، کہ دیکھو، اسے آزادی سے چراگاہوں میں رہنے دو۔ اور اس سے کوئی تعرض نہ کرنا ورنہ یاد رکھو۔ اللہ کا عذاب تمہیں آگھیرے گا۔

حَلِّ لُغَات

نَاقَةُ اللّٰهِ۔ تشریفاً اسے اللہ کی اُونٹنی کہا ہے۔
قُصُوْرًا۔ جمع قصر یعنی محلات۔

فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ○

۷۵- قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ○

۷۶- قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○

۷۷- فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○

۷۸- فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا

پھیلاتے نہ پھرو ○

۷۵- اُس کی قوم کے متکبر سرداروں نے غریبوں سے جو ایمان لائے تھے کہا۔ کیا تم جانتے ہو، کہ صالح اپنے رب کا رسول ہے۔ وہ بولے کہ جو کچھ وہ اللہ سے لایا ہے۔ ہم مانتے ہیں ○

۷۶- اُن متکبروں نے کہا جس پر تم ایمان لائے ہو۔ ہم اُس کے منکر ہیں ○

۷۷- پس اُنہوں نے اُونٹنی (کی کونچیں) کاٹ ڈالیں اور اپنے رب کے حکم سے پھر گئے اور کہا اے صالح اگر تو رسول ہے تو ہم پر وہ عذاب لے آ جس کا تو وعدہ دیتا ہے ○

۷۸- پھر اُن پر زلزلہ آیا۔ سو وہ صبح کو اپنے

فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ○

گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے ○

۷۹ - فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ○

۷۹ - پھر صالحؑ نے اُن سے مُنہ پھیر لیا اور کہا کہ اے قوم میں نے اپنے رب کا پیغام تمہیں پہنچایا اور نصیحت کی۔ لیکن تم بھلا چاہنے والوں کو پسند نہیں کرتے ○

۸۰ - وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ○

۸۰ - اور ہم نے لوطؑ کو بھیجا جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم ایسی بے حیائی کرتے ہو کہ تم سے پہلے جہان میں کسی نے نہ کی؟ ○

۸۱ - اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ○

۸۱ - تم عورتوں کے سوا مردوں پر شہوت سے دوڑتے ہو۔ بلکہ تم حد سے بڑھی ہوئی قوم ہو ○

۸۲ - وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ

۸۲ - اور اس کی قوم کا یہی جواب تھا، کہ ان لوگوں کو اپنے شہر سے

قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝

۸۳ - فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝

۸۴ - وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝

۸۵ - وَ اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۚ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۚ

نکال دو۔ یہ لوگ ستھرائی چاہتے ہیں ۝ ف۱

۸۳ - پھر ہم نے لوطؑ کو اور اس کے گھر والوں کو بچا لیا۔ مگر اس کی عورت کہ وہ باقی رہنے والوں میں تھی ۝

۸۴ - اور ہم نے ان پر پتھروں کا برساؤ برسایا۔ سو دیکھو گنہگاروں کا انجام کیا ہوا ۝

۸۵ - اور مدین کی طرف ہم نے اُن کا بھائی شعیب بھیجا۔ اُس نے کہا اے قوم اللہ کی عبادت کرو اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے رب سے تمہاری طرف دلیل آ چکی ہے۔ سو تم پیمانہ و ترازو پوری رکھو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو۔ اور زمین کی درستی کے بعد زمین میں فساد نہ کرو۔

ف۱

بدبختوں نے جب یہ دیکھا کہ حضرت لوطؑ اُن کو اُن کے حیوانی جذبات سے روکتے ہیں، تو اُن کے دشمن ہو گئے۔ کہنے لگے کہ اِن کو گاؤں سے نکال دو۔ یہ ہم سے زیادہ پاکباز رہنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالٰے نے اُن کے انجام و تمرد کو دیکھ کر عذاب بھیجا۔ اور چشم زدن میں بستیوں کی بستیاں اُلٹ دیں۔

حلِ لُغت

كَيْل - ناپ۔

الْمِيْزَان - تول - وزن سے مشتق ہے۔

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ

۸۶ - وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۠ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ○

۸۷ - وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ○

یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے۔ اگر تم مومن ہو○ ف۱

۸۶ - اور ہر رستے پر نہ بیٹھو کہ لوگوں کو ڈراتے اور مومنوں کو اللہ کی راہ سے روکتے۔ اور اُس میں عیب ڈھونڈتے ہو۔ اور وہ وقت یاد کرو کہ تم تھوڑے تھے۔ پھر خدا نے تمہیں بہت کیا۔ اور دیکھو، کہ مفسدوں کا انجام کیا ہوا○

۸۷ - اور اگر تم میں سے ایک گروہ نے میری رسالت کو قبول کر لیا ہے۔ اور ایک گروہ ایمان نہیں لائے۔ تو تم ٹھہر جاؤ۔ حتیٰ کہ اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کرے۔ اور وہ سب سے اچھا حاکم ہے○

حضرت شعیبؑ

ف۱ مدین والوں میں یہ نقص تھا، کہ وہ لین دین میں ایماندار نہیں تھے۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے توحید کے بعد معاملات کی طرف توجہ کی۔ اور کہا یہ بددیانتی جائز نہیں۔ اس سے اخلاق بگڑتے ہیں۔ تم اگر مومن ہو تو ناپ اور تول میں کوئی فریب روا نہ رکھو کیونکہ ایمان کا تعلق صرف عبادت اور عبادت گاہ سے نہیں، بلکہ چھوٹے چھوٹے کاموں سے بھی ایمان کا اظہار ہونا چاہئے۔ اگر مسجد میں ذکر خدا ہے تو ہاٹ میں بیٹھ کر بھی اُسے فراموش نہ کرو، اور حقیقت میں یہی سچا مذہب ہے۔ جو تمہاری ایک ایک بات سے عیاں ہو۔ طویل عبادتیں، مشکل ریاضتیں، معاملات کی صفائی نہ ہو تو کوئی قیمت نہیں رکھتیں۔ اللہ نے بدمعاملگی کو فساد سے تعبیر کیا ہے یعنی نظام اخلاق میں ابتری۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ تجارت کو صداقت اور سچائی پر مبنی ہونا چاہئے۔ یہ محض دھوکا ہے کہ تجارت میں جھوٹ کے بغیر چارہ نہیں۔ بات یہ ہے کہ ہم چونکہ ہر بات میں جھوٹ کے عادی ہو رہے ہیں۔ اس لئے تجارت میں بھی سچائی سے کام نہیں لیتے۔ ورنہ سچائی سے قطعاً گھاٹے کا اندیشہ نہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ بازار میں ساکھ پیدا کر لی جائے جب لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے گا۔ کہ آپ کے ہاں قیمتیں مقرر ہیں۔ اور آپ دھوکا نہیں دیتے تو پھر دیکھئے کس طرح اللہ آپ کی تجارت کو چمکاتا ہے۔ اور برکت دیتا ہے۔

٨٨- قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ؕ قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ ۝

٨٩- قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُمْ بَعْدَ إِذْ نَجّٰنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَمَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَعُودَ فِيهَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ۝

٩٠- وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا

٨٨- اس کی قوم کے متکبر سردار بولے۔ یا تو تم ہمارے دین میں لوٹ آؤ۔ ورنہ ہم تجھے اے شعیبؑ تیرے ساتھیوں کے اپنے شہر سے نکال دیں گے۔ شعیبؑ نے کہا کہ کیا اس صورت میں بھی لوٹ آئیں جبکہ ہم اس سے بیزار ہوں ۝

٨٩- اگر ہم بعد اس کے کہ خدا نے تمہارے مذہب سے ہمیں نجات دی ہم اس میں لوٹ آئیں تو بے شک ہم نے خدا پر جھوٹ باندھا۔ ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اس میں لوٹیں۔ مگر یہ کہ اللہ ہمارا رب ہی چاہے۔ علم کے لحاظ سے ہمارا رب ہر چیز پر حاوی ہے۔ ہم نے اللہ پر توکل کیا ہے۔ اے ہمارے رب ہم میں اور ہماری قوم میں حق کے ساتھ فیصلہ کر دے۔ اور تو بہتر منصف ہے ۝

٩٠- اور اس کی قوم کے کافروں نے کہا

آخری فیصلہ

ف حضرت شعیبؑ کی نصیحتوں کو ٹھکرا دیا گیا۔ اور صاف صاف کہہ دیا گیا۔ اگر آپ ہماری خیانتوں اور بددیانتیوں کی تائید نہیں کریں گے تو ہم اپنی بستی سے تمہیں نکال باہر کریں گے گویا ایمانداری سے روکنا بغاوت ہے۔ اور ایسا گناہ ہے جو ناقابل عفو اور ناشائستہ ترین ہے۔

حضرت شعیبؑ نے فرمایا۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکے گا کہ ہم تمہارے مسلک کو قبول کریں۔ اور صداقت حق سے روگردانی کریں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے معاذ اللہ۔ اللہ پر افترا کیا ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو۔ ہم پھر اس گمراہی میں آ پھنسیں گے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے کمال عنایت سے ہمیں نجات دی ہے۔

غرض یہ ہے کہ انبیاء کا جو قدم حق کی تائید کے لئے اٹھتا ہے۔ وہ پھر واپس نہیں ہوتا۔ وہ پورے استقلال کے ساتھ قوم کی سرکشی اور عداوت کا مقابلہ کرتے ہیں۔ وطن و قوم کی محبت ان کے پاؤں میں لغزش نہیں پیدا کر سکتی۔ وہ اللہ کی جانب سے ایک فوق العادت قوت لے کر دنیا میں مبعوث ہوتے ہیں۔ کوئی دھمکی اور کوئی ترہیب ان کو جادۂ مستقیم سے نہیں ہٹا سکتی۔ یہ مخالفین کی جھنجھلاہٹ تھی۔ کہ وہ حضرت شعیبؑ کو اخراج کی دھمکی دے رہے تھے۔ آخر میں حضرت شعیبؑ نے جب دیکھا کہ قوم کی جانب سے مستقبل قریب یا بعید میں قبول حق کی امید مستحکم نہیں، تو اللہ سے التجا کی۔ اور درخواست کی کہ اے اللہ ہم میں اور مخالفین میں ایک سچا فیصلہ فرما تو بہترین حاکم ہے۔

دعا کے بعد فیصلہ کی ساعت آ پہنچی۔ کیونکہ انبیاء اس وقت بددعا کرتے ہیں۔ جبکہ قوم میں انتہائی شقاوت قلبی پیدا ہو جائے۔ اور جب کہ اس کا ہٹ جانا ناممکن ہو جائے۔ اللہ نے حضرت شعیبؑ کی سن لی۔ اور زمین کانپ اٹھی۔ زلزلہ آیا۔ اور چشم زدن میں شعیبؑ کی قوم برباد ہو گئی۔ جیسے اس بستی پر وہ کبھی موجود ہی نہ تھی۔

مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝

(اے لوگو) اگر تم شعیب کے تابع ہو گئے تو بے شک تم نقصان اٹھاؤ گے ۝

۹۱ - فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝

۹۱ - پھر انہیں زلزلہ نے آ پکڑا۔ تو صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے منہ مرے پڑے تھے ۝

۹۲ - الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ۝

۹۲ - جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا (ایسے ہو گئے) کہ گویا وہاں کبھی نہ بستے تھے۔ جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا۔ وہی زیان کار ہوئے ۝

۹۳ - فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝

۹۳ - شعیب ان سے الٹا پھرا۔ اور کہا اے قوم میں نے اپنے رب کا پیغام تمہیں پہنچایا۔ اور تمہاری خیر خواہی کی۔ پھر میں کافروں پر کیا غم کھاؤں ۝ ف ۱

۹۴ - وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ

۹۴ - اور ہم نے جس بستی میں نبی بھیجا۔ یہی ہوا کہ اس کے باشندوں کو ہم نے سختی اور تنگی میں

ف ۱

آیات کا مقصد یہ ہے کہ رسول تباہی کی خواہش اس وقت اللہ سے کرتا ہے جبکہ پیمانۂ صبر لبریز ہو جائے اور جب پوری مایوسی ہو جائے جب وہ تمام حجت کر چکے جب کہہ چکے کہ اے قوم میں خدا کے تمام احکام تم تک پہنچا چکا ہوں۔ ساری باتیں سنا چکا ہوں۔ اب بھی اگر تم نہ مانو۔ تو مجھے تمہارے ہلاک ہو جانے پر مطلقاً افسوس نہیں۔ انبیاء بدرجہ غایت شفیق اور مہربان ہوتے ہیں۔ آخر وقت تک ہوشیار رہتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح قوم میں اصلاح ہو اور دقت سے بچ جائے۔ مگر جب قلب و جگر پر تیرگی چھا جائے غفلت... و جہالت آنکھوں کی بینائی ضائع کر دے۔ تو پھر بھلائی کی کیونکر توقع کی جا سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ بھی نہیں چاہتے کہ اس کے پیارے بندے یکلخت زندگی سے محروم ہو جائیں۔ ضرور وہ ان میں مبتلا ہوں۔ اس لئے وہ رسولوں کے علاوہ مصیبتیں بھیجتا ہے۔ مشکلات میں مبتلا کرتا ہے۔ تاکہ دل پسیجیں۔ متاثر ہوں۔ اور طبیعتوں میں گداز پیدا ہو اور جب یہ ذرائع ناکام رہیں۔ اور امید کی کوئی کرن باقی نہ رہے۔ تو پھر ہلاکت کے سوا اور کیا چارہ ہے۔

حلِ لغات

كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا۔ غنی کے معنی مدت تک کہیں رہنے کے ہیں۔ مغنی کے معنی منزل اور مقام اور انسان جائے سکونت کے ہیں۔

وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ○

۹۵- ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّ قَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَ السَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

۹۶- وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَ لٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○

۹۷- اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّ هُمْ نَآئِمُوْنَ ○

ڈالا۔ شاید کہ وہ عاجزی کریں ○

۹۵- پھر ہم نے بُرائی کی جگہ بھلائی بدل دی یہاں تک کہ لوگ زیادہ ہوگئے اور کہنے لگے کہ ہمارے بڑوں کو اسی طرح دُکھ سُکھ پہنچتا رہا ہے۔ تب ہم نے انہیں اچانک پکڑا، اور وہ بے خبر تھے ○

۹۶- اور اگر ان بستیوں کے لوگ مانتے اور ڈرتے، تو ہم ضرور آسمان اور زمین سے اُن پر برکتیں کھول دیتے۔ لیکن اُنھوں نے جُھٹلایا۔ تب ہم نے اُن کے کاموں کے سبب اُنہیں آ پکڑا ○ ف۲

۹۷- اب کیا اہل مکہ (وغیرہ) بستیوں والے اس بات سے نڈر ہوگئے کہ جب رات کو سوتے ہوں ہمارا عذاب اُن پر آ جائے! ○

ڈھیل

ف۱ خدا کا عذاب کے متعلق ضابطہ یہ ہے کہ خوب ڈھیل دیتا ہے۔ مصیبتیں اور تکلیفیں دُور ہو جاتی ہیں۔ اور عیش و عشرت کے دور چلتے ہیں لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ اب خطرے سے باہر ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالے نے ہماری گستاخیاں برداشت کر لی ہیں۔ ہماری گستاخیاں پسند ہیں تو اُس وقت اچانک انتقام کا ہاتھ نمودار ہوتا ہے۔ اور وہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔

برکات کا نزول

ف۲ یعنی اگر یہ لوگ اسلام کی دعوت کو قبول کر لیتے اور سچے معنوں میں مسلمان ہو جائیں، تو پھر دیکھیں اللہ کی رحمتیں کیونکر ان پر نازل ہوتی ہیں۔ دیکھیں کہ کس طرح آسمان سے رحمتوں کی بارش ہوتی ہے اور انہیں محسوس ہو کر ان کے لئے زمین برکات کے خزانے اگل رہی ہے۔

گویا ایمان و اتقاء کے بعد اللہ کی تائید و نصرت شامل حال ہو جاتی ہے۔ اور مرد مومن کسی طرح بھی دنیادار انسان سے حصول عزت و جاہ میں پیچھے نہیں رہتا۔

حل لغات

يَضَّرَّعُوْنَ۔ مادہ ضراعۃ معنی عاجزی اور انکسار۔

السَّيِّئَةُ۔ تکلیف۔ الْحَسَنَةُ۔ مسرت و خوشی دونوں لفظ بُرائی اور نیکی کے لئے بھی استعمال ہوتے ہیں۔ یہاں مقصود دُکھ اور سُکھ ہے۔

۹۸ - أَوَ أَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَن يَأْتِيَهُم بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يَلْعَبُونَ ○

۹۹ - أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ ۚ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ ○

۱۰۰ - أَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِينَ يَرِثُونَ الْأَرْضَ مِن بَعْدِ أَهْلِهَا أَن لَّوْ نَشَاءُ أَصَبْنَاهُم بِذُنُوبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ○

۱۰۱ - تِلْكَ الْقُرَىٰ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَائِهَا ۚ وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا مِن قَبْلُ ۚ كَذَٰلِكَ

ع ۱۲

۹۸ - یا بستیوں والے اس سے نڈر ہیں کہ ہمارا عذاب پہروں چڑھے آپڑے جب وہ کھیلتے ہوں؟ ○

۹۹ - کیا وہ خدا کے داؤ سے نڈر ہو گئے؟ سو خدا کے داؤ سے زیاں کار ہی نڈر رہتے ہیں ○

۱۰۰ - کیا ان لوگوں کو جو لوگوں کے بعد زمین کے وارث بنتے ہیں، یہ نہیں سوجھ آئی کہ اگر ہم چاہیں تو ان کے گناہوں کے سبب انہیں پکڑ لیں اور ان کے دلوں پر مہر کر دیں۔ سو وہ سنیں نہیں؟ ○ ف۱

۱۰۱ - یہ بستیاں ہیں جن کی خبریں ہم نے تجھے سنائیں۔ اور ان کے رسول ان کے پاس معجزے لے کر آئے تھے۔ سو جس بات کو وہ پہلے جھٹلا کر چکے۔ اس پر ایمان ہی نہ لائے۔ یوں اللہ

ف۱

مقصد یہ ہے کہ وہ لوگ جو مجرم ہیں جنہوں نے سرکشی اور تمرد سے دنیائے زمین میں طوفان بپا کر رکھا ہے۔ اور جو دن رات معصیت اور گناہ میں صرف کرتے ہیں۔ جن کے دل بے کیف اور آنکھیں بے نور ہو چکی ہیں۔ جن کے متعلق علم الٰہی کا فیصلہ ہے کہ حرف غلط کی طرح مٹ جائیں۔ وہ مامون کیوں ہیں۔ انہیں ہلاکت و تباہی کی فکر کیوں دامنگیر نہیں کر دیتی۔ وہ کیا نہیں سوچتے کہ عذاب کی گھڑیاں قریب آ رہی ہیں۔ کیا عذاب الٰہی کے لئے کوئی وقت ہے جو اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ عذاب کے لئے کوئی خاص وقت نہیں۔ وہ اس وقت آ سکتا ہے جب کہ وہ سو جائیں۔ اور دنیا و مافیہا سے غافل ہوں۔ وہ اس وقت آ سکتا ہے۔ جب کہ وہ لہو و لعب میں مشغول ہوں۔ اور بالکل بے خطر ہوں۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ خدا کی تدبیریں محکم ہیں۔ جن سے بچ نکلنا محال ہے ●

حلِ لغات

مَکْرَ اللہ۔ یعنے اللہ کی تدبیر محکم۔ حَبْلٌ مَتِیْنٌ وہ کہتے ہیں مضبوط رسی کو ●

يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

۱۰۲ - وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ۝

۱۰۳ - ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

۱۰۴ - وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

۱۰۵ - حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۝

کافروں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے ۝

۱۰۲ - اور اُن کے اکثروں میں ہم نے وعدہ وفائی پائی۔ ہاں البتہ یہ پایا کہ اکثر اُن میں بدکار تھے ۝ ف

۱۰۳ - پھر اُن کے بعد فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف ہم نے موسیٰؑ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا سو انہوں نے اُن نشانیوں کے ساتھ ظلم کیا۔ سو دیکھو مفسدوں کا انجام کیا ہوا ۝

۱۰۴ - اور موسیٰؑ نے کہا اے فرعون! میں جہان کے ربّ کی طرف سے رسول ہوں ۝

۱۰۵ - لائق ہے کہ اللہ کی نسبت سچ ہی بولوں۔ میں تمہارے ربّ سے نشان لے کر تمہارے پاس آیا ہوں۔ پس تو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دے ۝

نبذ عمد

ف ان تمام قصص کا مقصد یہ ہے کہ حضور علیہ التحیۃ والسلام کو بتایا جائے کہ قومیں کس طرح بار بار اللہ کے بندھے ہوئے میثاق کو توڑتی چلی آئی ہیں اور کیوں کر ہم نے ان کو سخت ترین سزائیں دی ہیں۔ تاکہ ایک طرف آپ کو قریش کی مخالفت سے مایوسی نہ ہو اور دوسری جانب سننے والوں کے دل میں ڈر پیدا ہو۔ انہیں کو معلوم ہو کہ اگر ہم نے رسول اللہ کا کہا نہ مانا۔ اور انکار کیا۔ تو ہمارا حشر بھی یہی ہوگا۔

ان قصوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس وقت حق کا اظہار ہوتا ہے اکثریت کی جانب سے پُرزور مخالفت ہوتی ہے۔ علاوہ بریں حق کو قبول کرنے والے بہت تھوڑے لوگ ہوتے ہیں۔

۱۰۶- قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○

۱۰۶- اُس نے کہا۔ اگر کوئی معجزہ لایا ہے تو دکھلا۔ اگر تُو سچا ہے ○

۱۰۷- فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ○

۱۰۷- پھر اُس نے اپنا عصا ڈال دیا۔ تو وہ اُسی وقت صریح اژدھا بن گیا ○

۱۰۸- وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ○

۱۰۸- اور اپنا ہاتھ نکالا۔ تو وہ اُسی وقت ناظرین کی نظر میں سفید تھا ف۱ ○

۱۰۹- قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ○

۱۰۹- قوم فرعون کے سرداروں نے کہا۔ یہ کوئی دانا جادوگر ہے ○

۱۱۰- يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ○

۱۱۰- اس کا ارادہ ہے کہ تمہیں تمہاری زمین سے نکالے سو اب تمہاری کیا صلاح ہے؟ ○

۱۱۱- قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِى الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ○

۱۱۱- کہنے لگے کہ اُسے اور اُس کے بھائی کو مہلت دیجئے اور شہروں میں جمع کرنے والے بھیجے جائیں ○

۱۱۲- يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ○

۱۱۲- کہ تیرے پاس سب دانا جادوگر لے آئیں ○

حضرت موسیٰؑ اور فرعون

ف حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کے قصہ کو اللہ تعالیٰ نے تفصیل کے ساتھ متعدد مواقع پر ذکر فرمایا ہے کیونکہ اس میں صدہا نکات و معارف پنہاں ہیں ۔

اس میں فرعون اور بنی اسرائیل کی تاریخ ہے۔ آزادی اور حریت کے درس ہیں۔ ایمان و یقین کے عروج پر مناظر سے ہیں معجزات ہیں، خوارق ہیں، بنی اسرائیل کی ذہنیت ہے گویا وہ سب کچھ ہے جس کی نسل انسانی کو ضرورت ہے ۔

مقصد یہ ہے کہ جب مصر میں فرعون نے ظلم و استبداد کا ارتکاب کیا، اور اسرائیلیوں پر طرح طرح کے ظلم و ستم ڈھائے تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ تا کہ ان کی رہنمائی کرے اور انہیں اس عذاب الیم سے نجات دلائے ۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا۔ میں اللہ کا رسول ہوں میرا مطالبہ ہے کہ بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دو ۔

اس نے نبوت و رسالت پر گواہی طلب کی۔ آپ نے عصا کو زمین پر پھینکا۔ جو اژدھا بن گیا۔ اور ہاتھ باہر نکالا تو براق۔ اب وہ حیران ہوا۔ کہنے لگا۔ ہو نہ ہو، یہ جادوگر ہے۔ اور بالآخر تمام جادوگروں کو اکٹھا کیا۔ اور کہا یہ بہت بڑا جادوگر ہے۔ ورنہ اگر اس کا مقابلہ نہ کرو، ورنہ حکومت چھین لے گا۔ اور تم کہیں کے نہ رہو گے ۔

ان دو معجزات میں نہایت لطیف اشارہ اس جانب تھا کہ جس طرح لکڑی ایسی بے ضرر چیز سانپ بن گئی ہے۔ اسی طرح محض اللہ کے فضل سے تیرے لئے خطرناک ثابت ہوں گے اور جس طرح میرا ہاتھ چمک اٹھا ہے۔ اسی طرح بنی اسرائیل کی خوابیدہ قسمت چمک اٹھے گی ۔

وہ لوگ جو معجزات کی خواہ مخواہ تاویل کرتے ہیں۔ انہیں ان دو معجزات پر غور کرنا چاہئے ۔

بات یہ ہے کہ اللہ کے بہت سے قانون ایسے ہیں جنہیں ہم نہیں جانتے۔ اور جب کبھی اس قسم کا خرق العادۃ واقعہ

١١٣- وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ○

١١٤- قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○

١١٥- قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ○

١١٦- قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ○

١١٧- وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ○

١١٨- فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

١١٣ - اور فرعون پاس جادوگر آئے اور کہا اگر ہم غالب آئیں تو ہمارے لئے کچھ انعام ہے؟ ○

١١٤ - کہا۔ ہاں۔ اور تم مقرب بھی ہوگے ○

١١٥ - وہ بولے اے موسیٰ یا تو پہلے اپنا عصا ڈال یا ہم ڈالتے ہیں ○

١١٦ - موسیٰ نے کہا تم ڈالو۔ جب انھوں نے ڈالا تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کردیا۔ اور انھیں ڈرا دیا۔ اور بڑا ہی جادو لا دکھلایا ○ ف ١

١١٧ - اور ہم نے موسیٰ کو وحی کی۔ کہ تو اپنا عصا ڈال۔ پس فوراً وہ عصا اُس کا اُن کی بناوٹ کو نگلنے لگا ○

١١٨ - تب حق ثابت ہوگیا۔ اور جو وہ کرتے تھے باطل ہوا ○ ف ٢

ف ١

سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ سے معلوم ہوا کہ جادو کا تعلق محض فریب نظر سے ہے، وہ ایک قسم کی شعبدہ بازی ہے۔ ورنہ حقیقت میں اشیاء میں تبدیلی ناممکن ہے ۔

اگر جادوگر واقعی حقائق کو بدل سکیں۔ تو بڑی حکومتیں کھیل رہیں۔ انھیں کو دیکھئے فرعون سے انعام مانگ رہے ہیں۔ حالانکہ اگر واقعی یہ لوگ تحویل طبائع پر قادر ہوں۔ تو ان کو احتیاج کس بات کی ہے جو چاہا کر دیا ۔

ف ٢

موسیٰ کے معجزے کو اللہ نے حق سے تعبیر کیا ہے۔ یعنی وہ ایک حقیقت ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ عوام میں یہ امتیاز ہونا دشوار ہے۔ ان کے نزدیک تو دونوں خرق عادت میں داخل ہیں۔ یہاں ایک کھلا تبائن معجزے اور کرشمے میں یہ ہے کہ معجزہ غالب رہتا ہے اور اخلاق و رفعت کے لحاظ سے نبی کا درجہ ساحر سے بہت اونچا ہوتا ہے۔ ساحر سحر کو ذریعۂ معاش قرار دیتا ہے۔ اور انبیاء سراپا وسیلۂ ہدایت ہوتا ہے ۔

حل لغات

سحر۔ وہ چیز جس کا معلوم کرنا باریک اور لطیف ہو۔ سحر کے معنی علاوہ جادو اور افسوں کے فریفتہ کرنے اور بیمار بنانے کے بھی ہیں ۔

۱۱۹ - فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ۝
۱۲۰ - وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ۝
۱۲۱ - قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝
۱۲۲ - رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝
۱۲۳ - قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝
۱۲۴ - لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝
۱۲۵ - قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۝
۱۲۶ - وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَاۗءَتْنَا ۭ رَبَّنَآ اَفْرِغْ

۱۱۹ - تب وہ اس جگہ مغلوب ہو گئے اور ذلیل ہو کر لوٹ گئے
۱۲۰ - اور جادوگر سجدہ میں گر پڑے ف۱ ○
۱۲۱ - بولے کہ ہم جہان کے رب پر ایمان لائے ○
۱۲۲ - جو موسٰے اور ہارون کا رب ہے ○
۱۲۳ - فرعون نے کہا ابھی میں نے تم کو حکم بھی نہیں دیا۔ اور تم اس پر ایمان لائے ضرور یہ فریب ہے جو تم نے شہر میں بنا رکھا ہے کہ اس کے باشندوں کو اس سے نکالو سو اب تمہیں معلوم ہو جائے گا ○
۱۲۴ - میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے کاٹوں گا۔ پھر میں تم سب کو سولی پر چڑھاؤں گا ○
۱۲۵ - بولے ہمیں رب کی طرف جانا ہے ف۲ ○
۱۲۶ - اور تو ہم سے اس لئے دشمنی کرتا ہے کہ ہم اپنے رب کے حکموں پر جب ہمیں پہنچے، ایمان لے آئے

ف۱

جادوگر چونکہ فن سحر سے واقف تھے اس لئے جب انھوں نے موسٰی علیہ السلام کی معجزہ نمائی دیکھی تو فرط شوق سے سجدے میں گر گئے۔ ان کو معلوم ہو گیا۔ یہ جادوگری کی بات نہیں حقیقتاً ایک بالادست قوت ہے ○

قوت ایمانی

ف۲ فرعون نے یہ دیکھ کر کہ جادوگر ایمان لے آئے ہیں بہت جھلّا گیا۔ اس نے کہا۔ دیکھو معلوم ہوتا ہے۔ تمہارا پہلے سے گٹھ جوڑ تھا۔ میں تمہیں سولی پر چڑھاؤں گا۔ تمہارے ہاتھ پاؤں الٹے ترچھے کاٹ دوں گا۔ مگر یہاں اس دھمکی کا کیا اثر ہوتا۔ جب کہ قوت ایمانی دلوں میں سرایت کر چکی تھی۔ جب کہ رگ رگ میں ایمان کی حرارت پہنچ چکی تھی۔ اُنھوں نے نہایت صبر و استقلال سے جواب دیا۔ ہمارا مقصد تو اللہ کی جانب رجوع کرنا ہے۔ اس سے ملنا ہے۔ تو پھر خوف کس بات کا؟ یہ عجیب بات ہے کہ ابھی چند لمحوں پہلے وہ جادوگر تھے۔ موسیٰ کو شکست دینے کے لئے مقابلہ آرا تھے۔ یا یہ انقلاب ہے کہ ایمان نے دلوں کو روشن کر دیا ہے۔ طبیعتیں بالکل قوت اختیار کر گئی ہیں۔ فرعون کے جبر و استبداد سے وہ بالکل بے خوف ہیں ○

بات یہ ہے کہ ایمان چیز ہی ایسی ہے جو دلوں میں گھُسا۔ اُجالا ہو گیا۔ اور طبیعت یکسر بدل گئی ○

عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ۝

۱۲۷- وَ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَ قَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ يَذَرَكَ وَ اٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَ نَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَ اِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ۝

۱۲۸- قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَ اصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ۬ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

۱۲۹- قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَ

ہمیں صبر دے۔ اور ہمیں مسلمان مار ۝

۱۲۷- اور قوم فرعون کے سردار بولے۔ کیا تو موسیٰؑ اور اس کی قوم کو چھوڑتا ہے۔ تاکہ زمین میں فساد کریں۔ اور تجھے اور تیرے بتوں کو ترک کئے رہیں؟ اس نے کہا اب ہم ان کے لڑکوں کو قتل کرینگے اور لڑکیوں کو جیتا رکھیں گے۔ اور ہم ان پر غالب ہیں وا ۝

۱۲۸- موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ تم اللہ سے مدد مانگو۔ اور ثابت قدم رہو۔ زمین اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں جس کو چاہے وارث کرے۔ اور آخر پرہیزگاروں کا ہی بھلا ہوگا وٹ ۝

۱۲۹- بولے تیرے آنے سے پہلے بھی ہمیں دکھ ملا اور تیرے آنے کے بعد بھی۔ موسیٰؑ نے کہا قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور

وا

یہ قاعدہ ہے جب کبھی قوم میں بیداری پیدا ہو۔ تو حکمران طبقہ اسے ہر نوع دبا دینا چاہتا ہے اور اس سلسلے میں بڑے سے بڑا ظلم بھی روا رکھا جاتا ہے۔ فرعون نے جب یہ دیکھا کہ بنی اسرائیل میں کچھ خوددار اور متاعِ ایمان کو عزیز رکھنے والے لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ تو کہا میں الٹا کس سزائیں دوں گا۔ اور قہر و تسلط کا پورا پورا مظاہرہ ہوگا۔

وٹ

موسیٰ علیہ السلام نے اس موقع پر قوم کو تسلی دی۔ اور کہا۔ اگر تم ان مصائب کو برداشت کر گئے۔ تو پھر بادشاہت قریب ہے ظلم و استبداد کا اظہار حکمران طبقے کی جانب سے آخری سزا ہے۔ حریت اور دینداری کی۔ اس کے بعد طبائع سے خوف دور ہو جاتا ہے۔ بے باکی آ جاتی ہے۔ اور اس نوع کے مظالم طبقہ قاہر کو نظروں سے گرا دیتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ وراثت ارض در اصل نیک اور پاکباز بندوں کے لئے ہے۔ گو تھوڑی مدت کے لئے یہ ظالم اور ناہنجار لوگ عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں ✦

يَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ۝

تمہیں زمین میں جانشین کر دے، پھر دیکھے کہ تم کیسے کام کرتے ہو ۝ ف۱

۱۳۰- وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ وَنَقْصٍ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ۝

۱۳۰- اور ہم نے فرعون کے لوگوں کو قحط سالی اور میووں کے نقصان میں گرفتار کیا، کہ شاید وہ نصیحت پکڑیں ۝

۱۳۱- فَإِذَا جَاءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هَٰذِهِ ۖ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسَىٰ وَمَنْ مَعَهُ ۗ أَلَا إِنَّمَا طَائِرُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝

۱۳۱- پھر جب اُن کے پاس کوئی خوشحالی آتی تھی تو کہتے تھے کہ یہ ہمارے لئے ہے، اور اگر کوئی بدحالی پیش آتی تو موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کی شومی بتلاتے تھے۔ سن لے۔ اُن کی شومی اللہ کے پاس ہے مگر اکثر شخص نہیں جانتے ۝

۱۳۲- وَقَالُوا مَهْمَا تَأْتِنَا بِهِ مِنْ آيَةٍ لِتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ۝

۱۳۲- اور انہوں نے کہا اے موسیٰ، جو کوئی نشانی بھی تو ہمیں دکھلائے گا کہ اس سے ہم پر جادو کرے، ہم تجھ پر ایمان نہ لائیں گے ۝

غلامی کی جھجک

ف۱

غلامی ایسی بدترین لعنت ہے، کہ اس کے بعد قوم میں بزدلی آجاتی ہے۔ اور قوم میں دوست و دشمن کی تمیز اٹھ جاتی ہے۔ ہر بات میں انہیں اندیشہ ہوتا ہے۔ کہیں حکمران طبقہ ہماری مصیبتوں میں اور اضافہ نہ کر دے۔ چنانچہ بنی اسرائیل نے صاف صاف کہہ دیا۔ جناب پہلے بھی ہم تکلیفوں میں مبتلا تھے۔ اور اب بھی ہماری مشکلات میں اضافہ ہی ہے۔ براہ کرم ہمیں کانٹوں میں نہ گھسیٹئے ۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ تم گھبراؤ نہیں۔ عنقریب تمہارے دشمن ہلاک ہوں گے اور تمہاری غلامی آزادی سے بدل جائے گی ۔

حلِ لغات

سِنِیْنَ۔ یعنی عسرت کے سال ۔
یَطَّیَّرُ۔ بدشگونی۔ عرب طائر سے شگون لیتے تھے۔ اس لئے تطیر کے معنی تشاؤم کے ہیں ۔

۱۳۳- فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۫ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ○

۱۳۳- پھر ہم نے اُن پر طوفان بھیجا۔ اور ٹڈی اور چچڑیاں، اور مینڈک، اور لہو۔ چند جُدے جُدے معجزے۔ پھر اُنھوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم لوگ تھے ○ ف۱

۱۳۴- وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ

۱۳۴- اور جب اُن پر عذاب آپڑا۔ بولے اے موسیٰ اپنے رب کو ہمارے لئے پکار جیسا کہ اُس نے تجھ سے عہد کر رکھا ہے اگر تُو ہم سے عذاب دُور کر دے تو ہم تجھ پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ بھیج دیں گے ○

۱۳۵- فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ○

۱۳۵- پھر جب ہم نے ایک مدت تک جس تک اُنہیں پہنچنا تھا، اُن کو عذاب اُٹھا لیا، تو وہ فوراً وعدہ خلافی کرنے لگے ○ ف۲

۱۳۶- فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

۱۳۶- تب ہم نے اُن سے بدلہ لیا۔ کہ اُنہیں دریا میں ڈبو دیا۔ اس لئے کہ اُنھوں نے ہماری آیات جھٹلائیں

انکار کی سزائیں

ف۱ موسیٰ علیہ السلام کی متواتر اور مسلسل تبلیغ و اشاعت کے بعد جب قبطیوں اور فرعونیوں نے نہ مانا۔ اور کوئی اثر قبول نہ کیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے وادیٔ نیل کو ناقابل سکونت بنا دیا ۔

قبطیوں کو دریائے نیل کی وجہ سے شادابی اور ثروت حاصل تھی۔ یہی دریا اُن کے لئے وبال جان ہو گیا۔ کثرت سے مینہ برسا۔ دریا تمام مصر میں پھیل گیا۔ کھیتوں اور باغوں کو ٹڈی چاٹ گئی۔ مکانوں میں مینڈک اور دُوسرے حشرات گھس آئے۔ گرمی کی شدت سے ناک سے خون جاری ہو گیا اور عجیب مصیبت میں پھنس گئے ۔

بات یہ ہے کہ اللہ کے پاس بے حد معجزے اور خوارق و کرامات ہیں۔ وہ جب چاہے، دنیا کو بدل سکتا ہے۔ دل فرعون یہ سمجھے بیٹھے تھے، کہ موسیٰ ایسا بے سروسامان انسان ہمیں کیا نقصان پہنچا سکے گا نہیں معلوم نہیں تھا کہ اللہ ان لوگوں کی تائید کے لئے اپنی مخفی قوتوں کو روئے کار لے آئے گا۔ اور فرعون کی حکومت کو ناقابل علاج مصائب میں ڈال دے گا۔

ف۲

جب ان لوگوں نے دیکھا کہ یہ ساری تکلیفیں ہماری معصیت کی وجہ سے ہیں۔ تو ایمان لانے کا وعدہ کر لیا۔ اللہ نے عذاب اُٹھا لیا۔ مگر یہ پھر بگڑ گئے۔ اس آیت میں بتایا ہے کہ معصیت کے وقت جو رجوع ہوتا ہے وہ مخلصانہ نہیں ہوتا۔

حلِ لغات

طُوفان۔ طوف سے ہے یعنی آندھی یا تیز بارش جس کے ساتھ زور کی ہوا بھی ہو۔

وَ كَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ○

اور ان سے غافل بنے تھے[ف۱] ○

۱۳۷- وَ اَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَ دَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَ قَوْمُهٗ وَ مَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ○

۱۳۷- اور اُس قوم کو جو کمزور گنی جاتی تھی اُس سرزمین کی مشرقوں اور مغربوں کا وارث کیا جس میں ہم نے برکت دی ہے (ملکِ کنعان) اور بنی اسرائیل کے حق میں بسبب اس کے کہ اُنھوں نے صبر کیا تیرے رب کا بھلائی کا وعدہ پورا ہُوا۔ اور جو کچھ فرعون اور اُس کے لوگوں نے بنایا تھا۔ اور جو کچھ ٹیلوں پر چڑھایا تھا ہم نے سب کچھ برباد کر دیا ○ [ف۲]

۱۳۸- وَ جٰوَزْنَا بِبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰۤى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَاۤ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ

۱۳۸- اور بنی اسرائیل کو ہم نے سمندر پار اُتار دیا پھر وہ ایک قوم کے پاس آئے، جو اپنے بتوں کے پوجنے میں لگے بیٹھے تھے۔ (بنی اسرائیل) بولے اے موسیٰ تُو ہمارے لئے بھی ایک ایسا بُت مقرر کر دے جیسے ان کے بہت سے بُت ہیں

ف۱

فَانْتَقَمْنَا سے مُراد ایسا بدلہ ہے جس کے وہ مستحق تھے۔ کیونکہ انتقام کے معنی عربی میں سزا دینے کے ہیں۔ اللہ کینہ اور بغض سے پاک ہے۔

ناتوانوں کی توانائی

ف۲

یعنی بالآخر جو کمزور و نزار تھے ضعیف و ناتوان تھے۔ وہ صبر و استقلال کی وجہ سے قوی اور قوت والے ہو گئے۔ جن کے لئے ارض مصر میں رہنا مشکل تھا وہ شام کے مشرق و مغرب میں پھیل گئے۔ جو غلام تھے انھیں آزادی اور بادشاہت بخشی گئی۔ وہ جو بادشاہ تھے۔ انھیں دریائے قلزم میں غرق کر دیا۔ کیوں؟۔ اس لئے کہ بنی اسرائیل نے صبر و استقلال سے کام لیا۔ اور اس لئے کہ فرعون نے سرکشی اختیار کی۔

قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ○

۱۳۹- إِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

۱۴۰- قَالَ أَغَيْرَ اللّٰهِ أَبْغِيكُمْ إِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِينَ ○

۱۴۱- وَإِذْ أَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوٓءَ الْعَذَابِ يُقَتِّلُونَ أَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَآءَكُمْ ۚ وَفِي ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ○

۱۴۲- وَوٰعَدْنَا مُوسٰى ثَلٰثِينَ لَيْلَةً وَّأَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيقٰتُ رَبِّهٖٓ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ

کہا تم جاہل لوگ ہو ○ ف۱

۱۳۹- یہ لوگ جس دین میں ہیں وہ تباہ ہونے والا ہے اور ان کے اعمال باطل ہیں ○

۱۴۰- کہا کیا میں اللہ کے سوا اور کوئی معبود تمہارے لئے ڈھونڈوں اور اسی نے تمہیں کل جہان پر فضیلت دی ہے ○ ف۲

۱۴۱- اور جب ہم نے تمہیں فرعون کے لوگوں سے بچایا کہ تمہیں سخت دکھ دیتے تھے تمہارے لڑکوں کو قتل کرتے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ رکھتے تھے اور اس میں تمہارے لئے تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش تھی ○

ع ۱۶

۱۴۲- اور ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا وعدہ کیا اور ان تیس میں دس رات اور ملا کر ان کو پورا کیا پھر اس کے رب کا وعدہ چالیس رات کا پورا ہوا۔ اور موسیٰ

ف۱

بنی اسرائیل چونکہ حدیث العہد تھے۔ نیا نیا اسلام قبول کیا تھا۔ اس لئے جب انہوں نے ایک قوم کو دیکھا کہ وہ بتوں کو پوج رہی ہے، تو ان کے دل میں بھی یہی خواہش پیدا ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ تو جہالت ہے۔ میں اس کی تائید کیونکر کر سکتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے، موسیٰ نے اولاً اپنی توجہ کو زیادہ تر آزادی و استخلاص پر مرکوز رکھا۔ توحید کا درس بھی دیا۔ مگر زیادہ زور آزادی کے مسئلہ پر ہی تھا ۔

ف۲

ان آیات میں موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی حس خودداری کو بیدار کیا ہے۔ اور کہا ہے تم وہ ہو جنہیں اللہ نے خاص مقصد کے لئے قوموں میں سے چن لیا ہے۔ اس لئے تم ترک بت پرستی کی ذلت کو کیوں برداشت کرو۔ اس کے بعد انہیں مصائب کی طرف متوجہ کیا۔ اور بتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے کس شفقت اور مہربانی سے تمہیں فرعون کے دست تظلم سے نجات بخشی ہے۔ کیا یہ احسان اس بات کا مقتضی نہیں کہ اس کے احسان شکر میں توحید کو قبول کر لیں اور سب دیوتاؤں سے منہ موڑ لیں ۔

حل لغات

مُتَبَّرٌ۔ ہالک۔ فنا ہونے والا تبار سے مشتق ہے ۔

نِسَآءٌ۔ کا اطلاق عورت پر ہوتا ہے، یہاں بنات کے معنوں میں مستعمل ہے ۔

مُوْسٰے لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَ اَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ ○

۱۴۳- وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰے لِمِیْقَاتِنَا وَ كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَ لٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰے صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ○

۱۴۴- قَالَ یٰمُوْسٰۤى اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ

اپنے بھائی ہارونؑ کو کہہ گیا تھا کہ تو میری قوم میں میرا خلیفہ رہیو۔ اور درستی رکھیو۔ اور مفسدوں کی راہ پر نہ چلیو ○ ف۱

۱۴۳- اور جب موسیٰؑ ہمارے مقررہ وقت پر پہنچا اور اُس کے رب نے اُس سے کلام کیا۔ موسیٰؑ نے کہا اے رب تو اپنے تئیں مجھے دکھلا کہ میں تیری طرف نگاہ کروں۔ فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکیگا لیکن پہاڑ کی طرف دیکھ اگر وہ اپنی جگہ قائم رہا۔ تو تو بھی مجھے دیکھ سکے گا۔ پھر جب اُس کا رب پہاڑ پر ظاہر ہوا تو پہاڑ کو پارہ پارہ کر دیا۔ اور موسیٰؑ بیہوش ہو کر گر پڑا پھر جب ہوش میں آیا تو کہا تو پاک ہے میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ اور میں پہلا مومن ہوں ○ ف۲

۱۴۴- فرمایا اے موسیٰؑ میں نے تجھے لوگوں میں سے

چلہ

ف۱ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کسب انوار کے لئے طور پر بلایا۔ اور کہا چالیس راتیں یہاں زہد و تقشف میں بسر کرو۔ میری نگرانی میں رہو۔ پھر تمہیں توریت دی جائیگی اور شریعت کے اسرار و رموز سے آگاہ کیا جائے گا۔ مقصد یہ تھا۔ اس طرح ترک علائق سے دل میں یکسوئی پیدا ہو جائے۔ بے گانگی اسباب سے دل جمعی و استقلال کی عادت پڑ جائے۔ اور جناب موسیٰؑ اس قابل ہو جائیں کہ منصب نبوت کے بار عظیم کو بحسن وجوہ اٹھا سکیں ✦

بات یہ ہے کہ جمال مطلق سے بہرہ اندوز ہونے کے لئے ضروری ہے کہ گوشہ ہائے قلب میں ریاضت کے دیئے روشن ہوں۔ اور شوق و محبت کے مجمر جلیں۔ قلب کا گوشہ گوشہ آغوش انتظار ہو جائے۔ اور بال بال زبان سپاس ہو کر منت کش حمد ہو۔ دل کی دنیا میں سوز و گداز کی شمعیں کی آبادی و عمران کے عوامل موجود نہ رہیں۔ یعنی عملاً ثابت کر دیا جائے۔ کہ سینے میں اللہ کی محبت کے چشمے پھوٹ رہے ہیں۔ زبان حمد و ستائش کے ترانوں سے حظ اٹھا رہی ہے جبین آستان یار پر جھکی ہے۔ اور آنکھیں راستے میں بچھی جاتی ہیں۔ جب جاکر کہیں وہ جمال آرا دل میں آ سکتا ہے ✦

دیدار یار

ف۲ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو مکالمہ کے شرف سے نوازا۔ یہاں دل میں یہ خیال چٹکیاں لے رہا تھا۔ کہ گفتگو کافی نہیں۔ دیدار چاہئے۔ اللہ نے فرمایا۔ لن ترانی۔ کہ یہ آنکھیں کیونکر تجلیات کو جذب کر سکتی ہیں۔ مگر وہاں اصرار و شوق کی فراوانی تھی۔ نقاب کے کچھ حصے سرکے۔ اور موسیٰ غش کھا کر گر پڑے۔ آنکھوں میں کب تاب تھی کہ برداشت کر سکیں۔ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ باقی بر صفحہ ۳۹۹

عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَ بِكَلَامِىْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ○

اپنے پیغام اور کلام کے لئے برگزیدہ کیا۔ سو جو کچھ میں نے تجھے دیا ہے لے اور شکر گزار رہ ○

۱۴۵- وَكَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَىْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ۚ سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ○

۱۴۵- اور ہم نے اس کے لئے تختیوں پر ہر شے لکھی نصیحت اور ہر شے کا مفصل بیان اور کہا، کہ اس کو بقوت تمام، اور اپنی قوم کو کہو کہ عمدہ باتیں جو اس میں ہیں تھامے رہیں اب میں تمہیں بدکاروں کا گھر دکھلاؤں گا ○

۱۴۶- سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِىَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَىِّ

۱۴۶- وہ جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں میں انہیں اپنی نشانیوں سے پھیر دوں گا اور اگر وہ ساری نشانیاں دیکھیں، اس پر ایمان نہیں لاتے۔ اور اگر بھلائی کی راہ دیکھتے ہیں۔ تو اُسے راہ نہیں ٹھہراتے۔ اور اگر گمراہی کی راہ دیکھتے ہیں،

(بقیہ حاشیہ)

اور موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہو گیا، کہ اس ذوالجلال کو دیکھنا ناممکن ہے اور اس طرح کا مطالبہ اس کے حسن وجلال کی توہین ہے۔ فوراً تُبْتُ کی صدائے ندامت فضا میں گونجی۔ اور دلائل و براہین کی آیتوں پر اکتفا کر لیا گیا ●

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

ف

توریت میں بنی اسرائیل کی زندگی کے لئے پورا پروگرام درج تھا۔ ہر بات کی تفصیل تھی۔ قرآن کی اصطلاح میں توریت کے معنی صرف اس کتاب کے ہیں جو حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی۔ وہ صحائف جو عہد قدیم کے نام سے مشہور ہیں۔ توریت نہیں۔ البتہ ان میں توریت کے نصائح، اور تعلیمات مذکور ہیں ●

حلِّ لغت

الْاَلْوَاح۔ جمع لَوْح۔ بمعنے تختی۔ یہ الواح پتھر کے تھے۔ اس وقت خط مسندی کا رواج تھا۔ اس لئے کتابوں کے لئے پتھر تجویز کئے جاتے۔ تاکہ اس پر حروف کندہ کئے جائیں ●

يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝

تو اُسے راہ ٹھہراتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ اُنھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا۔ اور ان سے غافل رہے ۝

۱۴۷۔ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَاۗءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

۱۴۷ ۔ اور جنھوں نے ہماری آیات اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا۔ اُن کے اعمال ضائع ہوئے۔ جو کرتے تھے، اُسی کا بدلہ پائیں گے ۝

۱۴۸۔ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰي مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ۭ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝

۱۴۸۔ اور موسیٰ کی قوم نے اُس کے پیچھے اپنے زیوروں سے ایک بچھڑا بنایا، وہ ایک جسم تھا کہ کسی طرح آواز کرتا تھا کیا اُنھوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ اُن سے بولتا ہے اور نہ انھیں ہدایت کر سکتا ہے اسے قبول کر لیا۔ اور ظالم ہو گئے ۝

۱۴۹۔ وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا

۱۴۹۔ اور جب پچھتائے اور سمجھے کہ ہم گمراہ

بچھڑا

ف سامری کی گمراہ کن تعلیم سے متاثر ہو کر بنی اسرائیل نے گوسالہ کی پرستش شروع کر دی۔ جس میں سے ایک قسم کی آواز آتی تھی۔ سامری ہوشیار آدمی تھا۔ اس نے اُسے کچھ اس ترکیب سے بنایا کہ وہ بولنے لگا۔ ہوا اس طرح اس کے جسم سے خارج ہوتی، کہ آواز معلوم ہوتی۔ بنی اسرائیل سادہ اور سہل اندیش تھے، اس لئے انھیں گوسالہ ایک معجزہ معلوم ہوا۔ دل میں پہلے سے بت پرستی کی خواہش تھی۔ تفصیلات اب تک پہنچی نہیں تھیں۔ حضرت ہارونؑ کی چیخ و پکار کو اُنھوں نے زیادہ اہمیت نہ دی۔ نتیجہ یہ ہوا، کہ قوم کی قوم شرک کی بیماری میں مبتلا ہو گئی ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے کم بختو تم نے یہ نہیں سوچا۔ یہ تو گفتگو کرتا نہیں، نہ راہنمائی کی اس میں استعداد ہے۔ پھر پرستش کے لائق کیونکر ہو سکتا ہے ۔

حل لغات

سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ۔ محاورہ ہے، جیسے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ یعنی سخت نادم اور پشیمان ہوئے ۔

اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَ يَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

ہو گئے۔ تب بولے۔ اگر ہمارا رب ہم پر رحم نہ کرے۔ اور ہمیں نہ بخشے۔ تو ہم ضرور زیاں کاروں میں ہو گئے ○

۱۵۰- وَ لَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَ اَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَ اَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗۤ اِلَيْهِ ؕ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَ كَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ۫ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَآءَ وَ لَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○

۱۵۰- اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف غصہ اور افسوس سے بھرا ہوا واپس آیا۔ تو بولا۔ میرے بعد تم نے میری کیا بری جانشینی کی ہے۔ کیا تم نے اپنے رب کے حکم سے جلدی کی ؟ اور موسیٰ نے وہ تختیاں ڈال دیں اور اپنے بھائی کا سر پکڑ کر اپنی طرف کھینچا، وہ بولا، اے میرے ماں جائے بھائی ان لوگوں نے مجھے ذلیل سمجھا اور مجھے قتل کرنے لگے تھے۔ سو تو میری اہانت کر کے دشمنوں کو مجھ پر نہ ہنسا۔ اور مجھے ظالموں میں شامل نہ کر ○

۱۵۱- قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَ لِاَخِيْ

۱۵۱- موسیٰ نے کہا اے میرے رب مجھ کو اور میرے بھائی کو بخش دے

پیغمبر کا غصہ

ف۱ موسیٰ علیہ السلام جب میقات سے لوٹ کر قوم میں واپس آئے تو دیکھا سب میں بت پرستی کے جراثیم پھیل چکے ہیں۔ اور گوسالہ پرستی کا عمل جاری ہے۔ آپ نے نہایت غصے کا اظہار کیا۔ ہارون علیہ السلام کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا یہ کیا معاملہ ہے؟

بات یہ ہے، انبیاء علیہم السلام میں صبر و استقلال کی استعداد عام لوگوں سے بہت زیادہ موجود ہوتی ہے مگر بے دینی و الحاد ان کو ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ ذاتی طور پر وہ ناراض نہیں ہوتے۔ ان کی انفرادیت ختم ہو جاتی ہے۔ ان کا غصہ اور مسرت محض اللہ کے لئے ہے غور کرو۔ اس سے زیادہ اور کون بات صدمہ کی ہو سکتی ہے، کہ روحانی اولاد بگڑ جائے۔ جن کے لئے اتنی مصیبتیں برداشت کیں۔ وطن چھوڑا۔ وطن کی آسائشیں چھوڑیں۔ آرام چھوڑا جنگل میں سکونت اختیار کی۔ اور اب یہ لوگ گمراہ ہو جائیں۔ موسیٰ علیہ السلام غصہ میں آ گئے۔ اور حضرت ہارون نے جب جواباً فرمایا۔ کہ میں معذور تھا مجھے انہوں نے کوئی حیثیت نہیں دی۔ آپ دشمنوں کو خوش ہونے کا موقع نہ دیں۔ تو فوراً موسیٰ کی سمجھ میں آ گیا۔ آپ نے اپنے اس غصہ کی اللہ سے معافی چاہی۔

یہ وجہ ہے کہ انبیاء سے اس نوع کی جسارتیں ایک بلند نصب العین کے حصول کے لئے ہوتی ہیں۔ تاکہ وہ قوم کے لئے ہر حالت میں نمونہ اور اسوہ ثابت ہو سکیں۔ موسیٰ کے غضب و غصہ میں بھی کردار و عمل کا واضح سبق ہے۔ یعنی وہ موسیٰ جو فرعون کے مقابلہ میں نرم ہیں۔ مصائب و مشکلات کو بکشادہ پیشانی برداشت کرتے ہیں۔ قوم کی گمراہی سے طیش میں آ جاتے ہیں۔ اور پھر جب بھائی کی معذرت خواہی سے تسلی ہو جاتی ہے۔ فوراً جناب باری میں التجاء عفو کے طالب ہو جاتے ہیں۔

حل لغات :- [illegible]

وَ اَدۡخِلۡنَا فِیۡ رَحۡمَتِکَ ۫ۖ وَ اَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ ۝

اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر۔ اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے ۝

۱۵۲- اِنَّ الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوا الۡعِجۡلَ سَیَنَالُہُمۡ غَضَبٌ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَ ذِلَّۃٌ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ؕ وَ کَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُفۡتَرِیۡنَ ۝

۱۵۲- جنہوں نے بچھڑا معبود بنایا۔ اُن پر ان کے رب کا غضب نازل ہوگا اور دُنیا کی زندگی میں ذلت اور یوں ہی ہم جھوٹوں کو سزا دیتے ہیں ۝

۱۵۳- وَ الَّذِیۡنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِہَا وَ اٰمَنُوۡۤا ۫ اِنَّ رَبَّکَ مِنۡۢ بَعۡدِہَا لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ۝

۱۵۳- اور جنہوں نے بدکام کئے۔ پھر بعد اس کے توبہ کی۔ اور ایمان لائے۔ تو تیرا رب اس کے بعد بخشنے والا مہربان ہے ۝

۱۵۴- وَ لَمَّا سَکَتَ عَنۡ مُّوۡسَی الۡغَضَبُ اَخَذَ الۡاَلۡوَاحَ ۚۖ وَ فِیۡ نُسۡخَتِہَا ہُدًی وَّ رَحۡمَۃٌ لِّلَّذِیۡنَ ہُمۡ لِرَبِّہِمۡ یَرۡہَبُوۡنَ ۝

۱۵۴- اور جب موسیٰ کا غصہ فرو ہوا۔ تو اُس نے تختیاں اُٹھائیں۔ اور جو اُن میں لکھا ہوا تھا اُس میں ہدایت اور رحمت تھی ان کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں ۝

گاؤ پرستی ذلت ہے!

ف

یہ سزا اس درجہ موزوں اور درست ہے کہ گو بنی اسرائیل میں اب یہ مرض نہیں رہا لیکن جن میں اب تک گائے کا احترام باقی ہے۔ دیکھ لیجئے۔ قومی لحاظ سے ذلیل ہیں۔ دولت اور ثروت کے باوجود ذلیل ہیں۔ علم و ہنر کی فراوانی ہے جب بھی ذلیل ہیں۔ صدہا سال سے غلام ہیں اب کچھ بیداری کے آثار ہیں۔ مگر یاد رہے، جب تک وہ تم پرستی کو نہیں چھوڑیں گے۔ آزادی نعمت معدوم ہے ۔

حل لغات

سَکَتَ - تھما، رکا، استعارہ ہے سکون سے ۔

۱۵۵- وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ۭ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاۗءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ۭ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاۗءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَاۗءُ ۭ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ○

۱۵۵- اور موسیٰؑ نے ہمارے وعدہ کے وقت پر لانے کے لئے اپنی قوم سے ستر آدمی چُنے[ف۱]، پھر جب اُنہیں زلزلے نے پکڑا، جب موسیٰؑ نے کہا اے رب اگر تو چاہتا تو اُنہیں اور مجھے پہلے ہی مار ڈالتا۔ کیا تو ہمارے چند احمقوں کے کام سے اب ہمیں ہلاک کرتا ہے۔ یہ سب تیری آزمائش ہے، جسے تو چاہے اس سے گمراہ کرے اور جسے چاہے ہدایت کرے تو ہمارا مالک ہے۔ سو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے ○

۱۵۶- وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ۭ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَاۗءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ

۱۵۶- اور ہمارے لئے اس دنیا اور آخرت میں بھلائی لکھ دے۔ ہم تیری طرف رجوع ہوئے۔ فرمایا میرا عذاب اُسی پر آتا ہے جسے میں عذاب دیا چاہتا ہوں۔ اور میری رحمت ہر شے

ف۱

یہ ستر آدمی وہ تھے، جنہوں نے مطالبہ کیا تھا کہ ہم جب تک خدا کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں۔ مکالمہ و مخاطبہ کو نہیں مان سکتے موسیٰ علیہ السلام ان کو طور پر اپنے ساتھ لے گئے۔ وہاں پہنچے، اور موسیٰ علیہ السلام نے خواہش کی۔ تو خدا نے آثار غضب ظاہر کئے۔ پہاڑ مارے خوف و ہراس کے کانپا اور زمین تھرتھرائی۔ اور یہ لوگ عذاب میں گرفتار ہو گئے۔

اب موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی۔ اللہ! تیرے سب بندے ابھی تیرے جلال و جبروت سے آگاہ، نہیں شان توحید سے آشنا نہیں۔ ان کو کیوں ہلاک کئے دیتا ہے؟ ان کو موقع دے کہ یہ تیرے حسن کی اطاعت کر سکیں۔ اور تیرے جلال کی گواہی دیں۔

بات یہ ہے کہ اس نوع کا مطالبہ جناب باری کی بارگاہ جلالت میں جسارت ہے، انسان کیا، اور اس کی بساط کیا۔ کہ ربّ العزت کو دیکھ سکے۔ اُس جمال مطلق کا مشاہدہ کیونکر ممکن ہے۔ جبکہ آنکھوں میں اس دید کی تاب ہی نہیں۔

كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ ۱۵۷- اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۡ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْ اُنْزِلَ مَعَهٗ ۙ

کو شامل ہے۔ سو اب میں اپنی رحمت عامہ کو خاص اُنکے حق میں لکھ دوں گا جو ڈرتے اور زکوٰۃ دیتے اور ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں ○

۱۵۷۔ جو اس رسول نبی اُمّی کے تابع ہوتے ہیں جس کو وہ اپنے یہاں توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیک کام کا حکم دیتا۔ اور بدی سے منع کرتا۔ اور ستھری چیزیں اُن کے لئے حلال ٹھہراتا۔ اور بُری چیزیں اُن پر حرام کرتا ہے۔ اور اُن سے بوجھ اور پھانسیاں اُتارتا ہے جو اُن پر پڑی تھیں۔ سو جو اُس پر ایمان لائے اُس کی تعظیم و مدد کی۔ اور اس نورِ قرآنی کی جو اس پر اُترا ہے، تابع ہوئے

رحمتِ خُداوندی کی وسعتیں

ف

اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ سے غرض یہ ہے کہ ہر وقت ہمیں اللہ کی ہدایت اور کرم فرمائی ضروری ہے۔ ورنہ گمراہی کا احتمال ہے۔

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کا غضب اُس کے جذبۂ رحم سے بسا اوقات مغلوب ہو جاتا ہے۔ اور دب جاتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ ایمان و اتقاء کا مظاہرہ کیا جائے وہ لوگ جو صحیح معنوں میں مومن ہیں۔ جن کے دلوں میں اتقاء و خشیت کی آگ سی ہے۔ جو باقاعدہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اور مال و دولت کی محبت انہیں اپنے سے باہر نہیں کر دیتی۔ وہ جو پاکباز اور پرہیزگار ہیں۔ اعمال صالحہ جن کا وطیرہ اور شغل ہے ایمان جن کے دلوں میں اعتقاد محکم کی شکل میں موجود ہے وہ خدائی رحمت کے سزاوار ہیں۔ اُن پر ہمیشہ اللہ کی رحمتیں چھائی رہتی ہیں۔ دُنیا و دین میں وہ کبھی نہیں بھٹکتے۔ رُوح اور جسم کی تمام مسرتیں انہیں حاصل ہیں۔ اور وہ خوش ہیں، کہ اللہ کو انہوں نے پا لیا اور اللہ سے اُن کی دوستی ہے۔

حلِ لُغات

الاُمّی - اَن پڑھ۔

اِصْرٌ - بوجھ۔

اَغلال - جمع غُل قید، طوق، زنجیر۔ استعارہ ہے رسم و رواج کی سختیوں اور دشواریوں سے۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

۱۵۸- قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ِۨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

۱۵۹- وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝

۱۶۰- وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ؕ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ

وُہی نجات پائیں گے ۝

۱۵۸- تو کہہ لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں، اُس اللہ کا جس کی سلطنت آسمان اور زمین میں ہے۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وُہی جلاتا اور مارتا ہے سو تم اللہ پر اور اُس کے رسول نبی اُمّی پر ایمان لاؤ۔ جو اللہ پر اور اُس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے اور تم اُس کے تابع ہو جاؤ، شاید تم ہدایت پاؤ ۝ ف

۱۵۹- اور موسیٰ کی قوم میں ایک جماعت ہے جو حق کی طرف رہبری کرتے اور اُسی پر انصاف کرتے ہیں ۝

۱۶۰- اور ہم نے اُنہیں بارہ قبیلوں پر بانٹا۔ جو بڑی بڑی جماعتیں تھیں۔ اور جب موسیٰ سے اُس کی قوم نے پانی مانگا، تو ہم نے اُس کی طرف وحی بھیجی

رسولِ اُمّی

ف توراۃ و انجیل میں بے شمار پیشگوئیاں حضورؐ کے متعلق مرقوم ہیں۔ یہودی خوب جانتے تھے، کہ حضورؐ اپنے دعاوی میں سچے ہیں۔ منصف عیسائی بھی آپ کے مرتبہ و مقام سے آگاہ تھے ورقہ بن نوفل کا اعتراف، عبداللہ بن سلام کا اسلام اس حقیقت پر گواہ ہے۔

توراۃ میں سُرخ و سپیدؐ نبی کا ذکر ہے۔ محمدیم کا لفظ موجود ہے۔ دس ہزار قدوسیوں کا حوالہ ہے۔ آتشین شریعت اور نئے یروشلم کی پیشگوئی ہے۔ یہ بھی لکھا ہے، بجری ممالک اس کی راہ تکیں گے۔

انجیل میں حضرت مسیحؑ دنیا کے سردار کی خوشخبری سناتے ہیں اور برناباس کی انجیل میں جو مسیحؑ کا حواری تھا۔ صاف طور پر حضورؐ کا نام لے کر پیشگوئی کی گئی ہے۔

قرآن کا یہ دعوے بالکل بجا اور درست ہے کہ توراۃ و انجیل میں اُمّی رسول کے لئے پیشگوئیاں موجود ہیں۔ سُرخ و سپید حضورؐ کے سوا اور کون ہو سکتا ہے؟ محمدؐ کس کا نام ہے؟ دس ہزار اصحاب فتح مکہ کے وقت کس کے ساتھ تھے؟ آتشین شریعت کس کی پیش کردہ ہے؟ کیا حضورؐ نے بیت اللہ کو قبلہ قرار دے کے نئے یروشلم کو آسمان سے نہیں اُتارا؟ اور پھر کائنات میں سردار سردارِ دو جہان کے سوا اور کون ہے؟

آپ کی خصوصیات حسب ذیل ہیں:۔

(۱)۔ خیر اور نیکی کو دُنیا کے کناروں تک پھیلانا۔ اور بُرائی کے خلاف ہمہ گیر جہاد کرنا۔

(۲)۔ طیبات اور پاکیزہ اشیاء کی ترویج، خبائث اور مضر صحت و اخلاق چیزوں کو حرام و ناقابل استعمال قرار دینا۔ یعنی ایک پاکیزہ اور مطہر شریعت کی تاسیس۔

(۳)۔ دُنیا میں رسم و رواج کے بوجھ کو ہلکا کرنا، جہالت و تقلید کے طوق کو گردن سے دُور کرنا۔ اور انسانوں کو نہایت آسان شریعت اور خالص دین کی طرف بلانا۔

ف۲ مقصد یہ ہے کہ اگر تم ہدایت حاصل کرنا چاہتے ہو اور روحانی مدارج میں ترقی چاہتے ہو اور یہ چاہتے ہو کہ خدا کی رضا سے بہرہ اندوز ہو تو [illegible]

قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۭ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○

کہ اپنی لاٹھی اُس پتھر پر مار۔ پھر اُس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے تھے اور سب نے اپنا اپنا گھاٹ پہچان لیا تھا۔ اور ہم نے اُن پر بادل کا سایہ کیا۔ اور اُن پر ترنجبین اور بٹیریں نازل کیں۔ کھاؤ ستھری چیزیں جو ہم نے تمہیں دیں۔ اور اُنھوں نے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا۔ مگر اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے رہے ف۱ ○

۱۶۱ - وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ۭ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ○

۱۶۱ - اور جب انھیں کہا گیا، کہ اس شہر (اریحا) میں بسو۔ اور اس میں جہاں سے چاہو کھاؤ اور بولو حطۃ (گناہ کرگئے) اور دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو، ہم تمہارے گناہ بخش دیں گے اور نیکوں کو زیادہ دیں گے ○

ف۱

یہ اُس وقت کا ذکر ہے، جب بنی اسرائیل کو جنگل میں پانی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے وحی سے اشارہ پاکر ایک پتھر پر لٹھ مارا۔ تو بارہ چشمے پانی کے پھوٹ نکلے۔ اور چونکہ بنی اسرائیل کے قبیلے بھی بارہ تھے۔ اس لئے پانی کی فراوانی کی وجہ سے ان کی سیرابی کا خاصا انتظام ہو گیا۔

بعض لوگ کہتے ہیں، کہ اضرب کے معنی چلنے کے ہیں۔ مقصد یہ تھا۔ موسیٰ لاٹھی ٹیکتے ہوئے پہاڑ پر چڑھیں وہاں بارہ چشمے بہتے ہوئے پائیں گے۔

یہ تاویل قطعاً غلط ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ معجزات اور خوارق اللہ کا انکار ہے۔ دلائل یہ ہیں:-

(۱) ضرب کے معنی چلنے کے ہوتے ہیں تو اُس وقت صلہ ب نہیں ہوتا۔ فی ہوتا ہے۔ قرآن میں ہے وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ۔ یا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ فِي الْاَرْضِ

(۲) ضرب کے ساتھ عصا کا لازم ظاہر کرتا ہے کہ مارنے کے معنی ہیں۔

(۳) فَانْۢبَجَسَتْ میں فا تعقیب فعل کے لئے ہے۔ خود انبجاس کا لفظ حدوث فعل پر دال ہے۔ ورنہ یہ کہنا چاہئے تھا، کہ فتجد ھناک اثنتی عشرۃ عینًا جاریۃً۔ یعنی وہاں چشمے جاری ہوں گے۔ چڑھنے کے معنی تو یہ ہیں کہ ضرب بالعصا کا تتبع ہے۔

وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ سے مراد یہ ہے کہ بنی اسرائیل چونکہ کھلے میدان میں رہتے تھے اس لئے آفتاب کی تمازت سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بادل کا سایہ کر دیا۔ تاکہ وہ خدائی حمایت میں ذوق اُٹھائیں۔

حل لغات

مَنّ وسَلْویٰ۔ وہ چیزیں جو بنی اسرائیل کے لئے طعام وغذا کا کام دیتی تھیں۔

۱۶۲- فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ۝

۱۶۲- سو جو اُن میں ظالم تھے، اُنھوں نے اس لفظ کے سوا جو انھیں بتلایا گیا تھا۔ اور ہی لفظ بدل دیا۔ تب ہم نے اُن کے ظلم کے سبب آسمان سے اُن پر عذاب بھیجا ۝ ف۱

۱۶۳- وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۚ كَذٰلِكَ ۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝

۱۶۳- اور یہود سے اُس بستی کا حال پوچھ، جو سمندر کے کنارہ پر تھی۔ جب وہاں کے لوگ سبت (ہفتہ) کے دن زیادتی کرنے لگے تھے۔ جب اُن کا سبت کا دن ہوتا اُن کی مچھلیاں پانی پر آ کے تیرتی تھیں، اور جب سبت نہ ہوتا۔ تب نہ آتیں۔ یوں ہم نے اُنھیں آزمایا۔ اس لئے کہ وہ فاسق تھے ۝ ف۲

۱۶۴- وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ

۱۶۴- اور جب اُن میں سے ایک جماعت نے کہا، تم کیوں ایسے لوگوں کو نصیحت کرتے ہو، جنھیں اللہ ہلاک کرنا، یا سخت عذاب پہنچانا چاہتا ہے

تبدیلِ قول

ف۱ بنی اسرائیل کو آبادی میں رہنے کے لئے مشروط کر دیا تھا کہ وہ توبہ و استغفار کے جذبات کو زندہ رکھیں۔ یعنی شہری زندگی میں جا کر اللہ کو اور دین کو بھول نہ جائیں۔ مگر جب وہ شہر میں بس گئے، تو اُن میں وہی خرابیاں پیدا ہو گئیں، جو شہری زندگی کا خاصہ تھیں۔ یہی تبدیلِ قول ہے ؛

قانون اور اُس کا منشاء

ف۲ یہود کے روحانی امراض میں ایک مرض حیلہ جوئی بھی ہے۔ سبت کا دن اللہ تعالیٰ نے اطاعت و فرمانبرداری کے لئے مقرر کیا ہوا تھا۔ یہ کہا گیا تھا کہ سبت کا دن کامل فراغت سے گذاریں، اُس دن کوئی دنیوی کام نہ ہو۔ صرف اللہ کا ذکر و شغل ہو، توریت پڑھیں، اور دعائیں کریں۔ مگر ان کی نافرمانی نے اعتداء فی السبت کی راہ نکال لی۔ "مقام ایلہ میں رہتے تھے، جو بحرِ قلزم کے کنارہ واقع ہے، جب اُنھوں نے دیکھا، کہ ہفتہ کے دن مچھلیاں کثرت سے نمودار ہوتی ہیں۔ اور توریت کی رُو سے اس دن شکار ممنوع ہے، تو اُنھوں نے یہ کیا کہ کنارے گڑھے کھود لئے۔ تاکہ رات کو جب مچھلیاں ان گڑھوں میں آ جائیں تو ہم شکار کر لیں۔ اور آسانی سے پکڑ لیں۔ اس صورت میں ان کا خیال تھا۔ کہ خدا کے حکم کی مخالفت نہیں ہوتی۔ یہ حیلہ اللہ کو ناپسند تھا۔ کیونکہ اس سے سبت کا احترام جاتا رہتا۔ جس کی رعایت واجبات میں تھی ؛

بات یہ ہے کہ قانون کے الفاظ اور قانون کا منشاء دو الگ الگ باتیں ہیں۔ ہو سکتا ہے قانون کے الفاظ میں جامعیت نہ ہو اس حالت میں یہ دیکھنا چاہیئے کہ قانون کا منشاء اور مقصد کیا ہے؟ یہودیوں نے الفاظ کو تو دیکھا اور یہ نہ دیکھا کہ اللہ کا مقصد کیا ہے سبت کے دن کاموں سے اس لئے روکا تھا کہ توجہ الی اللہ کا جذبہ پیدا ہو۔ اور اگر دن بھر مچھلیوں کا خیال دل و دماغ پر مستولی رہے تو سبت کا کیا فائدہ ؟ ؛

حلِّ لغات ؛- شُرَّعًا- جمع شارع- واضح ؛

قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○

کہا تمہارے رب کے سامنے الزام اُتارنے کیلئے نصیحت کرتے ہیں، اور شاید کہ وہ ڈریں ف۱ ○

۱۶۴- فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖۤ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَ اَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَئِيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ○

۱۶۴- پھر جب انہوں نے اس کو بھلا دیا جو انہیں سمجھایا گیا تھا۔ تو ہم نے بدی کو منع کرنے والوں کو بچا لیا۔ اور ظالموں کو بُرے عذاب میں گرفتار کیا۔ اس لئے کہ وہ فاسق تھے ○

۱۶۵- فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـٕيْنَ ○

۱۶۵- پھر جب منع کئے ہوئے کاموں میں بڑھ گئے تب ہم نے اُن کو کہا کہ پھٹکارے ہوئے بندر بن جاؤ ف۲ ○

۱۶۶- وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖۚ وَ اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

۱۶۶- اور یاد کر جب تیرے رب نے پکار دیا کہ وہ ان یہودیوں پر قیامت کے دن تک اس شخص کو کھڑا رکھے گا، جو انہیں بُرا عذاب پہنچاتا رہے گا، تیرا رب جلد سزا دیتا ہے۔ اور بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے ف۳ ○

ف۱

اہل کتاب میں ایک طبقہ با احساس بھی تھا۔ وہ ان کو منکرات کے ارتکاب سے روکتا۔ اور وعظ و نصیحت سے سمجھانے کی کوشش کرتا۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو یاس و قنوط میں ڈوبے رہتے ہیں۔ ان سے نہ خود کچھ ہوتا ہے، اور نہ دوسرے کو کچھ کرنے دیتے ہیں، چنانچہ وہ کہتے بھلا ایسوں کو نصیحت کرنے سے کیا فائدہ۔ جو بالکل ہلاکت کے کنارے کھڑے ہیں۔ وہ جواباً کہتے، محض فریضہ تبلیغ سے عہدہ برآ ہونے کے لئے۔ اور ممکن ہے ان کے دلوں میں گداز پیدا ہو، مقصد یہ ہے کہ بہرحال مبلغین اور اہل علم کو اپنے فرائض کو محسوس کرنا چاہئے۔ یہ ضروری نہیں کہ ان کی کوششیں بارآور بھی ہوں ●

ف۲

جب یہودیوں نے فسق و فجور میں حد سے تجاوز کیا۔ اور ناصحین کی نصیحتوں کو بھی ٹھکرا دیا۔ جب حجت تمام ہو چکی، تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی طبیعتوں کو مسخ کر دیا۔ جسم و صورت میں تبدیلی پیدا ہوئی۔ اور دنیا والوں کے لئے عبرت و موعظت کا سامان بن گئے ●

ف۳

یہودیوں کی ذلت آج تک قائم ہے۔ ہر زمانے میں ان کے لئے ایک بخت نصر موجود ہے۔ ان کی حرص و آز کو دیکھ کر ہر شخص نفور ہے۔ اور یہ [illegible] بدترین عذاب ہے ●

حلِ لغات

بَئِيْسٍ۔ بؤس سے ہے۔ یعنی تکلیف دہ ●

۱۶۸- وَ قَطَّعْنٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۫ وَ بَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَ السَّیِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ○

۱۶۹- فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ یَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَ یَقُوْلُوْنَ سَیُغْفَرُ لَنَا ۚ وَ اِنْ یَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ یَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ یُؤْخَذْ عَلَیْهِمْ مِّیْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا یَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَ دَرَسُوْا مَا فِیْهِ ؕ وَ الدَّارُ

۱۶۸- اور ہم نے یہود کو زمین میں گروہ گروہ کر کے متفرق کر دیا ہے۔ اُن میں بعض شخص نیکوکار ہیں اور بعض اور طرح کے ہیں۔ اور ہم نے انہیں نعمتوں اور سختیوں میں آزمایا ہے۔ شاید وہ پھریں ○ ف۱

۱۶۹- پھر اُن کے بعد ناخلف لوگ کتاب کے وارث ہوئے کہ اونے زندگی کا اسباب اختیار کرتے۔ اور کہتے ہیں، کہ ہمیں معاف ہو جائے گا۔ اور اگر ویسا ہی اور اسباب اُن کے پاس آ جائے اُسے لے لیں۔ کیا وہ عہد جو کتاب میں ہے۔ اُن سے نہیں لیا گیا، کہ اللہ کی نسبت سوائے حق کے اور کچھ نہ بولیں گے اور جو کتاب میں ہے پڑھ چکے ہیں اور آخرت

دین فروشی

ف۱ مقصد یہ ہے کہ ان میں دونوں قسم کے لوگ ہیں۔ صالح اور نیک بھی ہیں۔ اور بد بھی ہیں، جو دین فروشی میں دُنیا کے متاع قلیل پر مغرور ہیں اور غلط یہ ہے کہ باوجود اس بدبختی کے مغفرت و بخشش کے امیدوار بھی ہیں۔ حالانکہ اللہ کا کرم اُن لوگوں سے مختص ہے، جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور جن کا آخرت پر مضبوط ایمان ہے۔ جو اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہیں۔ اور اللہ کو دھوکا دینے کی کوشش نہیں کرتے۔ ان لوگوں سے مختلف انبیاء کے ذریعے سے عہد لیا گیا تھا۔ کہ دین کی بابت ہمیشہ صداقت کے شعار رہیں۔ اور کبھی باطل اور جھوٹ کی اشاعت نہ کریں۔ مگر یہ ہیں، کہ دُنیا کی مسرتوں کے لئے آخرت کی نعمتوں سے محروم ہیں ●

آخر میں ان لوگوں کو خوشخبری سنائی ہے جو ان فتنوں کے ہوتے ہوئے بھی کتاب و صلوٰۃ کا احترام کرتے ہیں۔ جنہیں اللہ نے حق کی اشاعت کے لئے چن لیا ہے۔ اور جو دل سے اللہ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں۔ اور یہ مصلح ہیں۔ ہم ان کے اجر کو ضائع نہیں کرتے ●

حلِ لغات

خَلْفٌ - بُرا جانشین ●

عَرَض - سامان ●

الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○

کا گھر ڈرنے والوں کے لئے بہتر ہے، کیا تم سمجھتے نہیں ؟ ○

۱۷۰- وَ الَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ○

۱۷۰- اور جو لوگ کتاب پکڑے ہوئے ہیں، اور نماز پڑھتے ہیں۔ ہم نیکوں کا ثواب ضائع نہ کریں گے ○

۱۷۱- وَ اِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّ ظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ اذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○

۱۷۱- اور جب ہم نے جڑ سے اُکھاڑ کے پہاڑ اُن پر اُٹھایا تھا۔ جیسے کہ سائبان ہوتا ہے۔ اور وہ سمجھے تھے کہ وہ اُن پر گر پڑے گا (ہم نے کہا تھا) کہ جو ہم نے تم کو دیا ہے اُسے زور سے پکڑو۔ اور جو اس میں لکھا ہے اُسے یاد کرتے رہو، شاید تم ڈرو ○ ف

۱۷۲- وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ

۱۷۲- اور جب تیرے ربّ نے آدم کے بیٹوں کی پُشتوں میں سے اُن کی اولاد کو نکالا تھا (یعنی بروز میثاق) اور اُن کی جانوں پر اُنہیں گواہ کیا تھا کہ کیا

ف

یعنی عہد قدیم میں ان لوگوں سے وعدہ لیا گیا تھا کہ کتاب کو حبل کی طرح تھامے رہیں، اس سے استفادہ کریں۔ اور دل کی حالتوں کو سنواریں مگر ان لوگوں نے ہر عہد کو ٹھکرایا۔ اور میثاق کی مخالفت کی۔ پہاڑ کو سر پر اٹھا کر کھڑا کرنے میں حکمت یہ تھی کہ کتاب کی مخالفت سے جو نتائج پیدا ہونے والے ہیں۔ ان کو ابھی سے دیکھ لیں۔ مقصد یہ تھا کہ اگر لذت کوشی میں پشت ڈال دیں گے۔ تو مصیبتوں کے پہاڑ ان کے سروں پر ٹوٹ پڑیں گے۔ اور یہ مقابلہ دکھلائے جائیں گے۔ اور اگر اطاعت شعار رہیں گے تو پہاڑ کی سی بلندی و رفعت انہیں حاصل ہوگی ۔ غرض جبر اور سختی نہ تھی۔ حقیقت واقعی کی طرف اشارہ تھا۔ کیونکہ اس میں خدا کی حکمت ہے وہ اگر چاہتا۔ تو تمام دُنیا کو اسلام پر جمع کر دیتا۔ مگر اللہ کی حکمت و دانائی نے ایسا نہیں چاہا۔ تا کہ لوگ آزادی سے اسلام کی برکتوں سے متمتع ہوں۔

حَلِّ لُغَات

نتقنا۔ نتق کے معنی کھینچنے اور اُکھاڑنے کے ہیں۔ علامہ راغب کہتے ہیں۔ نتق الشئ جذبه ونزعه۔ بعض لوگوں نے ورفعنا فوقهم الطور کے معنی جو بلند کرنے کے کئے ہیں۔ غلط ہیں۔ صحیح معنی بلندی پر لا کھڑا کرنے کے ہیں۔ جیسا کہ نتقنا سے معلوم ہوتا ہے۔

بِرَبِّكُمْ ۗ قَالُوْا بَلٰى ۛ شَهِدْنَا ۛ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۝

تمہارا رب نہیں ہوں؟ وہ بولے تھے۔ ہاں ہم گواہ ہیں۔ یہ گواہی اس لئے ہم نے لی کہ تم بروز قیامت کہو کہ ہم اس سے بے خبر تھے ۝

۱۷۳- اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝

۱۷۳- یا کہو کہ شرک تو ہمارے باپ دادوں نے ہم سے پہلے نکالا ہے۔ اور ہم اُن کے بعد کی اولاد ہیں، تو کیا تو جھوٹوں کے کام پر ہمیں ہلاک کرتا ہے؟ ۝ فل

۱۷۴- وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

۱۷۴- اور یُوں ہم آیات کھولتے ہیں۔ اور شاید وہ پھریں ۝

۱۷۵- وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝

۱۷۵- اور تو اُنہیں اُس شخص کی خبر پڑھ سنا جسے ہم نے اپنی آیات دی تھیں، سو وہ اُن کو چھوڑ نکلا۔ پھر اس کے پیچھے شیطان لگا، اور گمراہوں میں ہو گیا ۝

عہدِ فطرت

فل ان آیات میں بتایا کہ عہد و میثاق کا تعلق فطرت و تکوین سے ہے۔ انبیاء محض اس لئے مبعوث ہوتے ہیں۔ تاکہ اس عہد کو تاکید و توضیح کے ساتھ ان کے سامنے دوبارہ پیش کریں۔ ورنہ انسانوں کے خمیر میں اور ان کی گھٹی میں توحید اور اعترافِ حق ودیعت ہے۔ یعنی اللہ نے جب سے انسان کو پیدا کیا ہے اس کی رگ رگ اور نس نس سے اعتراف و ایمان کے چشمے پھوٹ رہے ہیں۔ ناممکن ہے۔ کہ انسان اللہ سے بے نیاز ہو سکے۔ اور اس کی احتیاج کو بر ملا محسوس نہ کرے ٭

عہدِ الست سے یہی مقصود ہے۔ قَالُوْا بَلٰی میں قول زبانِ حال سے تعبیر ہے، جس طرح کہا جاتا ہے اذا امتلاء الحوض قال قطنی۔ یعنی انسانی بناوٹ انسانی اعضا و جوارح میں قدرتِ الٰہی کا مظاہرہ۔ بند بند اور جوڑ جوڑ میں حکمت و دانائی کا ظہور۔ یہ اس بات کا بڑا بھاری ثبوت ہے۔ کہ غالب و دانا خدا کی یہ سب صنعت گری ہے ٭

حَلِّ لُغَات

نَبَاَ۔ مشہور بات۔ نبوۃ سے مشتق ہے۔ جس کے معنی بلندی کے ہیں۔ اور جو چیز بلند ہوتی ہے۔ مشہور ہوتی ہے ٭

۱۷۶۔ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَ لٰكِنَّهٗ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۚ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○

۱۷۶۔ اور اگر ہم چاہتے تو بوسیلہ ان آیات کے اُسکا درجہ بلند کرتے لیکن وہ زمین کی طرف جھکا اور اپنی خواہش کا پیرو ہوا۔ سو اس کی مثال جیسی کتے کی، اگر تو کتے پر بوجھ لادے تو وہ ہانپتا ہے اور جو چھوڑ دے تو بھی ہانپتا ہے۔ یہی مثال اُن لوگوں کی ہے جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں۔ سو تو قصے سُنائے جا۔ شاید وہ فکر کریں ○ ف۱

۱۷۷۔ سَآءَ مَثَلَا ۨ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ اَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ○

۱۷۷۔ جنہوں نے ہماری آیات جھٹلائیں اُن کی مثال بُری ہے۔ اور وہ اپنی ہی جانوں کا نقصان کرتے ہیں ○

۱۷۸۔ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○

۱۷۸۔ جسے اللہ راہ دکھائے، وُہی راہ پاتا ہے۔ اور جسے اللہ گمراہ کرے۔ وہی زیاں کار ہیں ○ ف۲

ف۱

معلوم ہوتا ہے یہودیوں میں کوئی شخص مشہور تھا جسے اللہ تعالے نے علم وفضل سے نوازا مگر جب اس نے رجوع عام دیکھا، تو پاؤں پھسل گئے اور ہوس کی پیروی شروع کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ کی نظروں سے گر گیا۔ قرآن حکیم نے نام نہیں لیا۔ مقصود حاصل ہے۔ یعنی کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو علم وسلوک کی چند منزلیں طے کر لینے کے بعد گمراہ ہو جاتے ہیں نفس کی خواہشیں اُن پر غالب آ جاتی ہیں۔ وہ روحانی رفعت کی بجائے نفسانی پستی کو زیادہ پسند کرتے ہیں ؎

یہود کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہو چکی تھی اسی لئے فرمایا۔ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا یعنی بالکل یہی حالت ان کذہن کی ہے۔ یا تو شریعت کے طالب ہیں۔ کتاب الٰہی کے حافظ وعالم ہیں۔ یا پھر ہوائے نفس کی پیروی ہے۔ گر کسی کروٹ چین نہیں۔ ان کی حالت مثل کتے کی طرح ہے۔ کہ ہر حالت میں پریشان ہیں۔ نہ عمل کی توفیق میسر ہے نہ فسق وفجور سے مطمئن ؎

ف۲

غرض یہ ہے کہ جب تک توفیق الٰہی شامل حال نہ ہو، ہدایت کا حصول ناممکن ہے اور توفیق الٰہی کے حصول کے لئے طلب صادق اور اخلاص شرط ہے۔ جو ان لوگوں میں موجود نہیں ؎

حلِّ لُغات

اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ۔ زمین میں دھنستا چلا گیا، یعنی ارضیت اور پستی اختیار کر لی ؎

۱۷۹ - وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ○

۱۷۹ - اور ہم نے آدمیوں اور جنوں میں سے بہت سے گروہ کو دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے۔ اُن کے دل ہیں جن سے سمجھتے نہیں۔ اور اُن کی آنکھیں ہیں اُن سے دیکھتے نہیں اور اُن کے کان ہیں اُن سے سنتے نہیں۔ وہ مثل چوپایوں کے ہیں۔ بلکہ اُن سے بھی زیادہ گمراہ۔ وہی غافل لوگ ہیں ○ ف۱

۱۸۰ - وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ؕ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

۱۸۰ - اور اللہ کے سب نام اچھے ہیں۔ سو تم ان سے اُسے پکارو۔ اور اُنہیں چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں کجی کی راہ چلتے ہیں۔ وہ اپنے کئے کی سزا پائیں گے ف۲ ○

۱۸۱ - وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ○

۱۸۱ - اور ہماری خلقت میں ایک گروہ ہے جو حق کی طرف راہ دکھلاتے اور اسی پر انصاف کرتے ہیں ○

ع ۲۲

ف۱

اس آیت میں وضاحت کردی کہ جو لوگ گمراہ ہیں۔ اور جہنم کے قابل ہیں۔ وہ وہ ہیں۔ جن کے دل ہیں۔ مگر غور و فکر کے عادی نہیں۔ آنکھیں ہیں، مگر حقائق صور کو نظر انداز کر جاتے ہیں۔ کان ہیں مگر سماعت حق کی قوت سے محروم ہیں گویا بالکل چوپائے ہیں۔ جن کا مقصد صرف ادنیٰ مقاصد حیات کا حصول ہے یعنی غفلت و جمود کی انتہا۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ

خُدا کے نام

ف۲

اللہ کے تمام نام جو کتاب و سنت میں وارد ہیں۔ اسماء حسنیٰ ہیں۔ یعنی وہ نام جو کتاب و سنت میں نہیں آئے۔ اور ان سے ذم و یا شرک کا پہلو نکلتا ہے۔ مذموم ہیں۔ اُن ناموں سے اللہ کو پکارنا ناجائز ہے۔ مقصد یہ ہے، کہ اللہ نام ہے صفات کمال کے اجتماع کا، حسن کامل کا، اور جمال جامع کا، خالص خوبصورتی اور رعنائی کا۔ اس لئے وہ تعبیرات جن سے ذم اور قبح کا پہلو نمایاں ہو، غیر صحیح اور غلط ہیں۔ علماء کرام کے دو گروہ ہیں۔ ایک وہ جو اسماء الٰہی کو توقیفی کہتے ہیں۔ اور ایک وہ ہیں جو قیاس کو جائز سمجھتے ہیں۔ صحیح عقیدہ ان دونوں کے بین بین ہے۔ ان معنوں میں توقیفی ہیں۔ کہ محض ناروا، مذموم اور غیر ثابت المعنی ناموں کا استعمال درست نہیں۔

(باقی بر صفحہ ۲۱۴)

۱۸۲ - وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ○

۱۸۲ - اور جنہوں نے ہماری آیات جھٹلائیں ہم آہستہ آہستہ انہیں موت میں کھینچیں گے ایسا کہ انہیں معلوم نہ ہوگا ○

۱۸۳ - وَأُمْلِي لَهُمْ ۚ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ○

۱۸۳ - اور میں انہیں مہلت دوں گا۔ میرا داؤ پکا ہے ○

۱۸۴ - أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا ۗ مَا بِصَاحِبِهِم مِّن جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ○

۱۸۴ - کیا وہ فکر نہیں کرتے کہ ان کا صاحب (محمد) مجنون نہیں ہے۔ وہ تو صریح ڈرانے والا ہے ○

۱۸۵ - أَوَلَمْ يَنظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ وَأَنْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ ۖ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ○

۱۸۵ - کیا وہ زمین آسمان کی سلطنت میں اور جو شے اللہ نے پیدا کی ہے نظر نہیں کرتے اور نہ اس بارہ میں کہ شاید ان کی اجل نزدیک آگئی ہو۔ پھر قرآن کے بعد وہ کونسی حدیث پر ایمان لائیں گے؟ ○

۱۸۶ - مَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ ۚ وَيَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ○

۱۸۶ - جسے اللہ نے بہکایا اسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں اور وہ انہیں ان کی گمراہی میں ف۱ سرگرداں چھوڑ دیتا ہے ○

(بقیہ حاشیہ)

اور ان معنوں میں قیاسی ہیں۔ کہ پاکیزہ اور جائز نام جو در اصل ترجمہ ہوں ان اسماء کا جو کتاب وسنت میں وارد ہیں۔ لائق قبول ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ف۱

اضلال اللہ کی جانب جو منسوب ہے۔ تو اس لئے کہ تمام اشیاء کا خالق حقیقی وہی ہے۔ ورنہ مقصود یہ نہیں، کہ وہ تبارک وتعالیٰ گمراہی کو پسند کرتا ہے۔ غرض یہ ہے، کہ ان لوگوں سے توفیق ہدایت چھن جاتی ہے۔ یہ ایک پیرایۂ بیان ہے۔

حلِ لغات

قلوب سے مراد قرآن کی طرف عقل وفکر ہے۔ چاہے وہ دماغ ہو۔ چاہے دل۔

۱۸۷- يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ڤ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

۱۸۷- تجھ سے قیامت کی بابت پوچھتے ہیں کہ کب قائم ہوگی۔ تو کہہ اس کا علم تو فقط میرے رب کو ہے۔ وہی اس کے وقت پر اسے کھول دکھائے گا وہ گھڑی آسمان و زمین میں بھاری بات ہے تم پر آئے گی تو اچانک آ جائے گی۔ تجھ سے ایسے پوچھتے ہیں گویا تو اس کا متلاشی ہے تو کہہ اس کا علم تو فقط خدا کو ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے ○ ف۱

۱۸۸- قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ڔ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ڔ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ

۱۸۸- تو کہہ میں اپنی جان کے بھلے یا برے کا مالک نہیں ہوں۔ لیکن جو کچھ اللہ چاہے۔ اور اگر میں ف۲ غیب کی بات جانتا۔ تو بہت سی خوبیاں جمع کر لیتا۔ اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچتی۔ میں تو مومنوں کو صرف ڈرانے اور خوشی سنانے

ف۱

مکے والوں میں ایک مرض یہ تھا۔ کہ رسول اللہ سے خواہ مخواہ کچھ نہ کچھ پوچھتے رہتے۔ اور الجھاتے رہتے، غرض یہ ہوتی کہ عوام کو بتایا جائے۔ کہ دیکھو تمہارا رسول سوالات کا جواب نہیں دیتا ۔

قیامت کے متعلق اکثر پوچھتے۔ کہ وہ کب ہے۔ اللہ نے متعدد مواقع پر جواب دیا ہے۔ کہ قیامت کا صحیح صحیح علم اللہ کو ہے۔ کوئی فرد بشر نہیں جانتا۔ کہ کب دنیا کا یہ نظام درہم برہم ہو جائے ۔

ف۲

نبی کا کام کہانت یا پیش خبری نہیں۔ وہ رشد و ہدایت کے لئے آتا ہے۔ یعنی اس لئے کہ نیک اور ابرار کو جنات و نعیم کی خوشخبری سنائے۔ اور وہ جو بدعمل اور بدکردار ہیں انہیں جہنم کی آگ سے ڈرائے۔ غیب کا علم صرف ذاتِ باری کو ہے۔ عالم غیب کی باتیں بجز علیم و خبیر خدا کے اور کوئی نہیں جانتا ۔

اس آیت میں حضور کی زبان فیض ترجمان سے بتلایا گیا ہے۔ کہ میں نفع و نقصان کا مالک نہیں۔ یہ چیزیں اللہ کے اختیار میں ہیں۔ میں اگر غیب کے لاتعداد خزانوں سے آگاہ ہوتا۔ تو مجھے تکلیفیں کیوں سہنا پڑتیں۔ بدر و حنین کی ہزیمت کیوں محسوس ہوتی۔ دندانِ مبارک کیوں شہید ہوتے۔ حرم محترم پر کیوں حملے کئے جاتے۔ اور ایسا کیوں ہوتا۔ کہ نواسہ کرب و بلا میں تڑپ تڑپ کر جام شہادت نوش کرتے۔ اور مجھے علم نہ ہو۔ یہ باتیں اس لئے ہوئیں۔ کہ مستقبل کی خبریں اللہ ہی جانتا ہے۔ اور اسی میں مصلحت ہے۔ انسان اگر اس محدود عقل کی بنا پر بعض ہونے والے واقعات کو قبل از وقت جان لے تو اس کے لئے دنیا میں جینا مشکل ہو جائے۔ بعض اوقات نہ جاننا بھی اللہ کی نعمتوں میں شمار ہوتا ہے ۔

لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ○

١٨٩ - هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِ ۚ فَلَمَّا أَثْقَلَت دَّعَوَا اللَّهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ○

١٩٠ - فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا ۚ فَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ○

١٩١ - أَيُشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ○

والا ہوں ○

١٨٩ - اللہ وہ ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔ اور اُس سے اُس کے جوڑے کو نکالا تاکہ وہ اُس سے آرام پکڑے، پھر جب اُس نے اُس عورت کو ڈھانکا، تو وہ حاملہ ہوئی (اور اول) حمل کا بوجھ ہلکا تھا۔ پھر وہ اُسے لئے پھری پھر جب حمل بوجھل ہو گیا تو دونوں نے اللہ اپنے رب سے دعا کی کہ اگر تو ہمیں نیک فرزند بخشے گا تو ہم شکر گزار ہوں گے ○ ف

١٩٠ - پھر جب اُس نے انہیں نیک فرزند بخشا، تو دونوں نے اس دیئے ہوئے میں اللہ کے شریک ٹھہرائے سو اللہ ان کے شریک بنانے سے بالاتر ہے ○

١٩١ - کیا ان کو شریک ٹھہراتے ہیں جو پیدا نہیں کرتے کچھ بھی، بلکہ آپ مخلوق ہیں ○

ف

عام مفسرین نے یہاں یہ قصہ بیان کیا ہے، کہ حوا، جب حاملہ ہوئیں، تو شیطان ان کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا، جانتی ہو اب کیا ہوگا۔ تیرے پیٹ سے جانور پیدا ہوگا۔ اور خدا جانے کس تکلیف کے انداز میں پیدا ہو۔ یا انسانی بچہ پیدا ہو تو ناقص ہو، میں اللہ کا مقرب ہوں۔ اگر میری بات مانو اور ہونے والے بچے کا نام عبدالحارث رکھو، تو کوئی اندیشہ نہیں، حوا اس پر راضی ہوگئیں۔ اور بچے کا نام عبدالحارث رکھا۔ حارث شیطان کا نام ہے۔ یہ آیت اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ مگر یہ واقعہ حقیقتاً درست نہیں۔ کیونکہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ خدا کا پیغمبر دوبارہ شیطان کے دھوکے میں آگیا۔ حالانکہ مومن بھی دوبارہ دھوکا نہیں کھاتا۔ اَلْمُؤْمِنُ لَا يُلْدَغُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَّرَّتَيْنِ۔ نیز اس واقعہ کے صاف صاف معنی یہ ہیں کہ انبیاء بھی شرکیہ افعال کے مرتکب ہو سکتے ہیں۔ دیکھئے قرآن نے میاں بیوی دونوں کو برابر کا مجرم قرار دیا ہے۔ جَعَلَا شُرَکَاءَ۔ حالانکہ یہ منصب نبوت کے منافی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اجتہاد و فہم میں تسامح سرزد ہو۔ مگر توحید جیسی اہم حقیقت میں اشتباہ ناممکن ہے۔

بات اصل میں یہ ہے کہ یہاں آدم و حوا کا ذکر ہی سرے سے موجود نہیں۔ عام انسانوں کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں دیکھو ہم نے تمہیں ایک ہی نفس و نوعیت سے پیدا کیا ہے مگر تم ہو کہ تخلیق اولاد کو دوسروں کی جانب منسوب کرتے ہو۔ اس حقیقت کو نہایت دلنشین انداز میں بیان کیا ہے۔ یعنی بتایا یہ ہے، کہ شرک کرتے وقت انسانی نفسیات کیا ہوتی ہیں۔

عورت جب محسوس کرتی ہے کہ پاؤں بھاری ہیں، تو خوشی خوشی کام کاج میں مصروف نظر آتی ہے۔ اور اس بوجھ کو لئے لئے پھرتی ہے۔ فَلَمَّا أَثْقَلَتْ۔ جب یہ جانتی ہے کہ اب ولادت کا وقت قریب ہے۔ تو اس وقت اس کے دل میں خطرہ پیدا ہوتا ہے۔ جانے بچہ کس قسم کا پیدا

(باقی بر صفحہ ٢١٧)

۱۹۲ - وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ○

۱۹۲ - اور وہ نہ اُن کی مدد کر سکتے ہیں۔ نہ اپنی مدد کر سکتے ہیں ○

۱۹۳ - وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ○

۱۹۳ - اور اگر تم انہیں ہدایت کی طرف پکارو، تو وہ تمہاری پیروی نہ کریں، تمہارے لئے برابر ہے کہ تم انہیں پکارو، یا چپکے رہو ○

۱۹۴ - اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

۱۹۴ - خدا کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو، وہ تمہاری مانند بندے ہیں۔ سو اگر تم سچے ہو، تو انہیں اس حال میں پکارو، جب وہ تمہیں جواب دے سکیں ○

۱۹۵ - اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ؗ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ؗ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ؗ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ

۱۹۵ - کیا اُن (بتوں) کے پیر ہیں کہ اُن سے چلیں، یا اُن کے ہاتھ ہیں جن سے پکڑیں، یا اُن کی آنکھیں ہیں، جن سے دیکھیں۔ یا اُن کے کان ہیں، جن سے وہ سنیں

(بقیہ حاشیہ)

ہو۔ تندرست ہو یا بیمار۔ پھر خوف و ہراس کم ہوتا ہے۔ اللہ کرم کرتے ہیں بچے تندرست پیدا ہوتا ہے۔ اس وقت میاں بیوی دونوں کہتے ہیں، کہ سب نبیوں کی بخشش ہے۔ خواجہ کی نوازش ہے۔ بڑے پیر کی مہربانی ہے حالانکہ ان میں سے کسی بزرگ کو بھی تخلیق و تولید میں کوئی دخل نہیں ۔ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا سے لے کر جَعَلَا لَهٗ تک تمام انہی کے معنے مستقبل کے معنوں میں ہیں ۔

حلِ لغات

تَغَشّٰى ۔ تَغَشِّی سے ماضی کا صیغہ ہے۔ چھا جانے کے معنوں میں ہے۔ صَالِحًا ۔ چنگا بھلا، نیکوکار ۔

قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ○

تو کہہ کہ تم اپنے شریکوں کو بُلاؤ پھر مجھ پر مکر کرو۔ اور مجھے کچھ فرصت نہ دو ○

١٩٦- اِنَّ وَلِيِّۦَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ○

١٩٦- میرا کارساز وہ اللہ ہے۔ جس نے کتاب نازل کی، اور وُہی نیکوں کا حمایتی ہے ○

١٩٧- وَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَ لَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ○

١٩٧- اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ نہ تمہاری ہی مدد کر سکتے ہیں۔ اور نہ اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں ○

١٩٨- وَ اِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ۚ وَ تَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ○

١٩٨- اور اگر تم انہیں راہ کی طرف پکارو، تو وہ سُنتے نہیں۔ اور اے محمدؐ تو اُن بُتوں کو دیکھتا ہے گویا وہ تیری طرف تاک رہے ہیں حالانکہ وہ کچھ نہیں دیکھتے ف١

١٩٩- خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ○

١٩٩- معافی کی خُو پکڑ۔ اور نیک باتوں کا حکم دے اور نادانوں سے مُنہ موڑ ○ ف٢

٢٠٠- وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ

٢٠٠- اور اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ تجھے

ف١

اس سے قبل بُتوں کا ذکر ہے۔ کہ ان میں کوئی خصوصیت نہیں۔ وہ بھی تمہاری طرح عبودیت و تذلل کی زنجیر میں بندھے ہوئے ہیں۔ اور پھر اس درجہ بے بس ہیں کہ چل پھر نہیں سکتے۔ نہ ہاتھوں سے چھو سکتے ہیں۔ نہ آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ اور نہ کان میں (سے) سن سکیں۔ اس کے بعد بُت پرستوں سے کہا، کہ تم ان کو مقابلے کے لئے آزما کر دیکھو۔ اور دیکھو اللہ کی دوستی اور حمایت کس طرح ہوتے کام آتی ہے۔ اس کے بعد کی آیات میں تعریض ہے۔ کہ بُتوں سے نصرت کی توقع نہیں ہو سکتی۔ وہ نہ اپنی مدد کر سکتے ہیں، اور نہ تمہاری۔ اس کے بعد خطاب مشرکین سے ہے۔ کہ اگر ان کو ہدایت کی طرف دعوت دی جائے۔ تو غور و فکر کی غرض سے کان نہیں دھرتے۔ باوجود ان حقائق کے بُتوں کی بیچارگی اور بے بسی کے پھر بھی عقیدتمند ہیں ◆

ف٢

مقصد یہ ہے کہ حضورؐ اُن مشرکین کے طعن و تشنیع سے درگزر فرمائیں۔ ان کی زیادتیوں پر توجہ نہ دیں۔ اور اپنا کام وقار و متانت سے انجام دیتے رہیں۔ یہ جہالت و نادانی کی وجہ سے مجبور ہیں ◆

درحقیقت یہ حکم حضورؐ کی سیرت مبارکہ کا ایک تابناک صفحہ ہے۔ آپ نے ہمیشہ عفو و کرم سے کام لیا ہے۔ اور کبھی کسی شخص سے ذاتی انتقام نہیں لیا ◆

حلِّ لُغات

اَلْعُرْف ۔ یعنی معروف ◆

نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

ڈگا گے، تو اللہ سے پناہ مانگ، وہ سنتا جانتا ہے ○ ف

۲۰۱- اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰۗىِٕفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ○

۲۰۱- جو ڈرتے ہیں جب انہیں شیطان سے کوئی وسوسہ پہنچے، وہ چونک اٹھتے ہیں پھر ناگہاں وہ دیکھنے لگتے ہیں ○

۲۰۲- وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ○

۲۰۲- اور ان کے بھائی انہیں گمراہی میں کھینچتے ہیں پھر وہ کمی نہیں کرتے ○

۲۰۳- وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۭ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَاۗىِٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

۲۰۳- اور جب تو ان کے پاس کوئی آیت نہیں لاتا تو کہتے ہیں کہ کیوں کوئی آیت نہیں چھانٹ لایا، تو کہہ میں تو صرف اسی کے تابع ہوں جو مجھے میرے رب سے حکم آتا ہے، یہ تمہارے رب سے ہدایت اور رحمت اور سمجھ کی باتیں ہیں مومنین کے لئے ○ ف۲

۲۰۴- وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ

۲۰۴- اور جب قرآن پڑھا جائے تو چپ ہو کے اس کو

کشاکش نفس اور پیغمبر

ف۱

نزغ سے مراد وسوسہ اندازی ہے یعنی جب آپ کے دل میں ان لوگوں کی کج روی اور مخالفت کی وجہ سے شیطان غم و غصہ کی آگ بھڑکانا چاہے، تو آپ اللہ کی پناہ میں آجائیں۔ وہ آپ کی دعاؤں کو سنتا اور آپ کے حالات کو جانتا ہے۔

عصمت انبیاء کا مفہوم یہ نہیں، کہ انبیاء کے دل میں خواہشوں کی کشاکش نہیں ہوتی۔ یا نفس بشری بیکار ہو جاتا ہے۔ عصمت کا مفہوم یہ ہے کہ انبیاء باوجود زبردست کشاکش نفسی کے پیغمبرانہ وظائف سے محروم نہیں ہوتے۔ اور وہ ہر ترغیب و تحریص کو نیز قوت سے رد کر دیتے ہیں جس میں برائی کا ذرا بھی دخل ہو۔ بھی ان کے دل میں بتقاضائے بشریت وسوسہ اندازی ہوتی ہے۔ مگر وہ باطنی قوت سے اس کا مقابلہ کرتے ہیں اور شکست دیتے ہیں۔ اور پیغمبرانہ عظمت انہیں ہر مقام پر محفوظ رکھتی ہے۔

قرآن معجزہ ہے!

ف۲

اس سے پیشتر کی آیت میں مکہ والوں کا قول نقل ہے کہ آپ مطلوبہ معجزہ کیوں نہیں دکھلاتے۔ اس کے جواب میں آپ نے قرآن کی زبان میں فرمایا۔ میں وحی و الہام کا پابند ہوں۔ اپنی طرف سے کچھ ایزاد نہیں کر سکتا۔ اور قرآن میں تمہارے لئے بصائر اور دلائل ہیں۔ ھٰذا بصائر من ربکم۔ یعنی اگر اطمینان مقصود ہے۔ تو قرآن کو پڑھو، اور اگر یہ نہ ہو سکے۔ تو کم از کم جب قرآن پڑھا جائے۔ غور سے سنو۔ پھر دیکھو، قرآن کی صداقت کس طرح تمہیں اپنی جانب کھینچ لیتی ہے۔ اور کیونکر تمہیں سزاوار کرم بنا دیتی ہے۔

یعنی قرآن بجائے خود معجزہ ہے، ایک علمی تواتر ہے نہایت دلچسپ کا موثر کلام ہے۔ اس کو پڑھو، دیکھو انصاف و عدل کے کانوں سے سن لو، پھر تمہیں خود معلوم ہو جائے گا۔

وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

سُنو۔ شاید تم پر رحم ہو ۝

۲۰۵۔ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝

۲۰۵۔ اور اپنے رب کو اپنے دل میں صبح و شام گڑگڑا کر اور ڈر کر بغیر بلند آواز کے یاد کر۔ اور غافلوں میں نہ ہو ۝ ف۱

۲۰۶۔ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۝ السجدة

۲۰۶۔ وہ جو تیرے رب کے نزدیک ہیں (فرشتے) اس کی عبادت سے سرکشی نہیں کرتے اور اس کی تسبیح کرتے اور اسے سجدہ کرتے ہیں ۝

(۸) سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ ۸۸

اٰيَاتُهَا (۷۵) رُكُوْعُهَا (۱۰)

سُورۂ انفال

مدنی۔ آیتیں (۷۵)۔ رکوع (۱۰)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱۔ يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا

۱۔ مال غنیمت ف۲ کی بابت تجھ سے پوچھتے ہیں تو کہہ مال غنیمت اللہ کا اور رسول کا ہے۔ سو تم اللہ

ف۱

مقصد یہ ہے کہ آدمی ذکر میں جب لگے تو اپنے دل میں اللہ کو یاد کرے۔ تاکہ شور و شغب سے ان کے قلب میں تفرق نہ آئے۔

بات یہ تھی کہ مسلمان جب ذکر و شغل میں مصروف ہوتے تو مشرکین شور مچاتے۔ اور خلل انداز ہوتے اس پر یہ ہدایت ہوئی کہ صبح و شام جب چاہو، خدا کو یاد کرو۔ اور عاجزی اور اخفاء کا اظہار ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ دوسرے بھی سنیں۔ البتہ غفلت نہیں کرنی چاہیے۔

سُورۂ انفال

ف۲

مدنی ہے۔ جب مدینہ میں غنائم کے سلسلہ میں تنازع ہوا تو یہ سورۃ نازل ہوئی۔ اس میں خمس کی تفصیل بتائی گئی ہے۔ نوجوان

یہ کہتے تھے کہ ہم غنیمت کے زیادہ حقدار ہیں۔ مشیوخ کو یہ فضیلت تسلیم نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس عقدہ میں فرمایا۔ اصل میں یہ اللہ اور اللہ کے رسول کے قبضہ و ملک میں ہے۔ وہ جیسا چاہیں تقسیم کریں۔ تمہیں اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔ حضورؐ نے خمس نکال لینے کے بعد نوجوانوں اور بوڑھوں میں مال برابر تقسیم کر دیا۔

حلِّ لغات

اَنْصِتُوْا۔ مصدر انصات۔ چپ سننے کے لئے خاموش ہو جانا۔

اَنْفَال۔ جمع نفل۔ یعنی مال غنیمت۔

اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۠ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

سے ڈرو، اور آپس میں صلح کرو، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اگر مومن ہو ۝

۲ - اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝

۲ - وُہی ہیں ایماندار کہ جب اللہ کا نام آئے، اُن کے دل ڈر جائیں۔ اور جب اُن کے سامنے اُس کی آیات پڑھی جائیں اُن کا ایمان بڑھے، اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں ۝ ف۱

۳ - الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

۳ - جو نماز پڑھتے، اور ہمارا دیا ہوا خرچ کرتے ہیں ۝ ف۲

۴ - اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

۴ - وُہی سچے مومن ہیں۔ اُن کے لئے اُن کے رب کے پاس درجے ہیں، اور مغفرت اور عزت کا رزق ۝

۵ - كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ

۵ - جیسے کہ تجھے اے محمدؐ تیرے رب نے سچائی کے

ف۱

مقصد یہ ہے کہ مومن کو غیر مشروط طور پر مطیع ہونا چاہیئے۔ اس کا دل ایسا اثر پذیر ہوتا ہے۔ کہ خدا کا نام سن کر کانپ جاتا ہے قرآن کی آیات کو سنتا ہے تو دل میں ایمان کا سمندر موجزن ہو جاتا ہے۔ اس کی بصیرت اور معارف و حقائق میں مسلسل اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ وہ متوکل ہے۔ ہر بات میں اللہ پر اُسے بھروسا ہے۔

ف۲

درحقیقت مومن وہ ہے جو صلوٰۃ و زکوٰۃ کے احکام پر عمل پیرا ہے۔ اس کے لئے روحانی درجات ہیں۔ یہی مغفرت الٰہی کا حقدار ہے۔ اور یہی وُہ ہے۔ جس کی روزی پاک اور طیب ہے۔

مگر صلوٰۃ و زکوٰۃ کا مفہوم محض ہر روز اذکار و وظیفہ کا ادا کرنا نہیں، نہ سال کے بعد ایک متعین رقم ادا کرنا ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ روح و مغز کا حصول ضروری ہے نماز پڑھے۔ اور نمازی کی عادات و خصائل کا حامل بنے۔ زکوٰۃ دے اور قومی و ملی ضروریات سے آگاہ رہے۔

بِالْحَقِّ ص وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۙ

ساتھ تیرے گھر سے نکالا، اور مسلمانوں کی ایک جماعت راضی نہ تھی[ف] ○

٦- يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۞

٦- حق بات میں اس کے واضح ہونے کے بعد تیرے ساتھ جھگڑتے تھے گویا وہ لوگ موت کی طرف ہانکے جاتے تھے اور انہیں موت سامنے نظر آتی تھی ○

٧- وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۙ

٧- اور جب اللہ تمہیں دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ دیتا تھا کہ وہ تمہارے ہاتھ لگے گی اور تم چاہتے تھے کہ وہ جماعت تمہیں ملے جس میں کانٹا نہ لگے۔ اور اللہ کا ارادہ تھا کہ حق کو اپنے کلاموں سے سچا کرے۔ اور کفار کی جڑ کاٹ ڈالے ○

٨- لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۚ

٨- تاکہ سچ کو سچا کرے۔ اور جھوٹ کو جھوٹ اور اگرچہ مجرم پسند نہ کریں ○

غزوۂ بدر

ف ۲ھ میں مسلمانوں کو ضرورت محسوس ہوئی کہ مکے والوں کی شرارتوں کا قطعی سدباب کر دیا جائے۔ تقریباً ۳۰۰ میل کی دوری کے باوجود مسلمانوں کو چین سے نہیں رہنے دیتے تھے۔ اکثر دھمکیاں دیتے کہ ہم یثرب پہنچ کر تمہیں مزہ چکھائیں گے۔ ربیع الاول ۲ھ میں ایک شخص کرز بن جابر الفہری مدینہ پہنچا اور اونٹ لوٹ کر لے گیا۔

حضورؐ نے فیصلہ کر لیا۔ کہ مدینے سے باہر نکل کر فیصلہ کن جنگ ہو جائے۔ تاکہ کفر آئندہ ایمان کے خلاف جرأت نہ کرے۔

حضورؐ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا۔ بعض نے خوف کا اظہار کیا۔ ایک جماعت ایسی تھی جسے باہر نکل کر لڑائی کا تجربہ نہ تھا۔ وہ کہتے تھے ہم اچھی طرح تیار نہیں ہیں۔ پہلے سے علم ہوتا تو تیاری کرتے۔ مگر حضورؐ کا فیصلہ قطعی تھا۔ اللہ تعالیٰ یہ چاہتے تھے کہ احقاق حق ہو جائے۔ اور کفر کے سارے ارمان نکل جائیں۔

اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ

سے غرض یہ ہے کہ ایک قافلہ ابوسفیان کا جا رہا تھا جس کے تعاقب میں مسلمان نکلے۔ مگر کفار مکہ کا لشکر جرار مقابلے کے لئے آ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ یہ چاہتے تھے کہ تمہاری مڈبھیڑ لشکر سے ہو، تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ ایمان میں کتنی قوت ہے اور تم چاہتے تھے کہ قافلہ ہاتھ آ جائے، تاکہ آسانی سے مال غنیمت کے حقدار بن جائیں۔ اس لئے وہی ہوا، جو خدا کا منشاء تھا۔

حل لغات

يُسَاقُوْنَ۔ مصدر سوق۔ ہنکانا۔

۹- اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝

۹- جب تم نے اپنے رب سے فریاد کی تو اُس نے تمہاری دعا قبول فرمائی، کہ میں ایک ہزار فرشتے لگاتار بھیج کر تمہاری مدد کروں گا ۝

۱۰- وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

۱۰- اور یہ وعدہ مدد جو اللہ نے کیا صرف خوشخبری تھی، اور تاکہ اُس کے وسیلے سے تمہارے دل تسکین پائیں اور فتح تو صرف اللہ ہی کی طرف سے ہوا کرتی ہے، اللہ غالب حکمت والا ہے ۝ ف۱

۱۱- اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝

۱۱- جب اُس نے تم پر اونگھ ڈالی جو اُس کی طرف سے چین تھی۔ اور آسمان سے مینہ برسایا، تاکہ اُس پانی سے تمہیں پاک کرے اور شیطانی نجاست تم سے دفع کرے۔ اور تمہارے دلوں پر محکم گرہ لگائے۔ اور تمہارے قدم ثابت کرے ۝ ف۲

فرشتوں کی تائید

ف۱

حضورؐ جب بدر میں تین سو تیرہ قدسی لے کر پہنچے ہیں، تو کفار ایک ہزار کی تعداد میں تھے۔ مسلمان نہایت بے سروسامانی میں تھے سارے لشکر میں دو گھوڑے، اور سات اونٹ۔ غور کرو، اتنی سی قوت کے ساتھ کفر کے خلاف صف آرائی کا خیال ہے۔

حضورؐ نے دعا کی، کہ اے اللہ اگر مخلصین کی چھوٹی سی جماعت کٹ گئی، تو پھر تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک کون پھیلائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے دعا کو شرف قبولیت بخشا، اور مسلمانوں کی تائید کے لئے ایک ہزار فرشتے نازل فرمائے۔

آیت کا مقصد یہ ہے کہ فرشتوں کا نزول تمہاری تسکین کے لئے ہے، ورنہ اللہ کے پاس اور بھی نصرت و اعانت کے بے شمار و لاتعداد وسائل ہیں۔

ف۲

عین میدان جنگ میں نیند یہ اللہ کی خاص نصرت تھی۔ اس سے مسلمان تازہ دم ہو گئے نیز کفار کے لئے یہ امر نہایت مرعوب کن ہے کہ مسلمان مصاف جنگ میں بے خطر ہو کر سو جاتے ہیں۔ یہ درحقیقت مسلمانوں کی طمانیت قلب کا بہترین نمونہ ہے۔

پانی کا برس جانا بھی خاص عنایت تھی طبیعتیں شگفتہ ہو گئیں۔ ضروریات کو پورا کر لیا گیا۔ اور دل میں کسی طرح کا میل باقی نہ رہا۔

۱۲- اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۞

۱۲- جب تیرے رب نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تم خود کو چلو میں بھی تمہارے ساتھ ہوں، تم مسلمانوں کو مضبوط کرو۔ میں کافروں کے دل میں خوف ڈالوں گا۔ پس تم گردنوں پر تلواریں مارو۔ اور اُن کے پور پور کاٹ ڈالو ۞ ف۱

۱۳- ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۞

۱۳- یہ اس لئے کہ اُنہوں نے اللہ اور رسول کی مخالفت کی تھی۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کریگا تو اللہ سخت عذاب دینے والا ہے ۞

۱۴- ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ۞

۱۴- یہ تو تم چکھ لو۔ اور جان رکھو کافروں کے لئے آگ کا عذاب (آگے بھی) ہے ۞

۱۵- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا

۱۵- مومنو! جب تم میدان جنگ میں کافروں کے مقابل ہو، تو اُن کو ہرگز

ف۱

فرشتے اللہ کا حکم پاکر کفر کو مرعوب کرتے رہے، اور اس کا اثر آج تک مسلمان محسوس کرتا ہے۔ وہ ہزار کرور ہے۔ کفر کے خلاف پوری طرح جانباز ہے۔ گو وہ تمام قوموں سے پیچھے ہے۔ مگر رعب اب تک قائم ہے۔ کفر و طاغوت کی تمام قوتیں مسلمان سے خائف ہیں۔ کیونکہ یہی تنہا استعمار کے لئے خطرہ ہے۔

حلِ لغات

(صفحہ گذشتہ)

مُرْدِفِيْنَ۔ مردف کی جمع ہے، یعنی فرشتے ردیف وار آسمان سے آئے۔

لِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ۔ ربط علٰی قلبہ۔ محاورہ ہے مراد وصلہ افزائی کرنا ہے۔

تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ○

پشت نہ دو ○

۱۶ - وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ○

۱۶ - اور جو کوئی اُس دن اُن کو پشت دے گا، سوائے اُس کے جو ہنر کرتا ہے لڑائی کا، یا (پھر) فوج میں جا ملتا ہے، وُہ اللہ کا غضب لے پھرے گا۔ اور اُس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔ اور وُہ بُری جگہ ہے ○ ف۱

۱۷ - فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ ۚ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءً حَسَنًا ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○

۱۷ - پس تم نے انہیں نہیں مارا لیکن اللہ نے مارا۔ اور تُو نے مُٹھی خاک نہیں پھینکی تھی جب پھینکی تھی، مگر اللہ نے پھینکی تھی۔ اور وہ مومنین پر اپنی طرف سے خُوب احسان کرنا چاہتا تھا اور اللہ سُنتا جانتا ہے ○ ف۲

۱۸ - ذَٰلِكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ مُوهِنُ كَيْدِ الْكَافِرِينَ ○

۱۸ - یہ تو ہو چکا۔ اور جان رکھو کہ اللہ کافروں کی تدبیر کو سُست کرے گا ○

ف۱

اسلام صلح و آشتی کا مذہب ہے۔ مگر جب کفر و طاغوت کا مقابلہ آ پڑے۔ اُس وقت کسی رواداری اور بزدلی کو جائز قرار نہیں دیتا ۔

میدانِ جہاد سے فرار بدترین گناہ ہے۔ اسلام بہادروں کا مذہب ہے۔ البتہ پینترا بدلنا اور طرح دینا اس سے مستثنےٰ ہے ۔

مقصد یہ ہے کہ میدانِ جنگ میں صرف بہادری اور شجاعت کا مظاہرہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ عقلمندی اور دانائی کا ادا بھی ضروری ہے ۔

وَمَا رَمَيْتَ

ف۲

مقصد یہ ہے کہ تم لوگوں نے میدانِ جہاد میں محض اپنے فرض کو ادا کیا ہے۔ ورنہ کامیابی اور نصرت تو تمہاری کوششوں کی رہینِ منت نہیں، تم نے بلاشبہ ان سے جنگ کی اور بہادری کا ثبوت دیا۔ لیکن اگر اللہ کفر کو ہزیمت نہ دینا چاہتا۔ تو تم فتح پر قادر نہ ہو سکتے ۔

اسی طرح حضور کے متعلق فرمایا۔ آپ نے جو مُٹھی شاہت الوجوہ کہہ کر پھینکی اور مخالفین کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ یہ بھی محض اللہ کا فضل تھا ۔

غرض یہ ہے کہ بڑی سے بڑی کامیابی بھی اللہ کے فضل سے بے نیاز نہیں ۔

حلِ لُغات

مُتَحَرِّفًا۔ حرف کے معنی پہلو یا کنارے کے ہیں۔ تحرف سے مقصود ایک طرف ہو جانا ہے بچاؤ کے لئے ۔

مُتَحَيِّزًا۔ حیز کے معنی جگہ کے ہیں یعنی مجھوری جگہ کا متلاشی ہونے والا ۔

۱۹- اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَ اِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ اِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَ لَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

۱۹- (اے اہلِ مکہ) اگر تم فیصلہ چاہتے تھے، تو فیصلہ تم کو پہنچ چکا۔ اب اگر تم باز آؤ۔ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اور جو تم مُڑ کے آؤ گے، ہم بھی مُڑ کے آئیں گے۔ اور تمہاری جمعیت کچھ تمہیں مفید نہ ہوگی۔ اگرچہ بہت ہو۔ اور اللہ مُسلمانوں کے ساتھ ہے ۝ ف۱

۲۰- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝

۲۰- مومنو! اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔ اور اُس سے مُنہ نہ موڑو حالانکہ تم سُنتے ہو ۝

۲۱- وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ هُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝

۲۱- اور اُن کی مانند نہ ہو، جو کہتے ہیں، کہ ہم نے سُنا۔ اور وہ نہیں سُنتے ۝

۲۲- اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ

۲۲- خُدا کے نزدیک سب جانداروں میں بدتر

ف۱ مکے والے جب گھروں سے جنگ کے لیے نکلے تو یہ کہتے ہوئے نکلے۔ اللہ ہم میں سے جو ہدایت پر ہے۔ اس کی نصرت فرمائیو۔ اب بدر کی فتح نے یقین دلا دیا، کہ مسلمان حق پر تھے، کیونکہ باوجود قلت تعداد کے اور بے سروسامانی کے یہ حیرت انگیز کامیابی بجز صداقت و تائید ربانی کے کیونکر ممکن ہے۔

فرمایا شرارتوں سے اب بھی رک جاؤ۔ تمہیں کثرت تعداد پر غرور نہ ہونا چاہیے۔ اللہ کی نصرتیں حق و صداقت کے ساتھ ہیں، کثرت کے ساتھ نہیں۔

الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ○

بہرے، اور گونگے ہیں۔ جو نہیں سمجھتے ○ ف۱

۲۳- وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ۭ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○

۲۳- اور اگر خدا اُن میں بھلائی جانتا، تو انہیں سُنواتا۔ اور اب اگر انہیں سنوائے تو وہ منہ موڑ کے اُلٹے بھاگیں ○

۲۴- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ وَ اَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ○

۲۴- مومنو! اللہ اور رسولؐ کی مانو۔ جب وُہ تمہیں اُس کام کے لئے بُلائے جس میں تمہاری زندگی ہے۔ اور جانو کہ آدمی اور اُس کے دل کے درمیان خدا حائل ہو جاتا ہے۔ اور یہ کہ تم اُس کی طرف جاؤ گے ○ ف۲

۲۵- وَ اتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ

۲۵- اور تم اُس فتنہ سے ڈرتے رہو، جو تم میں سے بالخصوص ظالموں ہی کو نہیں پکڑے گا (بلکہ عام ہے)۔ اور جان لو کہ اللہ کا عذاب سخت

ف۱

غرض یہ ہے کہ بدترین مخلوق کی توضیح کی جائے اللہ تعالےٰ نے انسان کو کان اس لئے دیئے ہیں کہ وہ حق و صداقت کی آواز سُنے۔ زبان اس لئے عطا کی ہے، تاکہ سچائی کا اعلان کرے۔ مگر جب وہ صداقت کی جانب سے کان بند کر لے اور اس کے لب حق کی حمایت میں نہ ہلیں۔ تو پھر اس میں اور حیوانات میں کیا فرق ہے۔ بلکہ وُہ ان سے بھی بدتر ٹھہرا۔ وہ اپنے وظائف فطری کو ادا کرتے ہیں مگر عقل و خرد سے کام نہیں لیتا ۔

ان آیات میں خطاب منافقین کے گروہ سے ہے۔ کہ کمبخت بالکل متاثر نہیں ہوتے اور برابر کفر و شرک کے مرض میں مبتلا رہتے ہیں ۔

حیاتِ آفرین پیغمبر

ف۲

مُسلمان کو اطاعت مطلقہ کی دعوت ہے۔ مُسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ ہر دعوتِ رسُولؐ پر لبیک کہے کیونکہ اس کا پیغام حیات آفرین ہے۔ اس کی ہر ادا زندگی ہے اور زندگی اُبھرتی ہے۔ جب تک مسلمان اپنے پیغمبر کے اسوہ پر عمل پیرا ہے۔ زندہ ہے اور جب سے بدعات و رسوم کی پیروی اختیار کی ہے زندگی کے تمام آثار مفقود ہیں ۔

اِنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر شخص کے قریب ہیں۔ اور ہر شخص کے قلب میں اُس کی قدرتوں کا انعکاس ہے۔ اب جیسا تمہارے قلب کا شیشہ ہے۔ خدا ویسا ہی قلب میں نظر آئے گا۔ اگر تم

(باقی بر صفحہ ۴۲۸)

الْعِقَابِ ○

۲۶- وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

۲۷- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

۲۸- وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○

ہے ○

۲۶- اور (اے مہاجرین) یاد کرو۔ جب تم زمین میں کمزور اور تھوڑے تھے۔ ڈرتے تھے، کہ تمہیں لوگ اچک لیں گے سو اس نے تمہیں (مدینہ میں) جگہ دی۔ اور اپنی فتح (بدر) سے تم کو قوت پہنچائی۔ اور ستھری چیزوں سے روزی دی۔ شاید کہ تم شکر کرو ○ ف۱

۲۷- مومنو! اللہ اور رسول سے، اور آپس کی امانتوں میں خیانت نہ کرو، اور تم جانتے ہو ○

۲۸- اور جانو، کہ تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہیں۔ اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے ○

ع ۱۸

(بقیہ حاشیہ)

منکر ہو۔ تو تمہارے اور ہدایت و پرہیزگاری کے درمیان وہ حائل ہے۔ اگر پاکباز ہو تو کفر کے خلاف تمہارے دل میں نفرت پیدا کر دے گا۔ یعنی نیک انسان کے لئے نیکی کی توفیق ہے۔ اور برے کے لئے برائی کا میلان رسیع ہے۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً الخ

سے مراد یہ ہے، کہ بعض دفعہ تبلیغ و اشاعت میں تساہل کی وجہ سے دونوں فریق مبتلائے فتنہ ہو جاتے ہیں۔ تم اس سے بچو۔ اور منکرات کے خلاف جہاد میں کوشاں رہو۔ تاکہ تغافل کی پاداش میں تمہیں بھی گرفتار بلا نہ ہونا پڑے۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

ف۱

یعنی اللہ کا شکریہ ادا کرتے رہو۔ تم قلیل و کمزور تھے۔ تمہیں طاقت و قوت بخشی۔ تم اطمینان و فراغت سے محروم تھے۔ اللہ نے جگہ دی۔ اور اطمینان بخشا۔

حلِ لغات

صفحہ ۴۲۷

اسْتَجِيْبُوْا - قبول کرو اور مان لو۔

يَحُوْلُ - حائل ہو جاتا ہے۔

فِتْنَةً - عذاب و رسوائی۔ یعنی اولاد کی محبت میں بسا اوقات انسان ایثار و قربانی سے محروم رہتا ہے۔

۲۹ - يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○

۳۰ - وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ۭ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ○

۳۱ - وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاۗءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ

۲۹ - مومنو! اگر اللہ سے ڈرتے رہو گے، تو وہ تمہارے لئے (مخالفین کی نسبت) فیصلہ کردے گا۔ اور تمہارے گناہ دور کردے گا اور تمہیں بخشے گا۔ اور اللہ بڑے (ہی) فضل والا ہے ○ ف ۱

۳۰ - اور جب کفار (مکہ) تیری نسبت مکر کرتے تھے کہ تجھے قید، یا قتل، یا جلاوطن کریں۔ اور وہ تدبیر کرتے تھے۔ اور اللہ بھی تدبیر کرتا تھا۔ اور اللہ اچھا تدبیر کرنے والا ہے ○ ف ۲

۳۱ - اور جب ہماری آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی تھیں کہتے تھے ہم سن چکے۔ اگر ہم چاہیں تو ایسی ہیں ہم بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہ تو صرف اگلوں کی

مومن کا امتیاز

ف ۱

مومن کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے وعدہ ہے، کہ اگر اس کے دل میں اللہ کا ڈر ہو، اور وہ سچے دل سے اسلام کے احکام کا احترام کرتا ہو۔ تو دنیا میں اس کی زندگی خاص امتیاز سے بسر ہوگی۔ وہ "فرقان" یعنی سلوک خاص کا مستحق ہوگا۔ اس میں اور کفر و طاغوت میں تباین ہوگا۔ اس کے طرہ و رتبی کا مقابلہ نہ ہو سکے گا۔ اور وہ شان سے جلال الٰہی کا اظہار کرے گا۔

ف ۲

احسانات الٰہی کا ذکر ہے یعنی ایک وقت وہ تھا، کہ حضورؐ کے متعلق مشورے کر رہے تھے۔ بعض کہتے تھے اس کو قید کر لو۔ بعض چاہتے تھے زندگی ہی سے محروم ہو جائے اور ایک طبقہ وہ تھا۔ جو مکے سے نکال دینے پر مصر تھا۔ ان کی تمام تدبیریں ناکام رہیں، اور اللہ نے حضورؐ کو مدینہ پہنچا دیا۔ جہاں سینکڑوں جاں نثار پیدا ہو گئے۔ اور بالآخر یہ تجویزیں سوچنے والے بدر میں ذلیل ہوئے۔

حل لغات

لِيُثْبِتُوْكَ ۔ اثبات کے معنی روک لینے کے ہیں۔ یعنی قید کر رکھنا۔

أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ○

۳۲- وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ○

۳۳- وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ○

۳۴- وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ ۚ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ وَلَٰكِنَّ

کہانیاں ہیں ○ ف۱

۳۲- اور وہ وقت یاد کر جب انھوں نے کہا تھا کہ اے خدا اگر یہ قرآن تیری طرف سے حق ہے تو آسمان سے ہم پر پتھر برسا دے۔ یا ہم پر دکھ کا عذاب نازل کر ○

۳۳- اور اللہ ہرگز انھیں عذاب نہ کرتا۔ جب تک تو ان میں تھا۔ اور اللہ ان کو عذاب نہ کرتا۔ جب تک کہ وہ استغفار کرتے ○ ف۲

۳۴- اور کیونکر اللہ انھیں عذاب نہ کرے گا جبکہ وہ مسجد حرام سے لوگوں کو روکتے ہیں اور وہ اس مکان کے والی نہیں۔ اس کے والی صرف متقی ہیں۔ لیکن ان میں

ف۱

یعنی یہ لوگ قرآن کی عظمت حقیقی سے آگاہ نہ ہو سکے۔ قرآن کو جب سنتے۔ تو کہتے، قصے کہانیاں ہیں۔ ہم بھی اس طرح کے قصے بیان کر سکتے ہیں۔

مگر یہ توفیق نصیب نہ ہوئی۔ کہ قبول کریں، یا قرآن کے مقاصد اصلی تک ان کی رسائی ہو۔

ف۲

حضورؐ کی رحمۃ للعالمین کا تذکرہ ہے یعنی گو یہ لوگ عذاب طلب کرتے ہیں۔ مگر جب تک آپ کا وجود گرامی ان میں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ عذاب نہیں بھیج سکتے۔ حضورؐ کا احترام عذاب سے مانع ہے۔ اور پھر دوسری وجہ یہ تھی، کہ عذاب طلبی میں وہ مخلص بھی نہ تھے۔ دل میں خائف تھے، کہ کہیں واقعی عذاب نہ آجائے اس لئے چھپ چھپ کر استغفار کرتے۔

جب حضورؐ نے مکہ کو چھوڑ دیا۔ اور مدینے میں رہنے لگے۔ تو اس وقت بدر کی صورت میں قریش کی یہ طلب بھی پوری ہوگئی یعنی عذاب آیا۔ اور ان کے بڑے بڑے سردار مارے گئے۔

اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

۳۵ - وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّ تَصْدِيَةً ۭ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝

۳۶ - اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ۥ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ۝

۳۷ - لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَ يَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ

اکثر نہیں جانتے ۝ ف۱

۳۵ - اور اُن کی نماز خانہ کعبہ میں صرف سیٹی اور تالیاں بجانا تھی۔ سو اب اپنے کفر کے بدلے میں عذاب چکھو ۝ ف۲

۳۶ - کافر اپنے مال اس لئے خرچ کرتے ہیں کہ لوگوں کو خدا کی راہ سے روکیں۔ خرچ تو کریں گے۔ پھر وہ خرچ اُن پر باعث حسرت ہوگا۔ آخر مغلوب ہوں گے اور کافر دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے ۝ ف۳

۳۷ - تاکہ اللہ ناپاک اور پاک میں فرق کرے۔ اور ناپاک (یعنی کفار) کو ایک کو ایک پر رکھ کے سب کو ڈھیر لگائے

ف۱

غرض یہ ہے کہ وہ کس برتے پر عذاب طلب کرتے ہیں۔ کیا انھیں معلوم نہیں کہ مسجد حرام سے مسلمانوں کو روکنا بہت بڑا جرم ہے یعنی جہاں تک ان کے جرائم کا تعلق ہے وہ قطعاً سزاوار تعزیر ہیں ۔

ف۲

حضورؐ جب صحن کعبہ میں نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو مکے والے احترام بیت اللہ کو بالائے طاق رکھ کر تالیاں اور سیٹیاں بجاتے۔ تاکہ نماز کو آپ دلجمعی اور سکون کے ساتھ نہ ادا کر سکیں ۔

فرمایا اگر ان کی یہی عبادت ہے اور یہی جذبۂ احترام ہے تو آج بدر کے دن اس گستاخی کا مزہ چکھیں ۔

ف۳

یعنی مکہ والے پوری قوت کے ساتھ اسلام کے خلاف صف آراء ہوں۔ انجام کار انہیں شکست ہوگی۔ کیونکہ فتح و کامرانی کے لئے روپیہ کی ضرورت نہیں۔ دولت ایمان کی احتیاج ہے، بدر سے شکست کھا کر ان لوگوں نے آئندہ کے لئے تیاریاں کیں۔ مگر اسے مال اللہ دی۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے کہ یہ مال و دولت جو اسلام کی مخالفت میں جمع کیا جا رہا ہے۔ اُن کے لئے بالآخر حسرت و ندامت کا باعث ہوگا ۔

حَلِّ لُغَت

مُكَآءً - پرندے کی آواز، سیٹی بجانا ۔

تَصْدِيَةً - صدی سے ہے یعنی ہاتھ پر ہاتھ مارنا - یعنے تالی بجانا ۔

جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

پھر اُس ڈھیر کو دوزخ میں ڈالے یہی لوگ زیاں کار ہیں ۝

۳۸۔ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

۳۸۔ کافروں سے کہہ دے۔ اگر باز آئیں تو جو کچھ ہو چکا ہے، معاف ہو جائے گا اور جو (لڑنے کو) پھر آئیں۔ تو اگلوں کی عادت واقع ہو چکی ہے ۝

۳۹۔ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

۳۹۔ اور تم (اے مسلمانو) انہیں یہاں تک قتل کرو کہ فساد نہ رہے۔ اور تمام دین خدا کا ہو جائے۔ پھر اگر وہ باز آئیں۔ تو خدا ان کے کام دیکھتا ہے ۝ ف

۴۰۔ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝

۴۰۔ اور اگر وہ (اسلام سے) منہ موڑیں، تو جانو کہ خدا تمہارا حمایتی ہے۔ وہ اچھا حمایتی ہے۔ اور اچھا مددگار ۝

جہاد کی غرضِ اقصیٰ

ف

اسلام جنگ و جدال کو بالطبع ناپسندیدہ ٹھہراتا ہے۔ اس کے نزدیک صلح و آشتی سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ البتہ جب کفر "فتنہ" کا باعث ہو جائے یعنی مسلمانوں کی آزادی چھن جائے۔ ایمان و جبراً انکار بن جائے۔ محض مسلمان ہونا معصیت قرار پائے۔ اس وقت جہاد فرض ہو جاتا ہے اسلام جہاں صلح و امن کا خواہاں ہے وہاں کفر سے دب کر رہنا بھی پسند نہیں کرتا۔

اور کون نہیں جانتا کہ صلح و امن کے لئے بھی بعض دفعہ تلوار اٹھانا پڑتا ہے۔

اسلامی جہاد کی غرض و غایت یہ ہے کہ دین میں آزادی ہو۔ اللہ کے دین میں اور کوئی قوت حائل نہ ہو۔ ہر مسلمان پوری آزادی سے اسلامی احکام کو ادا کر سکے۔

۴۱ - وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰي عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

۴۲ - اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ۭ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ڏ لِّيَهْلِكَ مَنْ

۴۱ - اور جان لو کہ جو مالِ غنیمت لاؤ اُس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول اور (اُس کے) قرابتیوں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کے لئے ہے ف۱۔ اگر تم اللہ پر اور اس بات پر ایمان لائے ہو جو ہم نے فیصلے کے دن جب ان دو فوجیں بھڑ گئی تھیں، اپنے بندہ پر نازل کی تھی اور اللہ ہر شئے پر قادر ہے ○

۴۲ - جب تم میدان کے ورلے کنارے اور قریش پرلے کنارہ پر تھے۔ اور (قافلے کے) سوار تم سے نیچے دریا کی طرف اتر گئے تھے اور اگر تم آپس میں کچھ وعدہ کر لیتے۔ تو تمہیں وعدہ خلاف ہونا پڑتا۔ لیکن خدا کو مقدر ف۲ کام کرنا تھا۔ تاکہ جو ہلاک ہو، دلیل سے

خُمس

ف۱ اسلام میں جہاں اخلاق و عقائد کی آرائش ہے وہاں عسکری ضابطوں کی توضیح بھی ہے۔ کیونکہ یہ جامع مذہب ہے جس میں تمام ضروریاتِ انسانی سے بحث ہے ۔

خمس کے معنی پانچویں حصے کے ہیں۔ قاعدہ یہ ہے کہ جب مسلمان میدانِ جنگ میں جائیں۔ اور دشمنوں کا مال لے کر لوٹیں تو اس کے پانچ حصے کر دیئے جائیں۔ پانچواں حصہ بیت المال میں رہے۔ وہ دینی و ملی ضروریات پر صرف ہو۔ اسے یتیموں، مساکین یا مسافر جو زادِ راہ کے محتاج ہوں۔ انہیں حسبِ ضرورت و احتیاج دیا جائے۔ باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم کر دیئے جائیں ۔

یہ واضح رہے کہ اسلام کے عہدِ اول میں باقاعدہ فوج نہ تھی۔ نہ ان کی تنخواہیں مقرر تھیں۔ ہر مسلمان سپاہی تھا۔ اور وقت دین کی حفاظت کے لئے قربان کا فرض تھا۔ جب ضرورت ہوتی، تمام گھروں سے نکل کھڑے ہوتے۔ اور جہاد میں شریک ہو جاتے تھے۔ اس لئے شریعت نے باقاعدہ مالِ غنیمت کے حصے مقرر کر دیئے۔ اور ہر سپاہی کا اس میں حصہ ہے۔ جس کے صاف صاف معنی یہ ہیں۔ کہ سپاہی ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے اور جنگ میں وہ دفتر دار انسان کی طرح شریک ہوتا ہے ۔

ف۲

غرض یہ ہے کہ بدر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو قریش کے باقاعدہ لشکر سے مڈبھیڑ کرا دی۔ ورنہ اگر وعدہ کر کے گھروں سے نکلتے۔ تو شاید وقت پر دونوں نہ پہنچ سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح کا انتظام فرما دیا۔ کہ مسلمان جو ابوسفیان کے قافلہ کے لئے گھروں سے نکلے تھے۔ ابو جہل کے لشکر سے بھڑ گئے۔ اور وہ جو قافلہ کی حفاظت کے لئے آئے تھے مسلمانوں سے دوچار ہو گئے۔ اس طریق سے مسلمانوں کی لڑائی ہوئی مدینے کے ادھر مسلمان تھے۔ اور دوسری جانب مکے والے۔ قافلہ دُور نکل گیا۔ لڑائی عجیب حیرت انگیز طریق

هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۙ

ہلاک ہو۔ اور جو زندہ رہے دلیل سے زندہ رہے۔ اور اللہ سنتا اور جانتا ہے ○

۴۳- اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ؕ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○

۴۳- جب تجھے (اے محمدؐ) اللہ نے تیری خواب میں انہیں تھوڑا دکھلایا۔ اور اگر وہ تجھے ان کی کثرت دکھلاتا۔ تو تم (مسلمان) نامردی کرتے اور کام میں جھگڑا ڈالتے لیکن اللہ نے تمہیں (نامردی سے) بچا لیا وہ دلوں کا حال جانتا ہے ○ ف

۴۴- وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ○

۴۴- اور جب تم بھڑے تھے تو تمہاری نظروں میں انہیں تھوڑا کر دکھلایا۔ اور ان کی آنکھوں میں تمہیں تھوڑا کر دکھلایا۔ تاکہ وہ کام کرے، جو پہلے ہو چکا تھا۔ اور سب کام اللہ کی طرف پھرتے ہیں ○

(بقیہ حاشیہ)

سے بھی۔ مسلمان غالب آگئے۔ دوسرا یہ کہ یہ معلوم ہو گیا کہ اسلام کے پاس ماورائی قوتیں بھی ہیں۔ ورنہ اس قلیل جماعت کا یوں آسانی سے کامیاب ہو جانا۔ محال تھا، جب کہ مکہ والے پوری تیاری کر کے آئے تھے۔

ف

یعنی حضورؐ کو رؤیا میں دکھایا گیا کہ کفار نہایت قلیل تعداد میں ہیں۔ یا منام سے مراد آنکھ ہے۔ جیسا کہ دوسری آیت میں فی اعینکم کا لفظ موجود ہے۔ بہرحال غرض یہ ہے کہ وہ تمہاری نگاہوں میں کم نظر آئے۔ تاکہ تمہاری ہمتیں پست نہ ہو جائیں۔ یہ بھی نصرت الٰہی کی ایک مخصوص صورت ہے۔

حل لغات

وَلِذِي الْقُرْبٰى۔ رسولؐ کے عزیز و اقارب۔

يَوْمَ الْفُرْقَانِ۔ بدر کا فیصلہ کن دن۔

الْعُدْوَةِ۔ کنارہ، موڑ، نقطۂ تجاوز۔

۴۵- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۚ

۴۵ — مومنو! جب تم کسی فوج سے بھڑ جاؤ تو ثابت قدم رہو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو۔ شاید مراد پاؤ ○ ف۱

۴۶- وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۚ

۴۶ — اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا جاتی رہے گی۔ اور صبر کرو۔ اللہ صابروں کے ساتھ ہے ○ ف۲

۴۷- وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَاۗءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ○

۴۷ — اور تم اُن لوگوں کی مانند نہ ہو جو اپنے گھروں سے اتراتے اور لوگوں کو شان دکھلاتے نکلے (یعنی قریش)۔ اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور اللہ کے قابو میں اُن کے کام تھے ○ ف۳

۴۸- وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ

۴۸ — اور جب شیطان اُن کے کام انہیں اچھے دکھلانے لگا۔ اور کہتا تھا کہ آج لوگوں میں سے

مسلمان سپاہی

ف۱ اسلامی فتوحات جو محیر العقول ہوئیں۔ مادی مقاصد کے لئے نہیں اس لئے سپاہیوں کو جو ہدایت دی جاتی ہے وہ بھی خالص روحانی ہے یعنی ثبات و استقلال کے ساتھ اللہ کا ذکر کثیر۔ کیونکہ مسلمان کی جنگ خدا پرستی اور حریت کی جنگ ہوتی ہے۔ وہ جب جہاد میں آتا ہے تو مقصد کفر و طغیان کی بیخ کنی کرتا ہے۔ مال و دولت کو سمیٹنا نہیں۔

اسلامی فتوحات کا راز یہی خصوصیت ہے۔ غیر مسلم سپاہی قرلب میں محو فسق و فجور کے علاوہ لہو و لعب و تنعم کرتے اور طیبات سے بچتے ہوئے میدان جنگ میں آتے اور مسلمان نشۂ توحید سے سرشار اللہ کا علم بلند کرتے ہوئے پھرتے تھے۔ دلوں میں اللہ کی محبت ہے اور جو گولوں کی جھنکار میں بھی اس محبوب حقیقی کو نہیں بھولتے۔ ان کے لئے دنیاوی فتوحات تو کیا آخرت میں بھی کامرانیاں ہیں۔

یہ مسلمان سپاہی کا کیریکٹر ہے۔ کہ وہ توپوں اور گولوں کے سامنے بھی ذکر کثیر میں مشغول رہتا ہے۔

آج کل بھی سپاہی کے لئے آسانیاں مہیا ہیں اور عسکری اخلاق میں حد درجہ بیہودہ افعال کی اجازت ہے۔ یعنی موجودہ سپہ گری کا مرقع ہے۔ مگر اسلام کہتا ہے کہ ہر حال میں پابند رہو۔ صفوف نماز میں جس طرح تم تضرع و ابتہال کا پیکر ہو۔ اسی طرح مصاف جہاد میں خدا کا نام ورد زبان رہے۔

ف۲ یہ آیت صرف جہاد سے متعلق نہیں۔ بلکہ ہر حال میں مسلمان کو اطاعت کے شیرازہ میں منسلک رہنا چاہیئے۔ جب بھی کتاب و سنت کو چھوڑ کر مسلمان اختلاف و تنازع پیدا کریگا ہوا اکھڑ جائے گی۔ اور ہمتیں پست ہو جائیں گی۔ قوت و عظمت اعتصام بحبل اللہ میں مضمر ہے۔ واصبروا قرآن کی اصطلاح میں ثبات و استقلال کا دوسرا نام ہے۔

ف۳ جب قافلہ ابو سفیان کا بچ کر نکل گیا۔ تو لوگوں نے ابوجہل سے کہا۔ کہ لوٹ چلیں۔ کیونکہ ہم صرف تجارتی قافلہ کی (باقی برصفحہ [illegible])

لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتَانِ نَكَصَ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكُمْ إِنِّي أَرَىٰ مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ ۚ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

کوئی تم پر غالب نہ ہوگا۔ میں تمہارا رفیق کار ساتھ ہوں۔ پھر جب دونوں فوجیں مقابل ہوئیں تو شیطان اپنی ایڑیوں کے بل الٹا پھر گیا اور کہا کہ میں تم سے بیزار ہوں، میں وہ چیز دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ کا عذاب سخت ہے ۝ ف۱

۴۹۔ إِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ غَرَّ هَٰؤُلَاءِ دِينُهُمْ ۗ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝

۴۹۔ جب منافق اور وہ جن کے دلوں میں مرض ہے، کہتے تھے، کہ ان مسلمانوں کو ان کے دین نے مغرور کر دیا ہے۔ اور جس نے اللہ پر بھروسا رکھا، تو اللہ زبردست حکمت والا ہے ۝ ف۲

۵۰۔ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا ۙ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ وَذُوقُوا

۵۰۔ اور کاش تو دیکھے جب فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں۔ تو ان کی کمروں پر اور منہ پر مارتے ہیں اور آگ کے جھونٹے سے ... کہتے ہیں کہ

حفاظت کے لئے جمع ہو کر آ گئے تھے۔ ابو جہل نے کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ ہم بدر تک جائیں گے۔ اور شان و شوکت کا اظہار کرتے ہوئے بدر کے نزد چلیں گے۔ اونٹ ذبح ہوں گے۔ عورتیں گائیں گی۔ اور عرب ہماری کمال سے آگاہ ہوں گے۔

چنانچہ یہ فخر و غرور کا مظاہرہ کرتے ہوئے جام پر جام لنڈھاتے بدر تک آئے۔ اور شکست کھا کر واپس لوٹے۔

آیت کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان جب کسی جشن یا جنگ میں شریک ہوں۔ تو متواضع ہو کر، وقار و متانت کے ساتھ نکلیں۔ کیونکہ غرور کا سر نیچا ہے۔

ف۱

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ شیطان سراقہ بن مالک کی شکل میں قریش کے پاس آیا۔ وہ کہنے لگا تم لوگ ... میں بنی کنانہ کی طرف سے ذمہ دار ہوں۔ وہ تم سے تعرض نہیں کریں گے ... بنی کنانہ میں

باہمی عداوت تھی)۔ جب مکے والے میدان میں نکلے اور مسلمانوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ تو بھاگ کھڑا ہوا۔ لوگوں نے کہا بھاگ رہے ہو؟ سراقہ نے جواب دیا۔ تمہیں کیا معلوم ہے۔ فرشتے مسلمانوں کی اعانت میں آسمان سے نازل ہو رہے ہیں۔ مجھے وہ کچھ نظر آ رہا ہے۔ جو تم نہیں دیکھ سکتے۔

ف۲

یعنی یہ بات بھی قابل ذکر ہے۔ کہ منافقین نے کیونکر بزدلی کا ثبوت دیا۔ انہیں تعجب تھا کہ مٹھی بھر مسلمان کس طرح غالب آ جائیں گے۔ وہ کہتے کہ یہ مذہب کی محبت میں اندھے ہو رہے ہیں۔ مگر ان کو معلوم نہیں تھا کہ کامیابی کا تعلق ایمان و توکل سے ہے۔ اللہ اپنے دوستوں کو ذلیل نہیں کرتا۔

حل لغات

تراءت۔ نظر پڑے، دکھائی دینے۔ نکص۔ لوٹ گیا، پھر گیا۔ غرّ۔ غرور سے بے دینی دھوکا دیا۔

عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝

۵۱- ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

۵۲- كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

۵۳- ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

۵۴- كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ

جلنے کا عذاب چکھو ۝ ف ۱

۵۱- یہ تمہارے کاموں کا بدلہ ہے۔ اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا ۝

۵۲- قوم فرعون ف ۲ اور ان کے اگلوں کی عادت کی مانند جنہوں نے اللہ کی آیات جھٹلائیں پھر اللہ نے ان کے گناہوں میں انہیں پکڑا۔ اللہ زور آور سخت عذاب دینے والا ہے ۝

۵۳- یہ اس لئے کہ اللہ کسی قوم کو کوئی نعمت دے کر بدلا نہیں کرتا۔ جب تک وہ خود اپنے دلوں کی بات نہ بدلیں۔ اور اللہ سنتا جانتا ہے ۝ ف ۳

۵۴- فرعون اور اس کے پہلوں کی عادت کی مانند۔ جنہوں نے اپنے رب کی آیات کو

ف ۱

یعنی اگر ان منافقین کو معلوم ہو جائے کہ موت کے بعد ان کا کیا حشر ہونے والا ہے۔ تو کبھی غداری کا ارتکاب نہ کریں۔ اور آپ دیکھیں، تو حیرت زدہ ہو جاویں ۔

ف ۲

كَدَاْبِ هم خبر ہے۔ اور مبتدا محذوف ہے۔ یعنی ان کی حالت اہل آل فرعون کی سی ہے۔ کہ ایمان و یقین کی آیات کو جھٹلاتے ہیں ۔

اللہ کا قانون

ف ۳

قوموں کے متعلق اللہ کا قانون ہے

کہ جب تک ان میں کوئی تبدیلی نہ پیدا ہو۔ وہ خود ان میں تبدیلی پیدا نہیں کرتا۔ یعنی ہر قوم جو با عروج ہے اور اس کے عروج کے اسباب و علل ہیں۔ جب تک وہ خود ذلت و شکست کے اسباب نہ پیدا کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی نعمتوں کو ذلت سے نہیں بدلتا ۔

حل لغات

كَدَاْبِ ۔ دَاْب ۔ حالت، شان، کیفیت ۔

رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ اَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ○

جھٹلایا۔ پھر ہم نے اُن کے گناہوں میں انھیں ہلاک کیا۔ اور قوم فرعون کو ڈبو دیا۔ اور وہ سب ظالم تھے ○

۵۵۔ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

۵۵۔ خدا کے نزدیک سب جانداروں میں بدتر کافر ہیں۔ جو ایمان نہیں لاتے ○ ف۱

۵۶۔ اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ○

۵۶۔ جن سے تُو نے عہد کیا تھا۔ پھر وہ ہر بار اپنا عہد توڑتے رہتے ہیں، اور نہیں ڈرتے ○

۵۷۔ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○

۵۷۔ سو اگر تُو کبھی اُن کو لڑائی میں پائے، تو ایسی سزا دے کہ اُن کے پچھلے دیکھ کر بھاگ جائیں شاید وہ عبرت پکڑیں ○ ف۲

۵۸۔ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ

۵۸۔ اور جو تُو کسی قوم کی عہد شکنی کی دغا

بدترین خلائق

ف۱

یعنی جن کی آنکھیں انوار نبوت کو شب و روز دیکھیں اور نہ مانیں، جو تیس سال تک آفتاب نبوت کو چمکتا دیکھیں۔ اور ایمان کی حرارت و تمازت سے متاثر نہ ہوں، اُن کے متعلق اس کے سوا اور کیا کہا جائے کہ بدترین لوگ ہیں ۔

ف۲

یہود سے بنی قریظہ نے غداری کی اور مسلمانوں کے خلاف مشرکین کی کو مدد دی۔ حضور نے باز پرس کی، تو کہہ دیا ہم بھول گئے تھے آئندہ محتاط رہیں گے۔ غزوہ خندق میں پھر ان لوگوں کے ساتھ مل گئے۔ اس لئے حضور کو حکم ہوا۔ کہ بار بار کی معاہدہ شکنی ناقابل برداشت ہے۔ ان لوگوں کے معاہدہ کو توڑ دو۔ اور عبرتناک سزائیں دو، تاکہ دوسروں کو نصیحت ہو۔ اور آئندہ ان کی شرارتوں سے امن رہے ۔

حل لغات

فَشَرِّدْ بِهِمْ ۔ تتر بتر کر دے، تشرید کے معنی بری طرح منتشر کر دینے کے ہیں ۔

خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ۝

۵۹ - وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ۝

۶۰ - وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝

۶۱ - وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ

سے ڈرے تو ان کا عہد ان کی طرف اسی طرح پر پھینک دے کہ تم اور وہ برابر ہو جاؤ۔ خدا دغا بازوں کو پسند نہیں کرتا ○

۵۹ - اور کافر یہ نہ سمجھیں۔ کہ وہ بھاگ نکلے ہیں۔ وہ (ہمیں) تھکا نہ سکیں گے ○

۶۰ - اور مسلمانو! جنگ کفار کے لئے جس قدر تم سے ہو سکے۔ قوت اور گھوڑوں کے باندھنے کی تیاری کرو۔ بلکہ ایسا کرنے سے تم اپنے اور خدا کے دشمنوں کو ڈراؤ۔ اور ان کے سوا اور لوگوں کو بھی جنہیں تم نہیں جانتے۔ انہیں اللہ ہی جانتا ہے۔ اور جو کچھ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔ تمہیں پورا مل جائے گا۔ اور تم پر ظلم نہ ہو گا ○ ف۱

۶۱ - اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں۔ تو تم بھی اس کی طرف جھک جاؤ۔ اور خدا پر بھروسا رکھو۔

ف۱

قوت کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ غرض یہ ہے کہ مسلمان کو دشمنوں کے مقابلہ میں ہر وقت صاحب قوت رہنا چاہئے ۔

توپ و تفنگ کے مقابلہ میں توپ و تفنگ۔ اور علم و سائنس کے مقابلہ میں علم و سائنس۔ جس طرح کے حالات ہوں۔ جو تقاضے ہوں۔ قوت و غلبہ کے حصول کے لئے واجب ہے مسلمان کو مسلح ہونا چاہئیں ۔

ہر زمانے اور ہر دور میں مسلمان کے پاس قوت کا ایک خزانہ ہو۔ جس سے وہ دشمن کو ڈرا دھمکا سکے ۔

مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ دشمنوں کے مقابلہ میں خوفناک و خطرناک رہے ۔

اگر حصول علم قوت کے مفہوم میں داخل ہو۔ تو سب سے زیادہ عالم ہو۔ اگر ثروت و دولت کے اکٹھی کی حاجت ہو۔ تو سرمایہ دار بنے۔ اگر سائنس اور علوم جدیدہ قوت کے مفہوم میں داخل ہو جائیں تو پھر ان علوم میں اس کا کوئی ثانی نہ ہو۔ اور اگر روحانی قوتیں زیادہ لائق اعتناء ہوں۔ تو ان کا خیال رکھے۔ غرض یہ ہے۔ کہ ہر حال دوسروں کے مقابلہ میں عاجز نہ ہو ۔

إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○

۶۲ - وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ ۚ هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ ○

۶۳ - وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ○

۶۴ - يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ○

۶۵ - يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ ۚ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ

وہ سنتا جانتا ہے ○ ف۱

۶۲ - اور اگر وہ تجھے فریب دینا چاہیں، تو تجھے اللہ کافی ہے۔ اسی نے تجھے اپنی مدد اور مسلمانوں سے (بدر میں) قوت دی ○

۶۳ - اور اُن کے دلوں میں اُلفت ڈالی۔ اگر تُو ساری زمین کا تمام مال بھی خرچ کرتا ان کے دلوں میں اُلفت نہ ڈال سکتا۔ لیکن اللہ نے اُن کے درمیان اُلفت ڈال دی۔ وُہ غالب حکمت والا ہے ○ ف۲

۶۴ - اے نبی! تجھے اللہ کافی ہے اور جو کوئی مومنین میں سے تیرے تابع ہے سب کو بس ہے ○

۶۵ - اے نبی! مسلمانوں کو لڑائی پر اُبھار۔ اگر تم میں سے بیس آدمی

مذہب امن

ف۱ غرض یہ ہے کہ اسلام صلح و آشتی کا مذہب ہے، وہ از خود نہیں چاہتا، کہ جنگ کی آگ بھڑکائی جائے البتہ جب مخالفین مجبور کر دیں۔ تو وہ بہادری کے ساتھ مقابلہ کرنے کا حکم دیتا ہے ○

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ سے مقصود یہ ہے کہ صلح کا میلان زیادہ رہے۔ اور خدا پر بھروسہ کر کے ایک دفعہ مخالفین کو موقع دیا جائے کہ وہ با اخلاق ثابت ہوں اور جنگ رک جائے ○

ف۲

یعنی مسلمانوں کے دلوں میں جو منضبط دوستی و اخوت کے جذبات ہیں۔ اور دل ایک دوسرے سے وابستہ ہیں تو یہ محض خدا کی مہربانی ہے کوئی دنیوی لالچ ان کو اس طرح ایک مرکز پر جمع نہیں کر سکتا ○

اسلام سے پہلے عرب ہمیشہ باہم دست و گریبان رہتے۔ ہر قبیلہ دوسرے قبیلے کا دشمن ہوتا اور چھوٹی چھوٹی باتیں فتنہ و فساد کی آگ کو بھڑکا دیتیں۔ بچے جب پیدا ہوتے، تو انتقام کی فضا میں بڑھتے۔ اور جوان ہوتے اس لئے وہ مخالفت و عداوت کے طوفان میں جھکا رہتے۔ اور بالطبع مسلسل لڑائیوں میں گرفتار ○ اسلام آیا۔ تو دلوں کے کینے دُور ہو گئے۔ سب مسلمان بھائی بھائی قرار پائے۔ سب کا مفاد یکسان عزیز اور محبوب! باہمی افتراق مٹ گئی۔ اور مسلمان اللہ کے نام پر جمع ہو گئے ○

اس آیت میں اسی نعمت کی طرف اشارہ ہے ○

حل لغات

حَرِّضْ - امر ہے۔ تحریض کے معنی برانگیختہ کرنے کے ہیں ○

عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝

ثابت قدم ہوں۔ دو سَو پر غالب آ سکتے ہیں اور جو تم میں سَو ہوں، تو ہزار کافروں پر غالب ہوں گے۔ کیونکہ کافروں کو سمجھ نہیں ہے ○ ف۱

۶۶ - اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ۭ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

۶۶ - اب اللہ نے تمہارا بوجھ ہلکا کیا، اور معلوم کر لیا کہ تم میں سستی ہے۔ پس اگر تم میں سو صابر ہوں۔ دو سو پر غالب ہوں گے اور اگر تم میں ہزار ہوں، دو ہزار پر غالب ہوں گے۔ اللہ کے حکم سے اور اللہ ثابت قدموں کے ساتھ ہے ○

۶۷ - مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰي حَتّٰي يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا

۶۷ - نبی کو لائق نہیں، کہ اس کے پاس قیدی آویں۔ جب تک کہ زمین پر دھلو میں، اچھی طرح خونریزی نہ کرلے تم دنیا کا مال چاہتے ہو ف۲

ف۱

یفقہون سے غرض یہ ہے کہ کفار شہادت کی قدر و قیمت سے آگاہ نہیں۔ موت سے ڈرتے ہیں اور مسلمان اُسی جانبازی سے لڑتا ہے۔ وہ جانتا ہے، کہ جیتے زندگانی اور مرے تو شہید۔ یعنی مسلمان کے لئے کامیابی کے زیادہ امکانات موجود ہیں اس لئے اُسے چاہئے، کہ کفار کی کثرت سے ہراساں نہ ہو۔ کامیابی اسی کی ہے ۔

بدر کے قیدی

ف۲

جب بدر میں ستر آدمی قید ہو کر آئے جو نہایت مفسد اور مغرور تھے۔ تو حضور نے صحابہؓ سے پوچھا، کہ انہیں کیا کیا جائے؟

حضرت ابوبکرؓ نے مشورہ دیا کہ فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے، اور جان بخشی کی جائے۔ شاید انہیں رجوع کی توفیق مرحمت ہو ۔

حضرت عمرؓ کی رائے تھی انہیں جان سے مار دیا جائے کیونکہ مفسد ہیں ۔

حضور نے فرمایا، کہ ابوبکرؓ کی رائے حضرت ابراہیمؑ اور مسیحؑ کی طرح ہے۔ دونوں نے مغفرت کی طلب کی حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا۔ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ حضرت عیسیٰؑ قیامت کے دن یوں فرمائیں گے۔ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ اور عمرؓ نے حضرت نوحؑ کا سا مطالبہ کیا ہے۔ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۔

اصولاً خود حضور کا منشاء رحم حضرت ابوبکرؓ اور دیگر صحابہؓ کے ساتھ متحد تھا (باقی بر ص [illegible])

وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

اور اللہ آخرت چاہتا ہے۔ اور اللہ زبردست حکمت والا ہے ۝

۶۸ - لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

۶۸ - اگر پہلے سے خدا کا نوشتہ نہ ہوتا، تو تمہارے پاس (فدیہ) لینے میں تم کو بڑا عذاب ہوتا ۝

۶۹ - فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ڮ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

۶۹ - پس جو غنیمت تم لائے ہو حلال پاک تم کھاؤ، اور اللہ سے ڈرو۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝ ف۱

رکوع

۷۰ - يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓي ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

۷۰ - اے نبی! اُن کو جو قیدیوں میں سے تمہارے ہاتھ میں ہیں۔ کہہ کہ اگر اللہ تمہارے دلوں میں کچھ نیکی معلوم کرے گا تو جو مال تم سے چھینا گیا ہے اس سے بہتر تمہیں دیگا اور تمہیں بخشے گا۔ اللہ بخشنے والا

جو فدیہ کی رائے دیتے تھے، قرآن کی نظر میں چونکہ یہ لوگ خطرناک مجرم تھے، ان کا چھوڑ دینا امن عامہ کے لئے سخت مضر تھا۔ اس لئے یہ کہا گیا کہ غلطی ہوئی، کہ فدیہ لے کر چھوڑ دینے میں غلطی ہوئی۔ انہیں جان سے مار دینا چاہیے تھا۔

عرض دنیا سے مراد وہ لوگ ہیں، جو کہ اخلاص کی وجہ سے نہیں، بلکہ مال و متاع کی وجہ سے فدیہ لینے کی رائے دیتے تھے۔

ف۱

مجوسیوں میں غنیمت کا استفادہ ناجائز تھا۔ انہیں حکم تھا، کہ جو کچھ میدان جنگ میں اٹھائے آگ کی نذر کر دو۔ کیونکہ وہ نجاست

وجہ حریص ہو گئے تھے۔ مقصود اس بات کی تھی کہ ان میں زیادہ سے زیادہ اخلاص پیدا کیا جائے۔

مسلمانوں کو اس آیت میں بتایا، کہ تمہیں مال غنیمت کا استعمال درست ہے۔

حلِّ لغات

(صفحہ ۴۴۱)

اَسْرٰی۔ جمع اسیر۔ بمعنے قیدی۔ حَتّٰی یُثْخِنَ۔ مصدر اثخان ہے اچھی طرح خون بہانا۔ یُثخن بمعنے جم سکے۔

رَّحِيْمٌ ○

مہربان ہے ○

۷۱ - وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○

۷۱ - اور اگر وہ تیرے ساتھ دغا کرنے کا ارادہ کریں گے تو وہ پہلے اللہ سے دغا کر چکے ہیں سو اس نے تجھے قابو دیا۔ اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ○

۷۲ - اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ

۷۲ - جو ایمان لائے اور ہجرت کی۔ اور اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کیا۔ اور جنہوں نے (مدینہ میں) جگہ دی۔ اور مدد کی، وہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ اور جو ایمان لائے، اور ہجرت نہ کی، تم کو اُن کی رفاقت سے کیا کام ہے جب تک وُہ ہجرت نہ کریں۔ اور اگر وہ دین کے کام میں تم سے مدد چاہیں۔ تو تمہیں مدد دینا چاہئے۔ مگر اس

حفظِ عہد

ف مقصد یہ ہے کہ انصار اور مہاجرین باہم بھائی بھائی ہیں۔ ان میں باہمی اعانت کا ہر طریق جاری رہنا چاہئے۔ مگر وہ لوگ جو مومن تو ہیں۔ اور ہجرت سے محروم ہیں۔ انہیں مہاجرین و انصار کی حمایت و ولایت کا قطعی استحقاق نہیں، جب تک کہ وہ اللہ کے لئے ہجرت اختیار نہ کریں۔ البتہ دینی امانتیں بہرحال قائم رہیں گی مخالفین اگر ان مسلمانوں کو کمزور سمجھ کر ستائیں یا تکلیف دیں، تو اس صورت میں ہر مسلمان اخلاقی و دینی طریق سے اپنے بھائیوں کی اعانت کرے گا۔

ہاں اگر مسلمان ان لوگوں سے تعرض کریں۔ جن سے مہاجرین و انصار عہد و میثاق کر چکے ہیں تو اس وقت حفظ عہد کا تقاضا یہ ہے، کہ مسلمانوں کی مدد نہ کی جائے، کیونکہ پاس میثاق بہرحال ضروری ہے اور جن سے عہد کیا گیا ہے۔ نبھایا جائے۔

اِلَّا عَلٰی قَوْمٍۭ بَیْنَکُمْ وَ بَیْنَهُمْ مِّیْثَاقٌ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝

قوم پر نہیں، جن سے تم ہم عہد ہو ۔ اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے ۝

٧٣- وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ؕ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِی الْاَرْضِ وَ فَسَادٌ كَبِیْرٌ ۝ؕ

٧٣- اور کافر بھی آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اگر تم (بھی آپس میں اُنہیں رفاقت) نہ کرو گے تو ملک میں فتنہ اور بڑا فساد پھیل جائے گا ف۱ ۝

٧٤- وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِیْمٌ ۝

٧٤- اور جو ایمان لائے ۔ اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا ۔ اور جنہوں نے جگہ دی، اور مدد کی ۔ وہی سچے مسلمان ہیں ۔ اُن کے لئے مغفرت اور عزت کی روزی ہے ۝

٧٥- وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا مَعَكُمْ

٧٥- اور جو بعد میں ایمان لائے، اور ہجرت کی ۔ اور تمہارے ساتھ جہاد کیا

ف۱

یعنی بخواے الکفر ملۃ واحدۃ ۔ تمام کافر کفر کی تائید پر کمربستہ ہیں، اور آپس میں تحمل و مروت کے تعلقات قائم رکھتے ہیں ۔ جہاں کہیں اور جب کبھی اسلام سے تصادم ہوتا ہے، یہ سب اکٹھے ہو جاتے ہیں، اور اپنے اختلافات کو بھول جاتے ہیں اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ بھی متحد و متفق رہیں ۔ اور ٹھیک طرح ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ رہیں ۔ ورنہ کفر مسلمانوں کے خلاف ایک طوفان پیدا کر دے گا ۔ کیونکہ کفر و اسلام میں ایک دائمی جنگ اور ایک مستقل کشمکش ہے ۔

فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۝

سورہ تم میں ہیں۔ اور خدا کی کتاب میں رشتہ دار آپس میں ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔ اللہ سب کچھ جانتا ہے ۝ ف۱

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۳

سُورۂ توبہ

اٰيَاتُهَا (۱۲۹) رُكُوْعَاتُهَا ۱۶

مدنی - آیتیں (۱۲۹) رکوع (۱۶)

۱- بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

۱- (مسلمانو!) جن مشرکوں سے تم نے عہد لیا تھا، اُن کو اللہ اور رسول کی قطعی بیزاری (پہنچتی ہے) ۝

۲- فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ ۝

۲- پس لے مشرکو چار مہینے تک اس ملک میں پھر لو۔ اور جان لو کہ تم خدا کو عاجز نہ کر سکو گے اور یہ کہ اللہ کافروں کو رسوا کرے گا ۝ ف۲

۳- وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ

۳- اور حج اکبر کے دن لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان ہے

ف۱

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ سے مقصود یہ ہے کہ ہجرت اور اسلام کے تعلقات میں باہمی تناصر و تعاون ضروری ہے مگر میراث قرابت والوں کا حصہ ہے۔ اس میں مہاجرین شریک نہیں ہو سکتے ۔

بات یہ تھی کہ انصار نے مہاجرین کو جب بھائی کہا تو اپنے مال سے ان کا حصہ بھی مقرر کیا اس سے قرابت والوں کی حق تلفی ہوئی اس لئے یہ آیت نازل ہوئی ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں محض اسلام کی وجہ سے کس قدر خلوص تھا۔ کوئی قوم اور کوئی مذہب اس طرح کی عظیم الشان اخوت و برادری کی مثال نہیں پیش کر سکتا ۔

ان لوگوں کا مطمح نظر محض اللہ کے لئے جینا اور اللہ کے لئے مرنا تھا اس لئے وہ مال و دولت کو ایک بھائی کی محبت کے مقابلہ میں نہایت حقیر خیال کرتے تھے ۔

سورۂ براءۃ

حدیث میں اس کے مختلف نام آئے ہیں التوبۃ۔ الفاضحۃ اور المبعوث۔ وغیرہ۔ یعنی جس میں توبہ کا ذکر ہے، منافقین کو ذلیل کیا گیا ہے۔ اور مشرکین کے حالات پر پوری بحث کی گئی ہے اس کے سر عنوان بسم اللہ درج نہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ عرب جب نقض عہد کے لئے اعلان لکھتے۔ تو اس میں بسم اللہ نہیں ہوتی تھی۔ قرآن نے بھی اس مذاق کی رعایت رکھی ہے اور اس میں بسم اللہ نہیں پڑھا ہے ۔

غالباً اس لئے بھی بسم اللہ کی ضرورت نہیں کہ انفال و توبہ گو الگ الگ دو سورتیں ہیں مگر معناً متحد ہیں اور مضمون کے اعتبار سے دونوں کو ایک ہی سورۃ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے ۔

اعلان استقلال

ف۲ اس سورۃ میں اعلان استقلال ہے مشرکین مکہ نے بار بار نقض عہد کا ارتکاب کیا۔ حضور جب (باقی بر صفحہ ۴۴۶)

اَنَّ اللّٰهَ بَرِيٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ

کہ اللہ مشرکوں سے بیزار ہے۔ اور اُس کا رسُول بھی۔ پھر اگر تم توبہ کرو، تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے، اور جو نہ مانو، تو جان لو کہ تم خدا کو تھکا نہ سکو گے۔ اور کافروں کو دُکھ دینے والے عذاب کی خوشخبری سُنا ○

۴ - اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ○

۴ - مگر جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا تھا پھر انہوں نے تمہارے عہد میں کچھ قصور نہیں کیا اور کسی کو تمہارے مقابلہ میں مدد بھی نہیں دی ہے اُن کا عہد اُن کی مدت تک تم پورا کرو، اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے ○

۵ - فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَ

۵ - پھر جب حرمت کے مہینے گزر جائیں۔ تو مشرکوں کو جہاں پاؤ، قتل کرو، اور

(بقیہ حاشیہ)

تبوک کی طرف جانے لگے تو انہوں نے پوری کوشش کی کہ آپ کی غیر حاضری میں غلط سلط افواہیں مشہور کی جائیں۔ اس لئے یہ سورت نازل ہوئی۔ جس میں واضح الفاظ میں لکھا گیا۔ کہ آج کو ہم تم سے کوئی عہد و میثاق نہیں رکھتے تمہیں چار ماہ کی مہلت ہے۔ جہاں چاہو، ٹھکانا کر لو، اس کے بعد یا اسلام قبول کرو۔ اور یا جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اب زیادہ دیر تک تمہاری شرارتوں کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ حج کے دن یہ اعلان لے کر پہنچے، اور ایک ایک کے کان تک اس کو پہنچایا۔ غرض یہ تھی کہ اس عہد طیبہ میں کفر و نفاق کی جڑ کٹ جائے۔ اور یہ خطۂ مقدس ہر نوع کی نجاستوں سے پاک ہو جائے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ سے مقصود وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے نقض عہد کا ارتکاب نہیں کیا، اور صلح نامۂ حدیبیہ کی پابندی کی ان لوگوں کے متعلق ارشاد ہے، کہ اس مدت سے مستثنےٰ ہیں۔

حلّ لغات

(ص ۲۴۵)

بَرَآءَةٌ ۔ کے معنی انقطاع۔ یعنی کسی تعلق و رشتہ کو منقطع کر دینا۔

اَذَانٌ ۔ الاطلاع۔

الْحَجِّ الْاَكْبَرِ ۔ یوم النحر۔ اَشْهُرُ الْحُرُمِ ۔ ذوالقعدۃ ذوالحجۃ۔ محرم اور رجب۔ ان میں جدال و قتال ممنوع ہے۔

خُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

پکڑو۔ اور گھیرو۔ اور ہر گھات کی جگہ میں اُن کے لئے بیٹھو۔ پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز پڑھیں۔ اور زکوٰۃ دیں، تو تم اُن کی راہ چھوڑ دو (جہاں چاہیں پھریں) اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○ ف۱

۶۔ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝

۶۔ اور اگر مشرکوں میں سے کوئی تجھ سے پناہ مانگے۔ تو اُسے پناہ دے۔ یہاں تک کہ وہ کلام اللہ سُنے۔ پھر اسے اس کے امن کی جگہ میں پہنچا دے یہ اسلئے ہے ف۲ کہ وہ لوگ علم نہیں رکھتے ○

۷۔ كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ

۷۔ اللہ اور اُس کے رسول کے پاس مشرکوں کے لئے کیونکر عہد ہو سکتا ہے مگر جن سے کہ تم نے (حدیبیہ کے دن) مسجد حرام کے پاس عہد کیا تھا۔ سو جب تک وہ تم سے سیدھے رہیں

ف۱

اعلان جنگ کے بعد جنگ ضروری ہے اس میں کوئی دوستی اور مداہنت روا نہیں۔ جب کفر و شرک کی قوتیں حد سے گذر جائیں، جب اللہ کے بندوں کو محض ایمان کی وجہ سے مصائب کا آماجگاہ بنا لیا جائے جب اللہ سے دوستی جرم قرار پا جائے، جب توحید کا اعلان کفر کے لئے باعث تکلیف ہو۔ اور مسلمان کے لئے باعث ابتلاء، تو اُس وقت آخری فیصلہ کی حاجت ہے یعنی جنگ۔ اور اعلان کے بعد مشرک کے لئے کہیں جائے پناہ نہیں۔ اس وقت بے دریغ قتل کرنا ہی خلق خدا کے ساتھ رحم کرنا ہے اس وقت شرارت و فساد کو بیخ و بن سے اکھاڑ دینا ہی امن و سلامتی ہے۔

البتہ اگر مشرک تائب ہو جائے، کافر اسلام قبول کر لے۔ اور نیک بننے کا عہد کر لے۔ تو پھر اللہ کی آغوش رحمت وا ہے اُسے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔

پناہ دو

ف۲

ان حالات میں بھی جبکہ کفر و اسلام کے مابین جنگ کا آغاز ہو چکا ہو۔ جب تلواریں نیام سے کھنچ چکی ہوں۔ اور خون کی ندیاں بہ رہی ہوں۔ اگر کوئی مشرک تمہاری پناہ میں آ جائے۔ تو تمہارا اسلامی فرض ہے کہ اُسے پناہ دو۔ کیونکہ اسلامی جنگ صرف اُس سے ہے۔ جو اُس کے ساتھ برسرپیکار ہے۔

فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝

تم اُن سے سیدھے رہو، خدا متقیوں کو پسند کرتا ہے ۝ ف

٨ - كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰي قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

٨ - کیونکر صلح رہے اور اگر وہ تم پر غالب آئیں تو تمہارے حق میں خویشی اور عہد کی رعایت نہ کریں گے وہ اپنے منہ کی بات سے تمہیں راضی کرتے ہیں مگر ان کے دل قبول نہیں کرتے اور ان میں اکثر بدکار ہیں ۝

٩ - اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

٩ - انہوں نے اللہ کی آیات تھوڑی قیمت پر بیچیں۔ اور اس کی راہ سے لوگوں کو روکا برے کام ہیں، جو وہ کرتے ہیں ۝

١٠ - لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝

١٠ - کسی مسلمان کے حق میں خویشی اور عہد کا کچھ لحاظ نہیں کرتے۔ اور وہی زیادتی پر ہیں ۝

١١ - فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي

١١ - سو وہ اگر توبہ کریں۔ اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں۔ تو وہ دین میں تمہارے بھائی

ف

مقصد یہ ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ معاہدہ کیوں کر قائم رہ سکتا ہے جب ان کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف سخت جذبات غیظ و غضب مشتعل ہیں۔ اور موقع آنے پر یہ ذرا بھی نہیں چوکتے۔ مسلمان چاہے عزیز ہو، چاہے قریبی، یہ لوگ وقت پر وار کرنے سے باز نہیں آسکتے۔ زبان سے ضرور کہتے ہیں ہم تمہارے دوست ہیں۔ مگر دل میں بدستور خبث پنہاں ہے۔

اور یہ عجیب بات ہے، کہ آج بھی اکثر کی یہی ذہنیت ہے۔ مسلمان سے جب ملے گا تو نہایت عجز و انکسار کے ساتھ، زبان سے نہایت میٹھا ہے، مگر دل کا کڑوا، اور ناپاک ہے۔

حل لغات

اِلًّا - قرابت، رشتہ داری۔
ذِمَّةً - عہد۔

الدِّيْنِ ؕ وَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○

۱۲- وَاِنْ نَّكَثُوْۤا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْۤا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَاۤ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ○

۱۳- اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْۤا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

۱۴- قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ

ہیں۔ اور ہم اہل علم کے لئے پتے کھول دیتے ہیں ○

۱۲- اور جو وہ اپنے عہد کے بعد اپنی قسمیں توڑیں۔ اور تمہارے دین میں طعنہ زنی کریں تو تم اُن کفر کے اماموں سے لڑو۔ اُن کی قسمیں کچھ نہیں، شاید وہ باز آجائیں ○

۱۳- کیا تم اُن سے نہ لڑو گے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑیں، اور رسول کو (مکے سے) جلا وطن کرنے کا قصد کیا تھا۔ اور انہوں نے ہی (ف) تم سے پہلے چھیڑ کی ہے کیا تم اُن سے ڈرتے ہو سو اگر تم مسلمان ہو تو اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ تم اُس سے ڈرو ○

۱۴- اُن سے لڑو، اللہ تمہارے ہاتھ سے انہیں دکھ پہنچائے گا۔ اور انہیں رسوا کریگا اور اُن پر تمہیں

اسباب جنگ

ف ان آیات میں بتایا ہے کہ جب مشرکین کی یہ حیثیت ہے، کہ وہ تمہیں نقصان پہنچانے سے باز نہیں آتے تھے جب وہ کسی عہد کی رعایت نہیں رکھتے۔ حدیبیہ کے عہد مصالحت کی اُنہوں نے مخالفت کی جبکہ اُنہوں نے دار الندوہ میں بیٹھ کر حضور کو مکے سے نکال دینے کی سازش کی۔ اور جب کہ بدر میں اُنہوں نے چھیڑ کا آغاز کیا۔ کرز بن جابر الفہری کو بھیجا۔ کہ جا کر مدینے میں مسلمانوں کے مویشی چرا لائے۔ گویا تین سو میل کے فاصلہ پر بھی وہ مسلمانوں کو چین سے نہیں رہنے دیتے تھے ۔

اور جبکہ وقتاً فوقتاً اُنہوں نے اپنے طرز عمل سے دعوت دی ہے تو پھر اب تمہیں ان سے لڑنے میں تامل کیا ہے؟

یعنی اب پیمانۂ صبر لبریز ہو چکا ہے۔ بہر رواداری اور ہمدردی کو بالائے طاق رکھ دو۔ اللہ نے یہ طے کر

لیا ہے، کہ کفر ذلیل ہو۔ اور انہیں اپنے کئے کی سزا مل جائے۔ یاد رکھو، فتح و کامرانی تمہارے حصے میں آئے گی ۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام یا تو جنگ کو جائز قرار نہیں دیتا۔ اور یا پھر جب کہ ضرورت محسوس ہو۔ بزدلی کو روا نہیں رکھتا ۔

ان آیات میں صاف صاف مذکور ہے، کہ آغاز ان کی جانب سے ہے۔ زیادتی انہیں کی ہے۔ اسلام صرف مدافعت چاہتا ہے ۔

حلِ لغات

نَكَثُوْا۔ نکث اور نقض مترادف لفظ ہیں ۔
اَئِمَّة۔ جمع امام۔ یعنی سردار یا لیڈر ۔

عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

مدد دے گا۔ اور مسلمانوں کے دلوں کو ٹھنڈا کرے گا ۝

۱۵ - وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ۚ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

۱۵ - اور ان کے دلوں کا غصہ دور کرے گا اور جسے چاہے گا، اللہ توبہ کی توفیق دے گا اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ۝

۱۶ - اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ۚ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

۱۶ - یہ گمان کرتے ہو کہ تم (جلد سے) چھوٹ جاؤ گے حالانکہ ابھی خدا نے یہ بھی ظاہر نہیں کیا کہ کون کون تم میں سے جہاد کرنے والے ہیں۔ اور کون کون ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے سوا کسی کو بھیدی دوست نہیں رکھا۔ اور اللہ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے ۝ ف۱

۱۷ - مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ

۱۷ - مشرکوں کا کام نہیں کہ اپنی جانوں پر کفر کی گواہی دیتے ہوئے اللہ کی مسجدیں ف۲

ف۱

غرض ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو امتحان میں ڈالتا ہے۔ اور جب تک مجاہدین اور وہ لوگ جو صرف مسلمانوں کے دوست ہیں۔ عام منافقین سے الگ اور ممتاز نہ ہو جائیں۔ اس پر ابتلا و آزمائش کے مواقع پیدا کرتا رہتا ہے ۔

وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ سے مقصود یہ ہے کہ وہ جب تک ان سے جہاد اور اسلام دوستی کو صدور عملی طور پر خدا کے علم میں نہ لے آئیں ۔ اگرچہ خدا تو بہرحال عالم ہے ۔

ف۲

غرض یہ ہے کہ بیت اللہ کی تولیت کا مشرکین کو کوئی استحقاق نہیں۔ کیونکہ وہ بت پرست ہیں۔ اصولی کسب موحد تھا۔ اس کی تولیت تو انہی لوگوں کو دی جا سکتی ہے۔ جو مسلک ابراہیمی پر کاربند ہیں۔ جو مومن ہیں، اور صلوٰۃ و زکوٰۃ کے پابند ہیں ۔

غرض یہ ہے کہ مساجد پر قبضہ صرف ان لوگوں کا رہے گا۔ جو اللہ کے مشن کو پورا کرتے رہیں گے۔ وہ لوگ جنہیں دین سے کوئی واسطہ نہیں، جو فسق و فجور میں مبتلا ہیں۔ انہیں کیا حق حاصل ہے۔ کہ اللہ کے گھر کی پاسبانی کریں ۔

حلِ لغات

وَلِيْجَةً ۔ ولوج سے مشتق ہے۔ جس کے معنی اندر آنے کے ہیں ۔
یہ اس شخص کو کہتے ہیں جو محرم راز دوست ہو مفرد و جمع دونوں کے لئے مستعمل ہے ۔

عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِى النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ○

آباد کریں۔ اُن کے اعمال ضائع ہوگئے۔ اور وُہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے ○

۱۸ - اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ○

۱۸ - خدا کی مسجدیں فقط وہ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتے۔ اور نماز پڑھتے، اور زکوٰۃ دیتے، اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ بس توقع ہے کہ وہی ہدایت یافتہ ہوں ○ ف

۱۹ - اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى

۱۹ - کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا، اور مسجد حرام کا آباد رکھنا، اُس شخص کے برابر سمجھ لیا جو اللہ پر اور آخری دن پر ایمان لایا۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہ خدا کے نزدیک برابر نہیں۔ اور اللہ ظالموں کو ہدایت

مفاخر قریش

ف قریش کہ مسلمانوں سے فخریہ کہتے۔ ہم تم سے اچھے ہیں۔ بیت اللہ کے خادم ہیں۔ حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں۔ اُن کی مہمان نوازی کرتے ہیں، اور بیت اللہ کی آبادی کا خیال رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن مفاخر کا جواب دیا ہے۔ کہ جب تک ایمان نہ ہو یہ فضائل قبول نہیں۔ جب تم نار کعبہ کے مقصد سے ہی ناآشنا ہو تو تمہیں کیا فضیلت حاصل ہو سکتی ہے ٭

افضل وہ ہیں جو ایمان کی دولت سے بہرہ ور ہیں۔ جن کے دلوں میں ایمانی جوش و حرارت ہے۔ جو اُس کے نام پر دشمنوں سے لڑ سکتے ہیں۔ وہ لوگ جو چھوٹی چھوٹی خدمات پر خوش ہیں۔ اور روحِ دین سے بیگانہ ہیں ٭

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

٢٠ - اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝

٢١ - يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ رِضْوَانٍ وَّ جَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝

٢٢ - خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

٢٣ - يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ

نہیں کرتا ۝

٢٠ - جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنی جان مال سے جہاد کیا۔ اللہ کے نزدیک اُن کا درجہ بڑا ہے۔ اور وہی کامیاب ہیں ۝

٢١ - اُن کا رب انہیں اپنی رحمت اور رضامندی کی۔ اور اُن باغوں کی جہاں اُن کے لئے دائمی نعمت ہے، بشارت دیتا ہے ۝

٢٢ - وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ کے پاس بڑا ثواب ف ہے ۝

٢٣ - مومنو! اگر تمہارے باپ اور بھائی ایمان کی نسبت کفر کو دوست رکھیں تو

ف

ان آیات میں ان لوگوں کے درجات گنائے ہیں۔ جنھوں نے ایمان کی نعمت کو قبول کیا۔ اور اللہ کی راہ میں مال وجانی جہاد کیا۔ فرمایا ان کے مرتبے نہایت بلند ہیں۔ یہ وہ اصل فائز اور کامیاب ہیں۔ اللہ نے انہیں سندِ رضا عنایت کر رکھی ہے ان کے لئے جنت کے دروازے کھلے ہیں۔ یہ اجرِ عظیم کے مستحق ہیں۔ غور کرو۔ قرآن جنہیں مہاجر و مجاہد کے لقب سے نوازے۔ جنہیں فائز و کامران کہے۔ جنہیں اپنے رضا دے، جن کے مرتبے بلند کرے۔ جنہیں اجرِ عظیم کا مستحق قرار دے۔ ان کی شان کتنی بلند ہوگی۔ اور ان کا رتبہ کتنا اونچا ہوگا۔

حلِّ لغات

نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ - دائمی نعمت۔
اَبَدًا - ہمیشہ۔

اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ○

تم اُن کو اپنا رفیق نہ بناؤ۔ اور جو تم میں سے اُن کی رفاقت کرے گا، وہی ظالم ہیں ○ ف۱

۲۴ - قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ○

۲۴ - تو کہہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے، اور بھائی، اور عورتیں، اور برادری، اور وہ مال جو تم نے کمائے۔ اور وہ تجارت جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور وہ مکانات جن سے خوش ہو۔ تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں تو ذرا صبر کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں کرتا ○ ف۲

۲۵ - لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ ۙ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ إِذْ

۲۵ - بہت جگہوں میں خدا تم کو مدد دے چکا ہے۔ اور جنگ حنین کے دن، جب

ف۱

غرض یہ ہے کہ اسلام کے بعد پرانے تعلقات منقطع ہو جاتے ہیں۔ اور نئے رشتے استوار ہوتے ہیں۔

وہ لوگ جو منکر ہیں جنھوں نے کفر کو ترجیح دی اور ایمان کا انکار کیا، ان سے ایک مسلم کا کوئی رشتہ ربط نہیں وہ اخلاق و اعانت کے مستحق ہیں۔ مگر اس بات کی اجازت نہیں کہ مسلمان انہیں محرم سمجھیں اور ان سے مسلمانوں کے راز کی بات کہہ دیں۔ اُن پر بھروسہ کرنا گناہ ہے۔ کیونکہ ان کے تعلقات ظاہر میں مسلمانوں کے ساتھ ہو سکتے ہیں، مگر بالعموم وہ مسلم کی شان و شوکت کو نہیں دیکھ سکتے۔

بات یہ ہے کہ جب اعلان برأت ہوا، بعض صحابہ منصور پر کفر سے علیحدگی اختیار کر لی گئی۔ تو بعض حضرات صحابہ نے کہا چاہیے کفار سے قلت میں ہو جائیں گے [illegible] ہیں، ہم کیسے گزارا [illegible] اللہ نے فرمایا۔ ان سے دوستداری کے تعلقات منقطع ہیں۔ اور جو اس واضح اعلان کے بعد بھی ان کی تعلقات قائم رکھے گا، وہ ظالم ہے۔

یعنی سیاسی مصلحت کا انتقاضا یہ ہے کہ مخالفین پر اعتماد نہ کیا جائے۔

دین کی محبت

ف۲ غرض یہ ہے کہ مسلمان رشتہ اطاعت کو ہر آن ملحوظ خاطر رکھے۔ اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں تمام تعلقات کو ٹھکرا دے۔

اور جو شخص اس طرح ولاو محبت کی دولت سے بہرہ ور نہیں۔ جس کی لگن دنیوی مال اور عزیز و اقارب سے زیادہ ہے۔ جو ان بندھنوں میں بندھا ہے۔ اور ایثار و قربانی کے جذبہ سے محروم ہے۔ وہ فاسق ہے۔ اسے عذاب الٰہی کا منتظر رہنا چاہیے۔ مسلمان وہ ہے جو ہر گھاٹے اور نقصان کو برداشت کرے۔ مگر دین کا نقصان اور دین کا گھاٹا اس کے لئے ناقابل برداشت ہو۔

أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ
عَنكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ
الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم
مُّدْبِرِينَ ۝

تم اپنی کثرت پر اتراتے تھے، اور وہ کثرت
تمہارے کچھ کام نہ آئی تھی۔ اور زمین باوجود
اپنی فراخی کے تم پر تنگ ہو گئی تھی پھر تم پشت
دے کے بھاگ گئے تھے ۝ ف

٢٦- ثُمَّ أَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ
رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَ
أَنزَلَ جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ
الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ
الْكَافِرِينَ ۝

٢٦- پھر اللہ نے اپنے رسولؐ اور مومنین پر
اپنی تسکین نازل کی تھی۔ اور ایسی فوجیں
بھیجی تھیں۔ جو تم نے نہیں دیکھیں اور کافروں
کو عذاب دیا تھا۔ اور کافروں کا بدلہ
یہی تھا ۝

٢٧- ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ
عَلَىٰ مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ
رَّحِيمٌ ۝

٢٧- پھر اس کے بعد اللہ جس پر چاہے
رحم کرے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان
ہے ۝

٢٨- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ

٢٨- مومنو! مشرک لوگ پلید ہیں

غزوہ حنین

ف ۸ھ میں فتح مکہ کے بعد ہوازن و
ثقیف کے قبیلوں نے جنگ کی طرح ڈال
دی۔ ان کا خیال تھا کہ اگر ہم نے مسلمانوں
کو شکست دے دی۔ تو مکہ والوں کی تمام
جائیداد جو طائف میں ہے وہ ہماری ہو جائے
گی۔ اور ہم مسلمانوں سے بت شکنی کا انتقام
بھی لے سکیں گے۔

حضورؐ مقابلہ کے لئے نکلے تو ایک ہجوم
غفیر ساتھ ہو گیا۔ جس کی تعداد تقریباً بارہ ہزار
تھی۔ اس لئے مسلمان مغرور تھے اور نہایت
بے پرواہی سے لڑے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شکست
کھائی۔ اور میدان سے بھاگ نکلے حضورؐ
پہاڑ کی طرح کھڑے رہے۔ اور آپ نے
للکار للکار کر کہا:-

انا النبی لا کذب
انا ابن عبد المطلب

آپ کے استقلال کو دیکھ کر اور دعوت
کوشش کر مسلمان پھر جمع ہو گئے۔ اللہ نے
ان کی گھبراہٹ دور کی۔ اور فرشتے تسلی
کے لئے نازل فرمائے۔ اور بالآخر
مسلمانوں کو عظیم کامیابی ہوئی اس آیت
میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ إِنْ شَآءَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝

سو اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں۔ اور اگر تم محتاجی سے ڈرو، تو خدا اگر چاہے گا۔ تو اپنے فضل سے تمہیں غنی کر دے گا۔ اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ۝ ف۱

۲۹- قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝

۲۹- اہل کتاب میں سے جو لوگ اللہ اور آخری دن پر ایمان نہیں لاتے۔ اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی حرام کی ہوئی اشیاء کو حرام نہیں جانتے اور دین حق قبول نہیں کرتے، تم مسلمان ایسوں سے مقابلہ کرو، یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیں۔ اور ذلیل ہو کر رہیں ۝ ف۲

۳۰- وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ِۨابْنُ اللّٰهِ

۳۰- اور یہود نے کہا، کہ عزیرؑ خدا کا بیٹا ہے

مشرک ناپاک ہیں!

ف۱

یعنی مشرک عقیدوں کے ناپاک اور دلوں کے خبیث ہیں۔ اس لئے اعلان برأت کے بعد انہیں بیت الحرام کے قریب نہ آنے دیا جائے۔

مقصد یہ ہے کہ یہ خطۂ پاک خالصۃً ایسا ہو۔ جس میں شرک و بت پرستی کے جراثیم کیسر ناپید ہوں۔ تاکہ یہاں سے توحید خالص کے چشمے پھوٹیں۔ اور ایک دنیا کو سیراب کر دیں۔

جزیہ

ف۲ یہود بنی قریظہ و بنی نضیر باوجود اس کے کہ مسلمانوں سے پرامن رہنے کا وعدہ کر چکے تھے پھر بھی شرارت اور انگیخت سے باز نہ آئے۔

اس آیت میں ان سے مقابلہ و جہاد کی اجازت دی گئی ہے یعنی ان کی شرارتیں چونکہ حد سے زیادہ بڑھ گئی ہیں۔ اور یہ اپنے عہد پر قائم نہیں رہے۔ اس لئے ان سے جہاد کرو۔ جب تک کہ جزیہ نہ دیں۔

جزیہ ایک رقم ہے جو مصالحین سے لی جاتی ہے اس کا تعین نہیں کہ کس قدر ہو۔ اس ٹیکس کے مقصد دو ہیں۔ ایک تو یہ کہ ان کو ذلت و تحقیر کا احساس ہو۔ اور پھر کبھی مسلمانوں کے خلاف آمادۂ جنگ نہ ہوں۔ دوسرے یہ کہ ان کو حفظ امن کے لئے بطور معاوضہ کے یہ رقم لی جائے اور انہیں فوجی خدمات سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔

وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۚ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝

اور نصاریٰ نے کہا، کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ یہ اُن کے منہ کی باتیں ہیں اگلے کافروں کی بات کی ریس کرتے ہیں انہیں خدا کی مار کہاں اُلٹے جاتے ہیں ○ ف۱

۳۱- اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوْۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

۳۱- خدا کے سوا اپنے عالموں اور درویشوں اور مسیح بن مریم کو خدا بنایا ف۲ حالانکہ اُن کو یہی حکم ہُوا تھا، کہ ایک خدا کی عبادت کریں۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اُن کے شرک سے وہ پاک ہے ○

۳۲- يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ

۳۲- وہ چاہتے ہیں، کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں ف۳۔ اور اللہ یہ چاہتا ہے، کہ اپنے نور کو پورا کرے، اگرچہ کافر

ف۱

یہود مدینہ کا عقیدہ تھا۔ کہ حضرت عزیر خدا کے بیٹے ہیں۔ موجودہ یہودی اس بات کے قائل نہیں۔ نصرانی اب تک مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔

قرآن حکیم کا منشا ہے، کہ یہ بُت پرستانہ عقیدہ اللہ کے دین پر افترا ہے۔ عیسائیوں نے اسے کفار کی تقلید میں گھڑ لیا ہے۔

ف۲

احبار و رہبان کو خدا ماننے کے معنی یہ ہیں کہ وہ علماء و مشائخ کی باتوں کو اندھا دھند بلا تحقیق کے مان لیتے تھے۔ اس عدم احتیاط اور تساہل کے لئے انہیں سخت گمراہی میں مبتلا رکھتے تھے۔ ہمیشہ ملّا اور پیر ہی اللہ کی تلقین کرتے تھے۔ حالانکہ اسلام نے صحیح تعلیم دی ہے۔ جو روشنی اور تحقیق کی تسلیم ہے۔ جس میں انسانیت کا احترام ہے۔ غرض یہ ہے کہ اندھی عقیدت ناجائز ہے۔

ف۳

یعنی کفار چراغ ہدایت کو بجھانے کی کوشش میں ہیں۔ اور یہ نہیں جانتے کہ اللہ کا فیصلہ کیا ہے۔ اللہ چاہتا ہے، کہ اس روشنی کو دنیا کے کناروں تک پہنچائے۔ وہ پوری کوشش کر دیکھیں۔ یہ مصباح منیر روشن ہی رہے گا۔

حلِ لغت

اَحبار۔ جمع حبر، یعنی دانشمندان و علماء یہود

یعنی عابد و زاہد قوم نصاریٰ سے ترسایان۔

الْكٰفِرُوْنَ ○

۳۳- هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○

۳۴- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○

نا خوش ہوں ○

۳۳- اسی نے اپنا رسول ہدایت و دین حق دے کر بھیجا ہے۔ تاکہ وہ اس دین حق کو تمام دنیا کے دینوں پر غالب کرے۔ اگرچہ مشرک برا مانیں ○ ف۱

۳۴- مومنو! اہل کتاب کے اکثر علماء اور درویش لوگوں کے مال ناحق کھاتے اور لوگوں کو اس کی راہ سے روکتے ہیں۔ اور جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے۔ اور اللہ کی راہ میں اسے خرچ نہیں کرتے۔ تو انہیں دکھ دینے والے عذاب کی بشارت سنا ○ ف۲

دین غالب

ف۱ اسلام کی فطرت میں ایسی خصوصیات موجود ہیں۔ جن کی وجہ سے یہ کائنات عقلی کا مشترکہ مذہب قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس میں توحید ہے، مساوات ہے، تمام انسانوں کا احترام ہے، امکان و رضا ان کی حدود سے واضح ہے، تعصبات سے پاک ہے، مختصر ہے، واضح ہے، عمل ہے، اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بادلیل ہے۔

اس لئے عالمگیر غلبہ و سطوت کے لئے جن محاسن کی ضرورت ہے۔ وہ اس میں موجود ہیں۔ دنیا کا علم بڑھنے دو۔ تم دیکھو گے کہ اسلام اور عقل، تجربہ دونوں ایک ہیں اور ان میں کوئی منافات نہیں۔

ف۲ مقصد یہ ہے کہ یہ لوگ (یعنی یہودی) صرف شرک و بت پرستی میں مبتلا نہیں ان میں اخلاقی برائیاں بھی موجود ہیں۔ علماء و مشائخ جو صحیح معنوں میں قومی اخلاق و عادات کے آئینہ دار سمجھتے ہیں۔ ان کی یہ حالت ہے کہ اکل حلال کی توفیق سے محروم ہیں۔ مشیخیت و علم کو ذریعہ معاش بنا لیا ہے۔ طرح طرح سے لوگوں کو ٹھگتے ہیں۔ اور ہر دینی اصلاح کی مخالفت کرتے ہیں۔ تاکہ لوگ ان کے دام تزویر میں بدستور پھنسے رہیں۔ عوام میں حرص و آز کے جذبات زیادہ ہیں۔ ان کی زندگی محض روپیہ اکٹھا کرنا ہے۔ مذہب و ایثار سے کوئی واسطہ ہی نہیں۔ دن رات دولت کی دھن میں لگے رہتے ہیں۔ ان کے لئے آخرت میں یہ عذاب ہے، کہ سونے چاندی کے یہ سکے جو خدا جانے کتنی مشکل سے جمع کئے ہیں۔ گرم کر کے ان کے اعضاء پر لگائے جائیں گے۔ اور انہیں سے ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی۔

اسلام روپیہ اکٹھا کرنے کو ناجائز قرار نہیں دیتا۔ البتہ وہ مال جسے غلط اور ناجائز ذرائع سے جمع کیا جائے، اور وہ مال جس میں سے خدا کی راہ میں کچھ نہ دیا جائے، ضرور منحوس ہے۔

۳۵۔ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ○

۳۵۔ جس دن وہ خزانہ دوزخ کی آگ میں دھکایا جائیگا پھر اُن کی پیشانی اور کروٹوں اور کمروں میں اس سے داغ دئیے جائیں گے۔ اور کہا جائیگا۔ کہ یہ تمہارا خزانہ ہے۔ جو تم نے اپنی جانوں کیلئے جمع کیا تھا پس اپنے خزانہ کا مزہ چکھو ○

۳۶۔ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَ اعْلَمُوْۤا

۳۶۔ خدا کے نزدیک مہینوں کا شمار خدا کی کتاب میں جس دن اُس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ بارہ مہینے ہیں، اُن میں چار مہینے ادب کے ہیں، یہی سیدھا دین ہے۔ پس اُن میں اپنے اُوپر ظلم نہ کرو۔ اور مشرکوں سے سب اکٹھے ہو کر لڑو۔ جیسے وہ سب تم سے اکٹھے ہو کر لڑتے ہیں [ف۱]۔ اور جان رکھو

ف۱
مقصد یہ ہے۔ کہ مسلمان اشہر حرم میں جدال و قتال کو درست نہیں سمجھتا۔ البتہ اگر اُسے مجبور کر دیا جائے۔ تو پھر وہ دریغ نہ کرے۔ اپنی تمام قوتوں کو اکٹھا کر کے مقابلہ کے لئے جمع کرلے ○

حلِّ لُغات

(صفحہ ۴۵۷)

بِالْبَاطِلِ ۔ یعنی ناحق، ناجائز۔
الذَّهَبَ ۔ سونا ○
الْفِضَّةَ ۔ چاندی ○
جِبَاهُهُمْ ۔ جمع جبہ یعنی پیشانیاں

اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ۝

٣٧- اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَةٌ فِی الْكُفْرِ یُضَلُّ بِهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّ یُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّیُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَیُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ؕ زُیِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ۝

٣٨- یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِیْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ

اللہ متقیوں کے ساتھ ہے ۝

٣٧- مہینہ آگے پیچھے کرلینا (عہد کفر کی) زیادتی ہے کافر اس سے گمراہی میں پڑتے ہیں ایک سال اُسے حلال سمجھتے (اور دوسرے) سال اسی کو حرام ٹھہراتے ہیں۔ تاکہ اللہ کے حرام مہینوں کی شمار پوری کرلیں اور خدا کے حرام کئے ہوئے کو حلال کریں اُن کے بُرے اعمال اُن کے لئے آراستہ کر دئے گئے ہیں اور اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا ۝ ف۱

٣٨- مومنو! تمہیں کیا ہُوا۔ جب تمہیں کہا جاتا ہے، کہ اللہ کی راہ میں باہر نکلو، تو تم زمین کی طرف گرے پڑتے ہو، کیا تم آخرت کو چھوڑ کر حیاتِ دُنیا پر راضی ہوگئے ہو؟ سو حیاتِ دُنیا کی پونجی

ف۱

عربوں میں عام قاعدہ یہ تھا، کہ حرمت کے چار مہینوں میں جدال و قتال سے باز رہتے۔ اور ان مہینوں میں جنگ کو ناجائز خیال کرتے۔

مگر جب ان کی ذاتی مصلحتیں جنگ کی آگ بھڑکا دیتیں۔ اور انہیں اس آگ میں کُودنا پڑتا۔ تو پھر اشہرِ حرم کا لحاظ نہ کرتے۔ اور کہتے اس وقت تو لڑو، بعد میں چار مہینے نہ لڑیں گے۔ اللہ کا منشاء اس سے پُورا ہوجائے گا۔

قرآن کہتا ہے، یہ کفر و معصیت ہے چار مہینوں کی حد بندی کا مقصد تو یہ تھا کہ تم صلح و امن کی برکات سے آگاہ ہوجاؤ اور جب کہ تم برابر ایک دوسرے کے دشمن ہو۔ اس حد بندی کا کیا فائدہ؟ اس نوع کی حیلہ جوئی جس سے مقصد قانون کی مخالفت لازم آئے ناجائز ہے۔

حل لغات

النَّسِیْٓءُ۔ موخر کرلینا۔ فعیل ہے مفعول کے معنوں میں ہے۔ نسأت الشئ کے معنی ہوتے ہیں۔ اَخَّرْتُہٗ کے معنی میں ... موخر کردیا ہے۔

الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ○

آخرت کے مقابلہ میں حقیر ہے ○

۳۹- إِلَّا تَنْفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۚ وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○

۳۹- اگر نہ نکلو گے خدا تمہیں دکھ کا عذاب کرے گا۔ اور تمہارے سوا اور لوگ بدل لائے گا۔ اور تم اس کا کچھ بگاڑ نہ سکو گے۔ اور اللہ ہر شے پر قادر ہے ○ ف

۴۰- إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۖ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَ

۴۰- اگر تم محمد کی مدد نہ کرو گے (تو خیر) خدا نے اس کی اس وقت مدد کی تھی جب کہ ان کو کافروں نے گھر سے اس حال میں نکالا کہ وہ دو میں دوسرے تھے جب وہ دونوں (ابوبکر و محمد) غار ثور میں تھے جب (محمد) اپنے ساتھی کو تسلی دیتے تھے کہ غم نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے۔ پس اللہ نے اپنی طرف سے ان پر تسکین نازل کی اور

تخلف گناہ ہے!

ف غزوہ تبوک میں کچھ لوگ پیچھے رہ گئے تھے۔ ان آیات میں ان کو مخاطب فرمایا ہے کہ جب جہاد کا اذن عام ہو جائے تمہیں تخلف کی اجازت نہیں۔ اللہ کی راہ میں ہجرت نصرت ہے، یوں ہی سمجھئے (خطبۂ حرب ہے، ہر شخص کو پکار کر کہا ہے) کہ جہاد سے پیچھے نہ رہو۔ جب اللہ تمہیں ہمت و مقدرت دیتا ہے تو تخلف کیا؟ کیا دنیا کی عیش و زندگی پر قانع ہو گئے؟ کیا آخرت میں شہداء کے درجات سے آگاہ نہیں؟ وہاں کے عیش و بہار کو اور اللہ کی نعمت تمہاری راہ میں رشت نہیں۔ تمہیں معلوم ہے کہ جب رسول اللہ تنہا مکہ سے نکل کر مدینہ ہو رہے تھے۔ مکہ کے کفار انہیں نے پہا سکن جہادیا تھا۔ اس وقت ہم نے ان کی مدد کی اور کفار کی تلواروں سے انہیں بچا لے گئے۔

مقصد یہ ہے کہ اب بھی وہ رسول کی نصرت پر قادر ہے۔

ثَانِيَ اثْنَيْنِ سے مراد حضرت صدیق ہیں۔ جو ہجرت میں آپ کے رفیق سفر تھے۔

غار میں حضرت صدیق اکبر کشش نبوی کی وجہ سے گھبرا رہے تھے کہ کہیں حضور کفار کی گرفت میں نہ آ جائیں۔ اسی لئے حضور نے جواباً کہا: اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا یعنی اللہ کی نصرت ہمارے شامل حال ہے، تم بے فکر رہو۔

بعض کوتاہ اندیشوں نے یہ سمجھا کہ حضرت صدیق کو اپنی گرفتاری کا ڈر تھا۔ کمبخت یہ نہیں سوچتے کہ جس نے عمر بھر حضور کی رفاقت کی۔ جو سب کچھ چھوڑ کر گھر سے نکلا ہے۔ اُسے اپنی نسبت کیا خوف ہو سکتا ہے۔ گھبراہٹ کی وجہ سے پہلی ہی کہا ہے کہ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا کہ گھبراؤ نہیں۔ تمہارا خدا تمہارے ساتھ ہے۔ کہا گیا ہے کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے یعنی مجھ کو جو بہانے تمہیں میری گرفتاری کا خدشہ ہے اس کو دل سے نکال دے۔

أَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ○

۴۱ - انفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ○

۴۲ - لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوكَ وَلَٰكِن بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۚ وَسَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُونَ أَنفُسَهُمْ ۚ

اور فوجوں سے جنہیں تم نے نہیں دیکھا اُس کی مدد کی اور کافروں کی بات نیچی رکھی۔ اور خدا کی بات وُہی بلند ہے۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے ○ ف۱

۴۱ - مسلمانو! ہلکے اور بوجھل نکل پڑو۔ اور اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اگر سمجھتے ہو ○ ف۲

۴۲ - اگر کچھ مال نزدیک ہوتا۔ اور سفر ہلکا ہوتا۔ تو ضرور تیرے ساتھ چلتے۔ لیکن مسافت بعید نظر آتی ہے۔ اور اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہم چل سکتے۔ تو ضرور تمہارے ساتھ نکلتے (جھوٹی قسموں سے) اپنی جانیں ہلاک کرتے ہیں،

خدا کی بات

ف۱ غارِ ثور میں جب آفتاب نبوت جا کر چھپا ہے تو کرنیں پھوٹ پھوٹ کر باہر نکل رہی تھیں۔ دہانۂ غار پر کفار موجود تھے۔ ان کے پاؤں کی چاپ صاف سنائی دیتی تھی۔ اسی لئے حضرت صدیق گھبرائے۔ مگر ان کی بصارت گم تھی۔ خدا یہ چاہتا تھا کہ اس کی تدبیر کارگر ہو۔ اس کی بات بلند رہے۔ اور یہ خائب و خاسر رہیں۔ چنانچہ یہ لوگ ناکام واپس لوٹے۔ حضورؐ ہجرت میں کامیاب ہوئے۔ غارِ ثور سے جب یہ آفتاب و ماہتاب نکلے ہیں تو مدینہ چمک اُٹھا۔ اللہ کا جلال چاروں طرف پھیلا۔ چند ہی دنوں میں کفّے والوں کو معلوم ہو گیا کہ انہوں نے سخت غلطی کی ہے۔ اور وہ تمام برکات سے محروم ہو گئے ہیں۔

ف۲

اعلان عام کے بعد ہر مسلمان پر لازم ہو جاتا ہے کہ میدان جہاد میں نکل کھڑا ہو۔ چاہے کیسی حالت ہو، کیونکہ اسلام کی عزت و حرمت کے لئے کٹ مرنا مسلمان کے لئے عین سعادت و برکت ہے۔ مسلمان کا اللہ سے عہد ہے۔ کہ جب تک جیئے گا۔ اسلام کی عزت کو بچائے گا۔

حلِّ لُغات

اِنْفِرُوْا۔ لفظ نفر سرعت کو متضمن ہے۔ صاحب۔ عام طور پر مخلص کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اور آدمیوں کے گروہ کو بھی نفر کہتے ہیں۔ جس میں کم سے کم تین اور زیادہ سے زیادہ دس آدمی ہوں۔

قَاصِدًا۔ درمیانہ، آسان۔

اَلشُّقَّۃُ۔ سفر بعید۔ بعض نے اسے بالکسر بھی پڑھا ہے۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝

اور خدا جانتا ہے، کہ وہ جھوٹے ہیں ۝ ف۱

۴۳- عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ۝

۴۳- خدا تجھے معاف کرے اے محمدؐ تو نے کیوں ان کو رخصت دی۔ اس سے پہلے کہ تجھے علم میں سچے اور جھوٹے معلوم ہوں ۝ ف۲

۴۴- لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝

۴۴- وہ جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ تم سے اس بات کی رخصت نہیں مانگتے کہ اپنی جان و مال سے جہاد میں شریک نہ ہوں۔ اور اللہ ڈرنے والوں کو جانتا ہے ۝

۴۵- اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ۝

۴۵- تم سے رخصت وُہی مانگتے ہیں جو خدا پر اور آخری دن پر ایمان نہیں رکھتے۔ اور اُن کے دل اسلام کی نسبت شک میں ہیں۔ سو وُہ اپنے شک میں بھٹکتے ہیں ۝

ف۱

بات یہ ہے کہ تبوک کا مقام بہت دُور تھا۔ موسم بھی گرم تھا۔ مقابلہ پر رومی تھے۔ اس لئے منافقین اور کمزور عقیدے کے لوگ گھبرا گئے۔ بعض لوگوں نے رسول اللہؐ کو دھوکا دیا۔ انھوں نے یہ ظاہر کیا کہ وہ معذور ہیں۔ اگر استطاعت ہوتی، تو ضرور ساتھ دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں انکی منافقت کا اظہار کر دیا۔ اور بتا دیا کہ یہ جھوٹے ہیں۔

ف۲

مقصد یہ ہے۔ کہ متخلفین کو اجازت دینے میں آپ سے تسامح ہوا ہے۔ چاہئے یہ تھا کہ چندے انتظار فرما لیتے۔ اور دیکھ لیتے کہ اللہ تعالیٰ ان کے باب میں کیا تصریحات نازل فرمانے والا ہے۔

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ کہہ کر بدرجۂ غایت لطف و مدارات کا اظہار فرمایا۔ جس کے معنی یہ ہیں، کہ حضورؐ کا یہ تسامح چونکہ ایک بلند اخلاقی نصب العین کے ماتحت صادر ہوتا ہے۔ اس لئے ابتدا ہی سے در خور عفو ہے۔ گو اس سے منشائے الٰہی کی مخالفت ہو۔

آپ نے انہیں اجازت اس لئے مرحمت فرما دی کیونکہ آپ کی فطرت میں عفو و کرم بدرجۂ اتم موجود تھا۔ آپ بہ سبب محبت و الفت کی وجہ سے مجبور تھے۔ کہ ان کی معذرت قبول فرمالیں۔

۴۶ - وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً وَلَٰكِنْ كَرِهَ اللَّهُ انْبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقَاعِدِينَ ○

۴۶ - اور اگر وہ نکلنا چاہتے۔ تو جہاد کے لئے پہلے سے اسباب تیار کرتے۔ لیکن اللہ کو ان کا اٹھنا ناپسند آیا۔ سو اس نے انہیں سست کیا۔ اور انہیں حکم ہوا۔ کہ بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو ○ ف۱

۴۷ - لَوْ خَرَجُوا فِيكُمْ مَا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا وَلَأَوْضَعُوا خِلَالَكُمْ يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيكُمْ سَمَّاعُونَ لَهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ○

۴۷ - اگر تم میں شامل ہو کے نکلتے، تو تم میں فساد ہی بڑھاتے۔ اور تمہارے درمیان گھوڑے دوڑاتے۔ بگاڑ کروانے کی تلاش میں، اور ان کے بعض جاسوس تم میں موجود ہیں، اور اللہ ظالموں کو جانتا ہے ○ ف۲

۴۸ - لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوا لَكَ الْأُمُورَ حَتَّىٰ جَاءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ كَارِهُونَ ○

۴۸ - وہ تو پہلے ہی سے فتنہ کی تلاش کرتے اور تیرے کام الٹتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ حق آگیا۔ اور اللہ کا امر ظاہر ہوا۔ اور وہ ناپسند ہی کرتے رہے ○

ف۱

مقصد یہ ہے، کہ یہ لوگ اذن طلبی میں مخلص نہیں منافق ہیں۔ اگر جہاد کے لئے پہلے سے تیار ہوتے، اور ان کے دلوں میں ایمان کی حرارت موجود ہوتی۔ تو عذر و معذرت کی قطعی ضرورت نہ تھی۔ یہ تردد، یہ بے چینی، یہ حیص بیص ان میں بالکل نظر نہ آتا۔ اور اصل بات یہ ہے، کہ اللہ کو یہ منظور ہی نہیں تھا۔ کہ اس قسم کے کمزور لوگ جہاد میں نکلیں ۔

جاسوس

ف۲ یعنی یہ لوگ گو میدان جہاد میں جاتے، جب بھی مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہ پہنچاتے اور الٹا یہ مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کرتے اور مخالفین سے ملے رہتے۔ جس طرح کہ اس سے پہلے ان لوگوں نے ہمیشہ کفر کا ساتھ دیا ہے۔ اس لئے ان کا عدم شمولیت باعث افسوس نہیں، باعث مسرت ہے ۔

حلِ لُغات

خَبَالًا ۔ یعنے تباہی، گمراہی، ہلاک و رنج۔ خبل بفتحتین کے معنی دیوانگی کے ہیں ۔

۴۹ - وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ۭ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝

۴۹ - اور اُن میں وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ مجھے رخصت دے اور مجھے فتنہ میں نہ ڈال سُن رکھو وہ آپ ہی فتنہ میں پڑے ہیں اور دوزخ کافروں کو گھیر رہی ہے ۝ ف۱

۵۰ - اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ۝

۵۰ - اگر تجھے بھلائی پہنچے، اُنھیں بُری معلوم ہوتی ہے، اور جو تجھ پر مصیبت آئے تو کہتے ہیں ہم نے تو اپنا کام پہلے ہی سے سنبھال لیا تھا - اور خوشیاں کرتے لوٹ جاتے ہیں ۝ ف۲

۵۱ - قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

۵۱ - تُو کہہ ہمیں وُہی پہنچے گا۔ جو اللہ نے ہمارے لئے لکھا ہے۔ وُہ ہمارا کارساز ہے اور چاہیئے کہ مومن اللہ پر بھروسا رکھیں ۝ ف۳

۵۲ - قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ

۵۲ - تُو کہہ ہمارے حق میں تم کیا توقع کرو گے

ف۱

زبانِ نفاق وبزدلی بجائے خود فتنہ ہے آزمائش ہے، کفر ہے، غضبِ الٰہی کا سبب ہے ۔

منافق جہاد سے بچنے کے لئے معذرت کرتے اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، کہ یاد رکھو اللہ تمہارے نفاق سے آگاہ ہے ۔

ف۲

اس آیت میں منافق کی نفسیات بتائی ہیں کہ یہ مسلمانوں کی مصیبتوں پر خوش ہوتے ہیں، اور ان کی کامیابیوں پر جلتے ہیں ۔

مَولےٰ

ف۳ مولےٰ کا اشتقاق ولایت سے ہے جس کے معنی نصرت و دوستی کے ہیں یعنی اللہ تعالےٰ مسلمانوں کا کارساز اور دوست ہے کیا یہ محبت و شفقت کا آخری تخیل نہیں؟

جہاں وہ رب ہے، مالک قادر ہے وہاں مسلمانوں کے لئے وہ نہایت درجہ رحیم ہے جس کے رحم میں دوستانہ اور مجانہ بے تکلفی اور رحمت ہے ۔

خدا کو باپ کہہ کر فخر کرنے والے "مولےٰ" کی جامعیت پر غور فرمائیں ۔

إِلَّآ إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ؕ وَ نَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَنْ يُّصِيبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ أَوْ بِأَيْدِيْنَا ۖ فَتَرَبَّصُوْٓا إِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ۝

مگر دو خوبیوں میں سے ایک (فتح یا شہادت)۔ اور ہم تمہارے حق میں اس بات کے منتظر ہیں کہ خدا اپنی طرف سے تم پر عذاب نازل کرے یا ہمارے ہاتھوں سے سو تم منتظر رہو ہم بھی تمہارے ساتھ منتظر ہیں ○ ف۱

۵۳۔ قُلْ أَنْفِقُوْا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝

۵۳۔ تو کہہ کہ تم اپنے مال خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے خدا تم سے ہرگز قبول نہ کرے گا۔ کہ تم فاسق لوگ ہو ○

۵۴۔ وَمَا مَنَعَهُمْ أَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ إِلَّآ أَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَأْتُوْنَ الصَّلٰوةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ إِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝

۵۴۔ اور اُن کا یہ خرچ اس لئے قبول نہیں ہوتا۔ کہ وہ اللہ اور اُس کے رسولؐ کے منکر ہیں۔ اور سستی سے نماز پڑھنے آتے ہیں اور بُرے دل سے خرچ کرتے ہیں ○ ف۲

ف۱

غرض یہ ہے کہ منافقین مسلمانوں کے لئے دو باتوں کے منتظر رہتے۔ غنیمت کے، اور عام شہادت کے۔ پہلی صورت میں شرکت و حصہ داری کا خیال۔ اور دوسری میں صورت پر اظہار مسرت۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے یہ دونوں باتیں مسلمان کے لئے باعث برکت ہیں۔ کامیاب رہیں تو دنیا کے مال و دولت سے حصہ پائیں۔ میدان میں کھیت رہیں، تو حیات جاوید کے حقدار ٹھہریں۔ البتہ ہم جس چیز کا انتظار کر رہے ہیں، وہ تمہارے حق میں اچھی نہیں؛ ہم اللہ کے عذاب کے منتظر ہیں، جو آئے اور تمہاری ہستیوں کو ختم کر دے۔

ف۲

یعنی منافقین گو عام مسلمانوں کے ساتھ رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر ان کی عبادت و قربانی مقبول نہیں۔ کیونکہ دلوں میں خلوص موجود نہیں۔ وہ چندے دیتے ہیں، تبرعات میں حصہ لیتے ہیں، مگر مجبوری سے۔ اللہ کی محبت سے نہیں، رفع الوقتی یا شہرت و ریاکاری کے لئے نمازیں بھی پڑھتے ہیں؛ روحانی حظ اُٹھانے کے لئے نہیں محض بوجھ سمجھ کر، اور ثقل خیال کر کے۔ اس لئے ادا کرتے ہیں، کہ لوگ انہیں مسلمانوں سے الگ نہ سمجھیں۔

اسلامی خدمات و عبادات کا تعلق کیفیت قلب سے ہے۔ دل میں اگر خلوص و ایمان کی روشنی موجود نہ ہو۔ تو ظاہری اعمال مقبول نہیں؛ کیا آج کل ہماری مذہبی حالت بالکل یہی نہیں؟

(باقی بر صفحہ ۴۶۶)

۵۵ - فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُم بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ ۞

۵۶ - وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنكُمْ وَمَا هُم مِّنكُمْ وَلَٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ ۞

۵۷ - لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأً أَوْ مَغَارَاتٍ أَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ ۞

۵۸ - وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا

۵۵ - سو تُو اُن کی دولت و اولاد سے تعجب نہ کر۔ اللہ فقط یہ چاہتا ہے، کہ ان چیزوں سے انہیں حیاتِ دُنیا میں عذاب دے۔ اور وہ کافر مریں ۞

۵۶ - اور خدا کی قسمیں کھاتے ہیں، کہ وہ تم میں سے ہیں، حالانکہ وہ تم میں سے نہیں لیکن وہ لوگ ڈرتے ہیں ۞

۵۷ - اگر وہ کوئی بچاؤ کی جگہ، یا غار، یا کوئی سر گھسانے کی جگہ پائیں تو منہ اس کی طرف لگام توڑا کر بھاگیں ۞ ف

۵۸ - اور ان میں کوئی ہے جو تقسیم زکوٰۃ کی بابت تجھے عیب لگاتا ہے، سو اگر اس میں سے انہیں ملے

(بقیہ حاشیہ)

ہم بھی دینی سماجت میں بہ لب ثبات و گہری لیتے ہیں۔ اس لئے نہیں کہ ہمیں دین سے محبت ہے۔ بلکہ اس لئے کہ ہم شہرت چاہتے ہیں۔ عزت چاہتے ہیں۔ اور وجاہت کے طالب ہیں۔ جہاں سے جنت اللہ کے لئے تھی نفس کے لئے ہیں۔ ہماری نمازیں بھی محض دکھاوا ہیں۔ ریاکاری ہیں۔ الا ما شاء اللہ ۔

ف

یعنی منافقین بلحاظ عمل ہیں مسلمانوں کے ساتھ محض مجبوراً و قہراً رہتے ہیں۔ ورنہ

انہیں ایک لمحہ کی صحبت گوارا نہیں، انہیں کہیں ذلیل ترین جگہ بھی پناہ کی مل جائے، تو قبول کر لیں۔ اور دوڑتے ہوئے جائیں ۔

حلِ لغات

کُسَالیٰ - جمع کسلان - بے رغبت، کاہل سست ۔

مَغٰرٰت - جمع مغارۃ - اخفش کہتے ہیں اس کے معنی گڑھے کے ہیں۔ بعض کے نزدیک پہاڑ کے غار کو کہتے ہیں ۔

رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ۝

۵۹۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۝

۶۰۔ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ

تو راضی ہیں۔ اور جو انھیں اس میں سے نہ ملے تو فوراً ہی ناراض ہیں ۝ ف۱

۵۹۔ اور اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اس کے رسول نے انھیں دیا۔ اور کہتے کہ "ہمیں اللہ کافی ہے۔ ہمیں اللہ اور اس کا رسول اپنے فضل سے عنقریب دے گا۔ ہم تو اللہ کی طرف رغبت کرنے والے ہیں" تو بہتر تھا ۝

۶۰۔ زکوٰۃ کا مال صرف مفلسوں اور محتاجوں کے لئے ہے اور ان کے لئے جو اس پر کام کرنے والے ہیں اور ان کے لئے ہے جن کے دل اسلام کی طرف راغب کرنے منظور ہیں۔ اور گردنوں کے چھڑانے اور قرضداروں اور اللہ کے رستہ میں۔ اور مسافروں کے لئے ہے۔ خدا کی طرف سے فرض ٹھہرا ہے

ف۱

منافقین کے مصائب میں ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ وہ غلط تخمینہ کرتے ہیں۔ اگر انھیں صدقات جمعیہ میں کچھ نہ ملے تو بات بات پہ اعتراض ہے۔ اگر کچھ مل جائے تو پھر خوش ہیں۔ گویا ان کی زندگی کا مقصد محض حب نفس ہے۔ خود غرضی ہے۔ قومی اور ملی مصالح میں انھیں کوئی دلچسپی نہیں۔ اور جماعت اسلامی اور دینی حقیقتوں میں کیا دخل ہی کیا حیثیت نہیں۔ وہ جہاں اپنی غرض پوری ہوتی ہے وہاں راضی ہیں۔ جہاں حق ہے اور جہاں ایثار کرنا پڑتا ہے۔ تنقیدات کا طومار ہے۔ یہ عدل و انصاف کے نام پر قوم کے جذبات کو ابھارنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ غرض محض نفس کی آگ کو بھڑکانا ہے۔

اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ○

۶۱ - وَ مِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَ يَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ يُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ رَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

۶۱ - اور اُن میں بعض ہیں جو نبی کو ایذا دیتے ہیں - اور کہتے ہیں، کہ وہ نرا کان ہے تو کہہ وہ تمہارے لئے بھلائی کا سننے والا ہے خدا پر ایمان لاتا اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتا ہے ○ اور وہ تم میں سے اہلِ ایمان کے لئے رحمت ہے - اور جو اللہ کے رسُول کو ایذا دیتے ہیں - اُنہیں دکھ کا عذاب ہو گا ○ ف۲

۶۲ - يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝

۶۲ - تمہیں راضی کرنے کو تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں - حالانکہ اللہ اور اُس کا رسُول زیادہ حقدار ہیں کہ راضی کئے جائیں اگر وہ ایماندار ہیں ○

۶۳ - اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ

۶۳ - کیا وہ نہیں جانتے، کہ جو کوئی اللہ اور اس کے

صدقات کے مصرف

ف۱ اس آیت میں صدقات و تبرعات قومیہ کا مصرف بتایا ہے۔ غور فرمائیے کہ اس نظم کے ساتھ صدقات کو ادا کیا جائے تو مسلمان ہمیشہ کے لئے چندوں سے بے نیاز ہو جائیں اور ان کی قوم دنیا کے لئے نمونہ ثابت ہو۔ صدقات کو حسب ذیل مصارف میں خرچ کرنا چاہیئے۔

(۱)۔ فقراء کے لئے یعنی وہ لوگ جو محتاج ہیں انہیں بھیک مانگنے سے روکا جائے۔ اور ان کی باقاعدہ مالی امداد کی جائے۔

(۲)۔ ان مساکین کو دیا جائے، جو اپنے مصارف کو پورا نہیں کر سکتے یعنی عام مسلمانوں کی اقتصادی حالت سنواری جائے۔ مسکین کے لغوی معنی ہیں اس شخص کے جو کشاکش حیات میں زیادہ کامیابی کے ساتھ حصہ نہ لے سکے اور ایک جگہ پڑا رہے یعنی ترقی نہ کر سکے۔

(۳)۔ تحصیل وصول کرنے والا یعنی صدقات منظم طور پر باقاعدہ چندہ وصول کرنے والے مقرر ہوں، جنہیں تنخواہ دی جائے۔

(۴)۔ مؤلفۃ القلوب یعنی تبلیغ و اشاعت کے لئے ایسے لوگوں کی مدد کی جائے، جو اسلام سے محبت رکھتے ہوں مگر حالات کی وجہ سے اسلام کو قبول نہ کر سکیں۔

(۵)۔ مذہبی ضروریات۔

(۶)۔ مسافروں کو مدد دی جائے ان کی ضیافت اور سفر کا سامان کیا جائے۔ تاکہ وہ آسانی سے تبلیغی و تجارتی مقاصد کے سلسلہ میں ملک میں گھوم پھر سکیں۔

یہ زندہ قوموں کے لئے اعلیٰ پروگرام ہے۔ جس پر مسلمانوں کا قطعاً عمل نہیں۔ اللہ رحم کرے۔

ف۲

انبیاء علیہم السلام چونکہ باعتبار مرتبہ کے بڑے ہوتے ہیں اس لئے حضور کرم کا ادب بھی ان میں سے ہے (باقی بر صفحہ [illegible])

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ۝

رسول کی مخالفت کرتا ہے، اس کے لئے جہنم کی آگ ہے۔ وہاں ہمیشہ رہے گا۔ بڑی رسوائی ہے ۝ ف ۱

۶۴۔ يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ۝

۶۴۔ منافق اس بات سے ڈرتے ہیں کہ تم پر کوئی ایسی سورت اترے جس میں ان کے دل کی خبر ان کو دی جائے۔ تو کہہ تم ٹھٹھا کرتے رہو، خدا وہی بات نکالے گا۔ جس سے تم ڈرتے ہو ۝ ف ۲

۶۵۔ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ۭ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

۶۵۔ اور جو تو ان سے پوچھے، تو ضرور کہیں گے کہ ہم تو بلکہ کھیل مباحثہ کرتے چلتے تھے۔ تو کہہ! کیا تم اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول سے ٹھٹھے کرتے تھے ۝

۶۶۔ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ۭ اِنْ نَّعْفُ عَنْ

۶۶۔ بہانے نہ بناؤ۔ تم ایمان لا کے کافر ہو گئے ہو۔ اگر ہم تم میں سے ایک جماعت کو

(بقیہ حاشیہ)

تناسب سے موجود ہوتا ہے، وہ حالات کو جانتے ہیں، مگر یہ جو حرکت کے اکثر غلطیاں درگزر کرتے ہیں، حضور کو منافقین آن کر طرح طرح کے عذر سناتے، آپ تحمل فرما لیتے۔ اس پر وہ اپنی مجلسوں میں کہتے، رسول کیا ہے، نرا کان ہے سن لیتا ہے، جانتا نہیں کہ ہم اسے دھوکا دے رہے ہیں۔ کہ تعجب اس میں تو تمہارا ہی بھلا ہے رسول کا [illegible] ہے جسے تم سادگی پر محمول کرتے ہو، وہ چشم پوشی اور [illegible] ہے۔ یہ تنبیہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے [illegible]

رسولؐ کی مخالفت

ف ۱

آیت کا مقصد یہ ہے کہ رسول کی مخالفت اس سے عناد و دشمنی غضب الٰہی کا باعث ہے۔ محادۃ کا لفظ مفہوم مخالفت سے ہے۔ وہ لوگ جو [illegible] اسوۂ رسولؐ پر عمل پیرا نہیں، جن کا ہر کام سنت رسولؐ سے مخالف ہوتا ہے، انہیں غضب الٰہی سے ڈرنا چاہیے۔

ف ۲

یعنی یہ سورۃ آیہ منافقین کے نفاق کو واضح کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے۔ اس لئے اب انہیں خوف پیدا ہو گیا ہے [illegible] ہم تو [illegible] کر رہے تھے۔ [illegible]

حل لغات

نخوض ونلعب۔ خوض عام طور پر [illegible]

طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝

معاف کریں گے۔ تو دُوسری جماعت کو اُن کے جرم میں ضرور عذاب بھی دیں گے ۝

۶۷ - اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

۶۷ - منافق مرد، اور منافق عورتیں سب کی ایک چال ہے۔ بُری بات کرنے کو، اور بھلی بات نہ کرنے کو کہتے۔ اور اپنی مٹھی خرچ سے بند رکھتے ہیں۔ خدا کو بھول گئے سو وہ اُنہیں بھول گیا۔ بے شک منافق ہی فاسق ہیں ۝ ف۱

۶۸ - وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝

۶۸ - منافق مردوں اور منافق عورتوں اور سب کافروں سے خدا نے جہنم کی آگ کا وعدہ کیا ہے وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی اُنہیں بس ہے۔ اور اللہ نے اُن پر لعنت کی۔ اور اُن کے لئے عذاب دائمی ہے ۝

۶۹ - كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا

۶۹ - جس طرح تم سے اگلے تھے۔ وہ قوت اور

ف۱

مقصد یہ ہے کہ منافقین میں باہمی کوئی امتیاز نہیں۔ سب بُرے ہیں۔ مجموعی طور پر یکساں طور پر اسلام کی مخالفت کرتے ہیں۔ سب کا نصب العین یہ ہے۔ کہ مسلمانوں میں بُرائیاں پھیلائی جائیں ۔ بات یہ ہے۔ کہ ہر قوم میں ایک عنصر ایسے بدبخت عقل کے کمزور لوگوں کا ہوتا ہے۔ جو خبث باطن کو ظاہر نہیں ہونے دیتے۔ اور اندر ہی اندر کوشاں رہتے ہیں۔ کہ کسی نہ کسی طرح جماعت کو نقصان پہنچایا جائے۔ اسلام جب پھیلا ہے۔ تو وہ لوگ جو کھلے بندوں مخالف نہیں ہو سکتے تھے منافق ہو گئے۔ بظاہر مسلمانوں کے ساتھ رہے۔ ان کی تقریبات اور عبادتوں میں شامل رہتے۔ اور عوام کو دھوکا دیتے۔ مگر موقع ملنے پر ہوشیاری سے اسلام کی مخالفت کرتے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ گروہ سخت ناپسند ہے۔ کیونکہ اسلام کا مطالبہ یہ ہے کہ یا تو ایمان و اسلام کی بابرکت دعوت کو قبول کر لو۔ یا اپنے لئے کفر کو پسند کر لو۔ بہرحال جو کچھ ہو۔ کھلم کھلا ہو۔ دھوکا اور فریب روا نہیں ۔

حلِّ لُغات

بِالْمُنْكَرِ - یعنی امر قبیح و ناشائستہ و نامشروع ۔
الْمَعْرُوْفِ - یعنی نیکی ۔
فَنَسِيَهُمْ کے معنی یہ ہیں۔ کہ اللہ نے ان سے تغافل اختیار کر لیا ہے اور اب اللہ کی نظر عنایت سے محروم ہو گئے ہیں ۔
لَعَنَهُمُ کے معنی تنگی اور رحمت سے دُور کرنے کے ہیں۔ اور نفرین کرنے کے بھی ہیں ۔

اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّ اَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

مال، اور اولاد میں تم سے زیادہ تھے۔ سو اپنے نصیب کا فائدہ دُنیا میں اُٹھا گئے، پھر تم نے بھی اپنے نصیب کا فائدہ اٹھالیا جیسے تم سے اگلے اپنے نصیب کا فائدہ اٹھا گئے۔ اور تم نے ویسی بحث کی جیسے وہ کر گئے۔ اُن کے اعمال دُنیا اور آخرت میں ضائع ہوئے۔ اور وہی زیاں کار رہے ○ ف

۷۰۔ اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ۬ وَ قَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَ اَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ

۷۰۔ کیا انھیں اگلوں کی خبر نہیں پہنچی قوم نوح، اور عاد، اور ثمود کی۔ اور قوم ابراہیم، اور اہل مدین اور اہل مؤتفکات (لوط کی بستیوں) کی۔ ان کے رسول اُن کے پاس نشان لے کر آئے تھے

نفاق کا انجام تباہی ہے

ف

ان آیات میں منافقین کو بتایا ہے، کہ نفاق کے بادل مطلع حق و صداقت پر زیادہ دیر تک چھائے نہیں رہیں گے۔ جب آفتاب پوری حرارت سے چمکے گا۔ تو یہ بادل چھٹ جائیں گے۔ ان سے پہلے بھی بد باطن لوگوں نے انبیاء کی مخالفت کی ہے مگر نتیجہ کیا ہوا، کہ ان کا تمام غرور ٹوٹ گیا۔ مال و دولت کی فراوانی اور اعوان و انصار کی کثرت انھیں عذاب الٰہی سے نہ بچا سکی۔ اسی طرح تمہارا حشر ہونے والا ہے۔

حلِّ لُغات

اَلْمُؤْتَفِكٰتِ۔ الٹی ہوئی بستیاں۔ مادہ افک۔ بمعنی تغیر و تحول اور لوٹنے کے ہیں۔

فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

سو خُدا ایسا نہ تھا، کہ اُن پر ظلم کرتا۔ لیکن اُنہوں نے اپنی جانوں پر آپ ہی ظلم کیا ۝

٧١- وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

٧١- اور مُسلمان مرد اور مُسلمان عورتیں آپس میں دوست ہیں۔ بھلی بات کو کہتے، اور بُری بات سے منع کرتے ہیں۔ اور نماز پڑھتے، اور زکوٰۃ دیتے۔ اور اللہ اور اُس کے رسُول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہ لوگ وُہ ہیں، کہ اُنہیں پر خدا رحم کرے گا۔ بے شک خُدا غالب حکمت والا ہے ۝ ف٢

٧٢- وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

٧٢- اللہ نے ایماندار مردوں اور عورتوں سے باغوں کا وعدہ کیا ہے، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اُس میں ہمیشہ رہیں گے

ف١

اس آیت میں یہ بتایا ہے، کہ ان لوگوں کو اللہ نے سرکشی اور تمرد کی وجہ سے ہلاک کر دیا نوحؑ نے ہر چند قوم کو طویل مُدّت تک سمجھایا مگر اُنہوں نے غرق ہونے کی ٹھان لی۔ اور باز نہ آئے اسی طرح عاد و ثمود کی قومیں نافرمانی و عصیان کی وجہ سے پکڑی گئیں۔ ابراہیمؑ کی قوم نہایت متمدن تھی۔ وہ بھی عتاب سے نہ بچی۔ حضرت شعیبؑ اور حضرت لوطؑ کی قوم بھی اپنی بد عنوانیوں کی وجہ سے غارت ہوئی۔ غرض یہ ہے، کہ ثبات و استقلال کا قانون صرف اُن لوگوں کے لئے ہے

جو اطاعت شعار ہوں۔ نافرمانوں کے لئے بجز تباہی و ہلاکت کے اور کوئی چارہ نہیں۔ پھر ان منافقین کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ عبرت حاصل نہیں کرتے ۔

ف٢

یعنی وہ لوگ جنہوں نے اخلاص کے ساتھ اسلام کو قبول کر لیا ہے۔ ان کے مشاغل پاک ہیں وُہ ایک دوسرے کے ممد و معاون ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور ملی ضروریات سے آگاہ ہیں ان کی زندگی کا مقصد اللہ اور اس کے رسُول کی اطاعت ہے اس لئے رحمت و عفو کے سزاوار ہیں۔

لَهُمْ ۚ وَإِن يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ○

۷۵۔ وَمِنْهُم مَّنْ عَاهَدَ اللَّهَ لَئِنْ آتَانَا مِن فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ ○

۷۶۔ فَلَمَّا آتَاهُم مِّن فَضْلِهِ بَخِلُوا بِهِ وَتَوَلَّوا وَّهُم مُّعْرِضُونَ ○

۷۷۔ فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ بِمَا أَخْلَفُوا اللَّهَ مَا وَعَدُوهُ

بہتر ہے اور جو وہ نہ مانیں۔ تو اللہ انہیں دنیا اور آخرت میں دکھ کا عذاب دیگا اور روئے زمین میں کوئی اُن کا حامی اور مددگار نہ ہوگا ○

۷۵۔ اور بعض اُن میں وہ ہیں جنھوں نے اللہ سے عہد کیا تھا۔ کہ اگر ہمیں اللہ اپنے فضل سے دیگا تو ہم خیرات کریں گے اور نیکوکار ہوں گے ○

۷۶۔ پھر جب اُس نے اُنہیں اپنے فضل سے دیا تو اُس میں اُنہوں نے بخل کیا۔ اور منہ موڑ کے ہٹ گئے ○ ف۱

۷۷۔ پھر اللہ نے اس کا انجام اس دن تک کہ اُس سے ملیں گے اُن کے دلوں میں نفاق رکھ دیا کیونکہ جو اُنہوں نے اللہ سے کیا تھا اُس میں اُنہوں نے خلاف کیا

ثعلبہ اور نفسِ انسانی
ف۱

اس ضمن میں ثعلبہ کا قصہ مشہور ہے وہ خاصا مفلس شخص تھا۔ نمازیں پڑھتا اور مسجد میں حاضر رہتا۔ حضورؐ نے اس کی خواہش کی بنا پر دعا کی۔ اور وہ متمول ہو گیا بیٹھے سے باہر بڑے مال مویشی ہو گئے۔ مسجد کی حاضری کم ہو گئی۔ نماز کی پابندی جاتی رہی۔ جمعہ و جماعت میں بھی شرکت سے محروم ہو گیا۔ اور آخر تمام پابندیوں سے بے نیاز ہو گیا۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ ضمانِ نفسیات کی آشنا ہے، نفاق کی تفصیل میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ عالم انسانی کی نفسی کمزوریاں ہیں مقصد یہ ہے۔ کہ ہمیں اپنے خطرات کا پہلے سے آگاہی حاصل ہو۔ اور ہم صحیح معنوں میں اللہ کے فضل کے پورے شکر گزار ہوں ○

وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ○

۷۸- اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ○

۷۹- اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ز وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

۸۰- اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ

اور اس لئے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے ○

۷۸ - کیا نہیں جانتے کہ اللہ اُن کے بھید اور مشورے جانتا ہے۔ اور اللہ بڑا غیب دان ہے ○

۷۹ - وہ جو دل کھول کر خیرات کرنے والے مسلمانوں کو ریاکا، عیب لگاتے۔ اور اُن پر جو مزدوری سے کچھ پیدا کرکے دیتے ہیں۔ پھر اُن سے تمسخر کرتے ہیں۔ اللہ اُن سے تمسخر کرتا ہے۔ اور اُنہیں دُکھ کا عذاب ہوگا ○ ف۱

۸۰ - اُن کے لئے معافی مانگ یا نہ مانگ۔ اگر تو ستر دفعہ بھی اُن کے لئے معافی مانگے گا۔ تب بھی اللہ اُنہیں ہرگز

جہد المقل

ف۱

غریب غریب مسلمان جب اسلام کی محبت میں سرشار ہوکر مطالبات وقت سے متاثر ہوکر رسول اللہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قلیل وحقیر رقم بھی آپ کے حضور رکھ دیتے۔ تو یہ منافقین ہنستے، کہتے۔ واہ، یہ بھی کوئی خیرات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان غریبوں پر جو محنت، مزدوری کے توانگر اور حاتم ہیں۔ یہ مخلص ہیں اور تم سے بہرحال بہتر ہیں۔ اللہ کی نظر کم پر نہیں، کیف پر ہے ○

سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ سے مقصود یہ ہے کہ انہیں یہ سزا ملے گی۔ وہ ان کے مزعومات کے خلاف ہوگی۔ اور بالکل استہزاء کے مماثل ہوگی۔ یہ دیکھیں گے کہ جن اعمال پر دُنیا میں غرور و ناز کرتے تھے۔ وہ اللہ کے ہاں کس درجہ حقیر ہیں۔ اور غریب مسلمانوں کا دیا ہوا جو اگرچہ کم ہے اور تھوڑا ہے اللہ کے نزدیک بیش قیمت ہے ○

حلِ لُغت

نَجْوٰی۔ سرگوشی ○

يَلْمِزُوْنَ۔ کسی کے عیب پر آنکھ سے اشارہ کرنا۔ لمز سے مقصد عیب جوئی ہے ○

جُهْدَهُمْ۔ یعنے توانائی وکوشش ورنج ○

سَبْعِيْنَ مَرَّةً۔ محاورہ ہے تحدید مراد نہیں ○

اللّٰهَ لَهُمْ ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝

نہ بخشے گا۔ یہ اس لئے کہ وہ لوگ اللہ اور اُس کے رسُول سے منکر ہوئے۔ اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں کرتا ۝

٨١۔ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ كَرِهُوْۤا اَنْ یُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ قَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِی الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا یَفْقَهُوْنَ ۝

٨١۔ رسُول اللہ سے جُدا ہو کر (غزوۂ تبوک کے پیچھے (مدینہ میں) بیٹھ رہنے والے خوش ہوتے ہیں۔ اور انھوں نے اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرنا مکروہ جانا اور کہا کہ گرمی میں نہ نکلو۔ تو کہہ! جہنم کی آگ سخت گرم ہے۔ اگر وہ سمجھیں ۝ ف١

٨٢۔ فَلْیَضْحَكُوْا قَلِیْلًا وَّ لْیَبْكُوْا كَثِیْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝

٨٢۔ سو تھوڑا ہنس لیں۔ اور بہت سا روئیں۔ یہ اُن کی کمائی کا بدلہ ہے ۝ ف٢

جہنم کی گرمی!

ف١

منافقین یہ کہہ کر مسلمانوں کو جہاد سے روکتے کہ بلا کی گرمی ہے۔ اس تپش میں کہاں گھروں سے نکلو گے۔ اللہ تعالٰے فرماتے ہیں۔ کاش انھیں معلوم ہوتا کہ جہنم کی گرمی اس سے زیادہ شدید ہے۔ اے کاش! یہ اس آگ سے بچنے کے لئے کوشش کرتے۔

رونا سزا ہے!

ف٢ یعنی منافقین کو چاہئے کہ اپنی نا کردنی پر بپا ماتم کریں۔ اور روئیں۔ کیونکہ اسلام باوجود ان کی مخالفت کے کامیاب رہا ہے اور مسلمان ان کے توہمات کے علی الرغم بڑھتے ہی چلے گئے۔ یہ محرومی و بدبختی ان کے اعمال کی سزا ہے۔

بعض نادان لوگ جو سال میں ایک خاص وقت رونا اور ماتم کرنا موجب ثواب تصور کرتے ہیں۔ انھیں معلوم ہونا چاہئے کہ اسلام مسرت و طمانیت کا مذہب ہے۔ اس طرح رونے کی محفلیں منعقد کرنا عذاب الٰہی ہے۔

٨٣ فَإِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ إِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَأْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ۭ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ۝

٨٤ - وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

٨٥ - وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ

٨٣ - سو اُن میں سے کسی فرقہ کی طرف اگر تجھے اللہ پھیر لے جائے۔ اور وہ تجھ سے لڑائی میں نکلنے کے لئے اذن چاہیں تو کہنا تم میرے ساتھ کبھی نہ نکلو گے۔ اور کسی دشمن سے میرے ہمراہ ہو کر کبھی نہ لڑو گے تم پہلی بار بیٹھ رہنے پر راضی تھے۔ سو اب پیچھے رہنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو ۝

٨٤ - اور اگر اُن کا کوئی شخص مر جائے تو اُس پر کبھی نماز نہ پڑھیو۔ اور نہ اُس کی قبر پر کھڑے ہونا۔ وہ اللہ اور اُس کے رسول کے منکر ہوئے۔ اور فاسق ہی مر گئے ۝ ف

٨٥ - اور اُن کے اموال اور اولاد پر تعجب نہ کر،

دریائے رحمت کی طغیانی

ف

عبداللہ بن ابی ابن سلول جو رأس المنافقین تھا۔ جب مر گیا ہے، تو اُس کا لڑکا حضورؐ کے پاس آیا۔ اور تبرکاً آپ سے کرتہ مانگا۔ یہ بھی درخواست کی کہ آپ نماز جنازہ پڑھائیں۔ آپ تیار ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے روکا۔ اور کہا اللہ نے تو استغفار سے روکا ہے، منافق کا جنازہ نہ پڑھنا چاہیئے۔ مگر رحمت جوش پہ آئی ہوئی کب رکتی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ مجھے اختیار دیا گیا ہے، روکا نہیں گیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی، اور حضورؐ کی رحمت کی اس فراوانی کو طغیانی سے تعبیر کیا گیا۔ اور عمرؓ کی فراست دینی کی داد دی۔

حل لغات

اَلْقُعُوْد۔ تخلف سے کنایہ ہے۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَن يُعَذِّبَهُم بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ ۝

اللہ اُن چیزوں سے انھیں دنیا میں عذاب دینا چاہتا ہے جب اُن کی جان نکلے گی کافر ہی مریں گے ۝

۸۶- وَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ أَنْ آمِنُوا بِاللَّهِ وَجَاهِدُوا مَعَ رَسُولِهِ اسْتَأْذَنَكَ أُولُو الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوا ذَرْنَا نَكُن مَّعَ الْقَاعِدِينَ ۝

۸۶- اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ۔ اور اس کے رسول کے ساتھ مل کر جہاد کرو، تو اُن میں کے اہلِ دولت تجھ سے رخصت مانگنے لگتے ہیں، کہ ہمیں بیٹھنے والوں میں چھوڑ ۝

۸۷- رَضُوا بِأَن يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ۝

۸۷- پچھلی عورتوں کے ساتھ رہنا پسند کرتے ہیں۔ اور اُن کے دلوں پر مُہر لگی ہے سو وہ نہیں سمجھتے ۝ ف

۸۸- لَٰكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَ

۸۸- لیکن رسول اور اس کے ہمراہ ایمان والوں نے اپنی جان اور مالوں سے جہاد کیا

ف

غرض یہ ہے کہ صاحبِ وسعت و مال لوگ جہاد سے پیچھے رہتے ہیں۔ سعادت کو بھی اور مجد و مال میں عورتوں کی اسوہ میں۔ ان کے دلوں پر حبِ نفس کی مہر لگی ہے۔ اس لئے بیداری نہیں۔ نفاق و فراست سے محروم ہیں۔ اس لئے جہاد کے فوائد سے آگاہ نہیں۔

حلِ لغات

اُولُوا الطَّوْلِ۔ صاحبِ وسعت، دولتمند۔

الْخَوَالِفِ۔ جمع خالفہ کی گھر میں بیٹھنے والی۔

أَنْفُسِهِمْ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○

۸۹ - أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ○

۹۰ - وَجَاءَ الْمُعَذِّرُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ سَيُصِيبُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○

۹۱ - لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَىٰ وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنْفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا

ہیں۔ اور انہیں کے لئے خوبیاں ہیں اور وہی مراد کو پہنچیں گے ○

۸۹ - ان کے لئے اللہ نے باغ تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہی بڑی مراد ملنی ہے ○

۹۰ - اور بہانہ کرنے والے گنوار آئے۔ کہ انہیں رخصت ملے اور جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلایا وہ خود ہی بیٹھ رہے اب ان میں سے کافروں کو دکھ کا عذاب پہنچے گا ○ ف۱

۹۱ - ضعیفوں اور بیماروں اور ان پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ جن کے پاس خرچ نہیں۔ جبکہ وہ اللہ اور

مُعذّرین

ف۱ اس وقت تک منافقوں کا بیان تھا کہ کس طرح ان میں سست طبیعت نے عزلِ بھاگی اور کیونکر وہ جہاد سے پیچھے رہے۔ ان آیات میں دیہات والوں کا قصہ ہے۔ کہ ان میں بھی منافق ہیں۔ اعراب اہل میں کئی لوگ تھے جو حضوری کی نہیں برکت تھے۔ اور جیسا یا سوا وہ تھے ان میں عامر بن طفیل کے آدمی آئے۔ کہنے لگے کہ اگر ہم جہاد میں شریک ہو جائیں، تو بنی طے ہمارے مواشی لوٹ کر لے جائیں گے اور ہماری بغیر حاضری میں ہمیں نقصان پہنچائیں گے کچھ لوگ وہ تھے، جو یونہی گھروں میں بیٹھ رہے۔ معذرت و منت کی ضرورت ہی نہیں محسوس کی ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ان میں کوئی بھی حسنِ عذر معتقد نہیں۔ کیونکہ جہاد کا اذن عام ہو چکا۔ اور ہر وہ شخص جو تخلف اختیار کرے گا منافق قرار پائے گا۔ اور قدرت کی جانب سے غداری کی سزا کا مستحق ہوگا ۔

حلِ لُغات

الْخَيْرَاتُ۔ بھلائیاں ۔

الْفَوْزُ۔ بمعنے فیروزی۔ کامیابی ۔

الْمُعَذِّرُونَ۔ قرأ۔ زجاج۔ ابن الانباری، ابی حسن اخفش اور ابی حاتم کے نزدیک اس سے مراد معتذر ہیں۔ جن کے عذر صحیح ہوں جوہری اور زمخشری کے نزدیک اس کے معنی صحیح عذر کے ہیں۔ اور یہی معنی درست ہیں ۔

۹۴- يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ۭ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ۭ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

۹۴- جب تم (تبوک سے) اُن کی طرف واپس جاؤگے تو تمہارے سامنے عذر کریں گے۔ تو کہہ عذر نہ کرو، ہم تمہاری بات کا ہرگز یقین نہیں کریں گے۔ ہمیں اللہ تمہاری خبریں دے چکا ہے۔ اور اب اللہ اور اس کا رسول تمہارے کام دیکھے گا۔ پھر تم اس کی طرف جاؤ گے جو ظاہر اور باطن سے خبردار ہے، سو وہ تمہیں بتلائے گا جو کام تم کر رہے تھے۞ ف۱

۹۵- سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۡ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

۹۵- جب تم اُن کی طرف واپس جاؤگے تو تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے۔ تاکہ تم اُن سے درگزر کرو، سو اُن سے درگزر کرو، وہ پلید ہیں، اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اُن کی کمائی کا بدلہ۞

۹۶- يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ

۹۶- تیرے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم اُن سے راضی ہو جاؤ

منافقین کی معذرت

ف۱ ایک وہ خوش نصیب مسلمان تھے جنہوں نے رسول کی پیروی کی اور توحید کی حفاظت کے لئے اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے۔ میدانِ جنگ میں پہنچے اور کفار سے لڑے۔ ایک گروہ وہ بدقسمت تھے۔ نفاق نے ان کی راہنمائی کی۔ اور گھروں میں گھسے بیٹھے رہے۔ اور اس وقت بیٹھے رہے جبکہ ضرورت اس بات کی تھی کہ یہ لوگ سربکف ہو کر نکلتے اور اپنے خون سے شجرِ اسلام کو سینچتے۔ یہ جرم داخلی غداری ہے۔ خدا سے غداری ہے رسول سے غداری ہے اور اسلامی مصالح سے غداری ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جب آپ لوگ جہاد سے لوٹیں گے تو یہ لوگ جوق در جوق آپ کے پاس آئیں گے اور جھوٹے عذر پیش کریں گے۔ گاہے آپ کو یقین دلانے کی کوشش کریں گے کہ ان کے دلوں میں بھی اسلام کی ایسی ہی محبت ہے جیسی خود مسلمانوں کے دلوں میں۔ اور یہ چاہتے تھے کہ جہاد میں شریک ہوں اور کفار کی صفوں کو کاٹ کر رکھ دیں۔ مگر کچھ ایسی مجبوریاں تھیں جنہوں نے پاؤں پکڑ لئے۔ فرمایا، یہ جھوٹے ہیں۔ آپ ہرگز تسلیم نہ کیجئے گا۔ آپ کہہ دیجئے اللہ نے تمہارے سارے بھید کھول کر بیان کر دیئے ہیں۔ اور تمہاری ساری شرارتوں کو واضح کر دیا ہے۔ اس لئے ہم لوگوں کو دھوکہ نہ دو۔ ہم تمہارے حالات سے آگاہ اور باخبر ہیں۔ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ تمہارے نفاق کے ثمرات بھی محفوظ رکھے گا۔ اور یاد رکھو یہ چالبازیاں تمہاری صرف اس دنیا تک کے لئے ہیں۔ بالآخر تم کو اللہ کے حضور میں پیش ہونا ہے جو چھپی ڈھکی اور کھلی، ظاہر ہر چیز کو جانتا ہے۔ جبکہ اس وقت کیا عذر پیش کرو گے۔ فرمایا، یہ لوگ اس درجہ ذلیل اور جھوٹے ہیں کہ قسمیں کھائیں گے تاکہ آپ ان سے تعرض نہ کریں۔ آپ واقعی ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دیجئے۔ یہ لوگ [illegible] ہیں اور نہ قابل التفات ہیں [illegible] ہرگز کوشش نہ کریں۔ اللہ ان سے خوش نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ انہوں نے اس کو اس کے دین کو اور صحابہ اور ان کی مسلمانوں کو دھوکہ دیا ہے۔ فرمایا۔ ان میں سے جو لوگ بدوی ہیں وہ کفر و نفاق میں بہت زیادہ بڑھے ہوئے ہیں۔ انہیں تو معلوم ہی نہیں کہ حدود اسلامی کیا ہیں۔ یہ طبائع کے سخت اور اکھڑ ہیں۔

فَإِن تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ○

سو اگر تم اُن سے راضی ہو گئے، تو خدا فاسق قوم سے راضی نہ ہوگا ○

۹۷- الْأَعْرَابُ أَشَدُّ كُفْرًا وَنِفَاقًا وَأَجْدَرُ أَلَّا يَعْلَمُوا حُدُودَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ○

۹۷- دیہاتی لوگ کفر اور نفاق میں زیادہ سخت ہیں۔ اور جو اللہ نے اپنے رسولؐ پر نازل کیا، اُس کے قاعدے دیکھنے کے زیادہ لائق ہیں اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے ○

۹۸- وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يَتَّخِذُ مَا يُنفِقُ مَغْرَمًا وَيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَائِرَ ۚ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○

۹۸- اور بعض دیہاتی وہ ہیں کہ (اسلام کی راہ میں) جو خرچ کرتے ہیں اُسے چٹی سمجھتے ہیں، اور تمہاری نسبت گردش زمانہ کا انتظار کرتے ہیں، بُری گردش انہیں پر پڑے، اور اللہ سُنتا جانتا ہے ف۱ ○

۹۹- وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنفِقُ قُرُبَاتٍ عِندَ اللَّهِ وَصَلَوَاتِ

۹۹- اور دیہاتیوں میں کوئی کوئی ایسا ہے جو اللہ پر اور آخری دن پر ایمان رکھتا، اور جو خرچ کرتا ہے اُس کو قربت الٰہی اور رسولؐ سے دعا لینے کا وسیلہ

ف۱

منافق کی ہر بات چونکہ ریاکاری پر مبنی ہوتی ہے اسلئے بالطبع اس کو اسلامی احکام سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی، نمازوں کے لئے آتا ہے تو بے توجہی کے ساتھ۔ اور کچھ دیتا ہے تو تاوان سمجھ کر۔ یہی نہیں، بلکہ دل سے منتظر رہتا ہے کہ کسی طرح مسلمانوں پر مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑے اور زمانہ کی گردشوں سے وہ بالکل پس جائیں۔ مگر ان کی اِن ناپاک خواہشات سے کیا ہوتا ہے؟ اللہ کو تو یہ منظور ہے، کہ یہ لوگ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے اجسام و آرواح کی لذتوں سے بہرہ اندوز ہوں۔ اور اُن کو معلوم ہو کہ اللہ تعالٰے اپنے دوستوں کو رسوا اور ذلیل نہیں کرتا ہے۔ اور ہمیشہ ان کے اعزاز و تکریم میں ممدو مساعد رہتا ہے ؟

حلِ لُغات

(صفحہ ۴۸۱ و صفحہ ۴۸۲)

أَخْبَارِكُمْ - یعنی حالات ◆

عَالِمِ الْغَيْبِ - اللہ تعالٰی کے لئے کوئی چیز بھی ڈھکی چھپی نہیں ہے، مقصد یہ ہے کہ جن چیزوں کو تم سمجھتے ہو کہ آنکھوں سے اوجھل ہیں۔ وہ اُن کو بھی جانتا ہے ◆

رِجْسٌ - ناپاک۔ نجس اور رجس میں فرق یہ ہے کہ لفظ نجس جسم کی ناپاکی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور رجس عقیدے کی گندگی کے لئے ◆

الْأَعْرَابُ - گنوار، دیہاتی ◆

أَجْدَرُ - زیادہ موزوں ہے، مناسب یا لائق ہے ◆

مَغْرَمًا - تاوان، جرمانہ ◆

الرَّسُوْلِ ۭ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ۭ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

۱۰۰ - وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

۱۰۱ - وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ڕ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ڀ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۣ لَا تَعْلَمُهُمْ ۭ

ٹھہراتا ہے، سُنتا ہے، وہ اُن کے لئے قربت ہے، اللہ اُنہیں اپنی رحمت میں داخل کریگا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○ ف۱

۱۰۰ - اور مُہاجرین اور انصار میں سے جنہوں نے سبقت کی، اور اوّل رہے اور جو لوگ نیکی سے اُن کے بعد آئے، اللہ اُن سے راضی ہوا، اور وہ اللہ سے راضی ہُوئے، اور اُن کے لئے باغ تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ہمیشہ وہاں رہیں گے، یہی بڑی مُراد ملنی ہے ○ ف۲

۱۰۱ - اور بعض دیہاتی جو تمہارے گرداگرد ہیں، منافق ہیں اور بعض مدینہ والے نفاق پر اَڑ رہے ہیں۔ تو اُنہیں نہیں جانتا،

ف۱

قرآن حکیم نے تمام دیہات والوں کو نفاق سے متہم نہیں کیا بلکہ ارشاد فرمایا ہے کہ ان لوگوں میں ایسے صاحب ایمان و ذوق بھی ہیں جن کو اللہ سے محبت ہے۔ اور آخرت وحشر کے عقیدہ پر ایمان رکھتے ہیں، وہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں سمجھتے ہیں کہ اس سے اللہ کے تقرب کو حاصل کر رہے ہیں، نیز پیغمبر کی دعاؤں کے مستحق و سزاوار ہو رہے ہیں۔ یقیناً ان کی یہ آرزو بھی حق بجانب ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو اپنی آغوش رحمت میں داخل کرے گا۔ اور ان کو رحمت و مغفرت سے نوازے گا۔

سند رضا

ف۲ اس آیت میں وضاحت کے ساتھ یہ فرمایا ہے کہ کوئی صحابی ایمان میں سبقت کا فخر حاصل ہوا ہے وہ مہاجر ہوں یا انصاری اور تمام وہ لوگ جن کو ان کی پیروی کی سعادت نصیب ہوئی ہے سب کے سب شاد بہرہ ور ہیں۔ یعنی اللہ ان سے خوش ہیں، اور وہ ہمیشہ اس کی رضا کے جویاں رہے ہے۔ ان کے لئے جنات خلد کے ابواب کھلے ہیں۔ اور یہی فوز عظیم کی خوشخبری ہے۔ جس سے وہ بہرہ مند ہیں۔ کتنے وہ لوگ جو صحابہ کی شان میں گستاخی سے پیش آتے ہیں، اور ان لوگوں کی توہین کرنا جزو ایمان سمجھتے ہیں۔ جو جب تک زندہ رہے پیغمبر کی آنکھوں کا نور رہے۔ اور جب مرے تو رضا الٰہی کی سند حاصل کر گئے۔ کیا یہ بدبختی و محرومی نہیں۔ اور کیا اس سے بڑھ کر الحاد و بے دینی کا تصور کیا جا سکتا ہے۔

ان لوگوں کی عقل و دانش پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے۔ یہ جنت ریں جیسے گویا خود صاحب دین سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ اور معاذ اللہ! خود پیغمبر سے زیادہ دین کا درد اپنے پہلو میں رکھتے ہیں پیغمبر تو ان اصحاب کو اپنی محفل میں جگہ دے ان کو شرف مصاحبت سے نوازے۔ جن کو اپنے عزیز اور دوست قرار دے۔ اور یہ ان کو جو شیخ کہتے کر پیغمبر کے پیارے ہیں۔ اور یہ کہیں کہ نہیں۔ یہ دوست نہیں۔ دشمن ہیں۔

حَلِّ لغات ۔ مَرَدُوْا اس کے معنی سرکشی کے بھی ہیں اور

۱۰۵- وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۚ

۱۰۵- اور تو کہہ کہ عمل کرو اللہ اور اس کا رسول اور مسلمان تمہارے کام دیکھیں گے۔ پھر تم اس کی طرف جو ظاہر اور باطن سے واقف ہے لوٹائے جاؤ گے سو وہ تمہارے کام تمہیں بتائے گا ○

۱۰۶- وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○

۱۰۶- اور بعض اور لوگ ہیں جو اللہ کے حکم کا انتظار کر رہے ہیں، وہ یا انہیں عذاب کرے گا، یا ان پر متوجہ ہوگا اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ○

۱۰۷- وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًۢا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○

۱۰۷- اور جنہوں نے (مدینہ میں) بہ نیت ضرر و کفر اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے اور اس کی گھات کے لئے جو اللہ اور اس کے رسول سے پہلے لڑ چکا ہے ایک مسجد بنائی ہے۔ اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو صرف بھلائی کا ارادہ کیا تھا۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے، کہ وہ جھوٹے ہیں ف۱ ○

مسجدِ ضرار

ف۱ حضورؐ جب مدینے تشریف لے گئے، تو اسلام مدینے والوں کا قومی مذہب قرار پایا۔ توحید کا اجالا گھر گھر پہنچا۔ اور لوگوں کے سکو بری اسلام سے جگمگا اٹھے۔ منافقین کے لئے یہ ترقی ناقابل برداشت تھی۔ انھوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کے دو مرکز ہو گئے، ایک قبا، دوسرا مسجد نبوی۔ اور دونوں آباد ہیں۔ مومن دونوں جگہ فیوض و معرفت سے استفادہ کر رہے ہیں۔ اور دونوں جگہوں سے ہدایت و رشد کے چشمے پھوٹ رہے ہیں۔

مسجدیں اس زمانے میں، اسلامیوں کی ہر تحریک خیر و برکت کی دارومدار ہوتی تھیں۔ مسجدیں صرف سجدہ گاہیں نہ تھیں، بلکہ عمل اور جدوجہد کی ہر ابتدا یہیں سے ہوتی۔ یہ درسگاہیں بھی تھیں، دارالشوریٰ بھی، حکمت و معرفت کا منبع بھی، اور آستانہ عقیدت و محبت بھی۔ اس لئے منافقین نے سوچا کہ مسلمانوں کو تکلیف و نقصان پہنچانے کے لئے، ان میں کفر و نفاق پیدا کرنے کے لئے اور انہیں سیاسی سازشوں میں مبتلا کرنے کے لئے اس سے بہتر کوئی صورت ممکن نہیں، کہ ایک مسجد کی بنیاد ڈالی جائے۔ اور اسے ان مشئوم اغراض کے لئے استعمال کیا جائے۔ چنانچہ ابوعامر راہب نے انہیں مشورہ دیا کہ تم ایک مسجد تعمیر کرو۔ وہاں اپنے اغراض کے لئے پروپیگنڈا کرو۔ جب اس طرح کی جماعت تیار ہو جائے تو مجھے اطلاع دو۔ میں قیصر روم سے مل کر تمہیں مدد دوں گا۔ اور اس طرح چپکے چپکے مدینے سے اسلام کی بڑھتی ہوئی قوت کو ختم کیا جا سکے گا۔

اللہ تعالےٰ نے حضورؐ کو تمام حالات کی اطلاع دے دی اس مسجد میں نماز پڑھنے سے روک دیا، اور کہہ دیا، کہ مقصد اور نیت نیک نہیں۔ لہذا آپ ان کی حوصلہ افزائی نہ کریں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسجد ضرار ڈھا دی گئی۔ اور اس طرح مسلمان ایک عظیم فتنے سے بچ گئے۔

اس قصے میں انہیں واقعات کی جانب اشارہ ہے۔ ان آیات سے یہ بھی معلوم ہوا، کہ مساجد کی تعمیر سے غرض (باقی بر صفحہ [illegible])

۱۰۸ - لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا ۚ لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ ۚ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ○

۱۰۹ - أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَمْ مَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ○

۱۱۰ - لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ

۱۰۸ - سو تُو کبھی اُس مسجد میں کھڑا ہو۔ وہ مسجد جس کی بُنیاد پہلے دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے زیادہ لائق ہے، کہ تُو اُس میں کھڑا ہو۔ اُس میں وہ لوگ ہیں، جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں، اور اللہ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے○

۱۰۹ - کیا جس نے اپنی عمارت کی بنیاد خوفِ خدا اور اُس کی رضامندی پر رکھی وہ بہتر ہے یا جس نے اپنی عمارت کی بنیاد ڈھنے والی کھائی کے کنارہ پر رکھی۔ پھر اُسے لے کر دوزخ کی آگ میں گر پڑی۔ اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا○

۱۱۰ - یہ عمارت جو انھوں نے بنائی ہمیشہ اُن کے دلوں میں شُبہ کا باعث ہوگی، جب تک

(بقیۂ حاشیہ)

تقوے اور پاکبازی ہے۔ جو مسجد فتنہ اور ناپاک اغراض کے لئے تعمیر کی جائے جس سے مُسلمانوں میں تفریق پیدا کرنا مُراد ہو۔ اور اسلام کے خلاف بطور مرکز استعمال کی جائے۔ جہاں تقوے و پاکیزگی ناپید ہو۔ اور خبث و نفاق کا سرچشمہ ہو۔ جسے ایک قوم کا محاذِ جنگ بنایا جائے۔ وہ مسجد مسجد ضرار ہے۔ مُسلمانوں کے لئے اس کا وجود ناقابلِ برداشت ہے۔ وہ بالکل احترام کے لائق و قابل نہیں●

حلِ لغات

(صفحہ ۴۸۵ و صفحہ ۴۸۶)

مُرۡجَوۡنَ۔ جنہیں ڈھیل دی جائے●

اِرۡصَادًا۔ الرصد الاستعداد للترقب یعنی انتظار کرنا۔ اور تیار رہنا●

لَمَسۡجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقۡوٰی۔ مسجد نبوی ہے بعض کے نزدیک قبا سے مُراد ہے●

رِیۡبَةً۔ پھانس، وجہ اضطراب●

تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۠

اُن کے دل پارہ پارہ نہ ہوں۔ اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ؀

۱۱۱- اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ وَ الْقُرْاٰنِ ؕ وَ مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ؀

۱۱۱- مسلمانوں سے اُن کی جانیں اور مال اللہ نے بہشت کے بدلے خرید لی ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں۔ پھر مارتے اور مرتے ہیں۔ یہ سچا وعدہ ہے جو اللہ پر لازم ہے۔ اور توریت اور انجیل اور قرآن میں لکھا ہے۔ اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کا پورا کرنے والا کون ہے۔ سو اپنی اُس بیع پر جو تم نے اُس سے کی، خوشی کرو۔ اور یہ بڑی مُراد پانی ہے ؀ ف

۱۱۲- اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ

۱۱۲- یہ لوگ توبہ کرنے والے بندگی کرنے والے تعریف کرنے والے سفر کرنے والے، رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے

شاندار سودا

ف غرض یہ ہے کہ مسلمان کی جان عزیز و متاعِ گرانبہا خدا کی راہ میں وقف ہے۔ اللہ مسلمانوں سے ان کی جان و مال خرید چکا ہے۔ یہ طے ہے کہ دم و درم سے لے کر رگِ حیات تک سب کچھ محبوب پر قربان ہے۔ ذوق و شوق پر اختیار ہے۔ اور زندگی کے قیمتی لمحات پر سودا خدا کی جانب سے ہو چکا۔ بات پختہ ہو گئی۔ وہ حریفِ نصب العین ہے، کہ جنت لو۔ اور دنیا کی تمام آسائشیں دین پر نثار کرو۔ یہ کس قدر بلند نصب العین ہے جس سے نفس میں پاکیزگی اور رفعت پیدا ہو جاتی ہے۔

اب ہمیں ترمیم و تنسیخ کی ضرورت نہیں۔ اور ضرورت بھی کیا ہے۔ یہ سودا گھاٹے کا سودا نہیں۔ جب یہ سب کچھ اسی کا ہے۔ جان اس کی ہے۔ مال اس کا ہے تو دنیا کی آسائشیں اسی کی عطوفت نگاہی کا نتیجہ ہیں۔ تو ہم ان نعمات مستعار کو اس کے سپرد کر دیا گیا تو کیا مشکل ہے یہ اس کی کرم ہے۔ کہ وہ اپنی چیز کو بطور بیع کے قبول فرماتا ہے۔ ورنہ سودا کیسا۔ ہم اس کے جنت اس کی، وہ جو چاہے سو کرے، جسے چاہے جنت عطا کرے۔ اور جسے چاہے جہنم میں پھینک دے مگر وہ کریم و رحیم ہے۔ اس کی نوازش نے بندوں کو بہشت میں پہنچانے کے لئے ایک بہانہ پیدا کر دیا ہے۔ ورنہ کیسا۔ سودا کیسا۔ اور بیع کس کی؟

حلِ لغت

اَلسَّآئِحُوْنَ۔ سیاحت کرنے والے۔

الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

نیک باتوں کا حکم دینے والے اور بُری باتوں سے روکنے والے اور حدود الٰہی کے تھامنے والے ہیں، اور تو ایسے ایمانداروں کو بشارت سنا دے۔ ف۱ ۝

۱۱۳- مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

۱۱۳- نبی اور ایمانداروں کو مناسب نہیں، کہ مشرکوں کے لئے مغفرت مانگیں جب کہ انہیں معلوم ہو گیا، کہ وہ دوزخی ہیں۔ اگرچہ قرابتی کیوں نہ ہوں ۝

۱۱۴- وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۭ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ۝

۱۱۴- اور ابراہیم نے جو اپنے باپ کیلئے مغفرت طلبی تھی، وہ ایک وعدہ کے سبب تھی جو وہ اپنے باپ سے کر چکا تھا، پھر جب اسے معلوم ہوا کہ وہ خدا کا دشمن ہے، تو وہ اس سے بیزار ہو گیا۔ ابراہیم نرم دل بُردبار تھا ۝ ف۲

ف۱

اس آیت میں مسلمان کی سات صفتیں گنائی ہیں جن کی وجہ سے وہ بشارت و خوشخبری کا مستحق قرار پاتا ہے۔

اُس کو خدا سے عشق ہوتا ہے اور وہ ہر وقت اُس کے گن گاتا ہے۔ بس جہاد میں دنیا کے گوشہ گوشہ تک پہنچتا ہے۔ عابد اور زاہد ہوتا ہے۔ گناہوں اور لغزشوں پر نادم ہوتا ہے۔ نیکی سے محبت کرتا ہے۔ اور برائی سے نفرت۔ خدا کی حدود پر نگاہ رکھتا ہے۔

آج کل کے مسلمان۔ اپنی مذہبی زندگی کا جائزہ لیں کیا ان میں توبہ و عبادت کا جذبہ موجود ہے۔ کیا وہ محمد و ستائش کے عادی ہیں۔ ان کے ہونٹ کبھی خدا کی تعریف میں ہلتے ہیں کیا ان کے پاؤں جہاد و ہجرت کے لئے کبھی حرکت میں آئے ہیں۔ کیا برائیوں سے انہیں نفرت ہے۔ اور کہاں تک وہ احکام خداوندی کی رعایت ملحوظ رکھتے ہیں۔

کفار کیلئے مغفرت طلبی

ف۲

سورۂ برأت کے ابتداء میں یہ حقیقت واضح کر دی گئی ہے کہ ایمان کی طرف سے کفر و شرک کو اعلان بیزاری سنایا جاتا ہے۔ آئندہ مسلمانوں کی دوستی یہ لوگ حاصل نہیں کر سکیں گے۔ اس سے پیشتر کی آیت میں حضور کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ کوئی نفع کی اُمید وابستہ نہ رکھیں۔ یہ مستقل طور رحمت کا قطعاً استحقاق نہیں رکھتے۔ اس آیت میں ایک شبہ کا جواب ہے۔ وہ یہ کہ جب مسلمان ہو جانے کے بعد کفر سے کوئی تعلق خاطر باقی نہیں رہتا۔ اور مسلمان دنیائے کفر سے الگ ہو جاتا ہے۔ تو حضرت ابراہیم نے اپنے باپ کے لئے کیوں دُعائے مغفرت کی۔

جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم چونکہ نہایت درجہ حلیم الطبع شفیق تھے۔ اس لئے تمام زیادتیاں جو منکرین کی جانب سے کی جاتیں۔ بخندہ پیشانی برداشت فرماتے۔ اور یہ متوقع رہتے کہ یہ لوگ ملت اسلام سے وابستہ ہو جائیں (بقایا برصفحہ ۴۸۹)

۱۱۵- وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

۱۱۶- إِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝

۱۱۷- لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّهٗ

۱۱۵- اور خدا ایسا نہیں ہے کہ بعد ہدایت کسی قوم کو گمراہ کرے جب تک اُن چیزوں کو جن سے بچنا ہے اُن پر ظاہر نہ کر دے، اللہ ہر شے کو واقف ہے ۝

۱۱۶- اللہ ہی ہے جس کی سلطنت زمین اور آسمانوں میں ہے وُہی جِلاتا اور مارتا ہے۔ اور اللہ کے سوا کوئی تمہارا حمایتی اور مددگار نہیں ۝

۱۱۷- اللہ نبی اور اُن مہاجرین اور انصار پر مہربان ہوا۔ جو تنگی کے وقت اُس کے ساتھ رہے تھے ف اُس کے بعد کہ اُس میں سے ایک فریق کے دل ڈگمگانے کے نزدیک گئے تھے پھر اللہ اُن پر متوجہ ہوا۔ بیشک

(بقیہ حاشیہ)

ایسی خواہش کی بنا پر حضرت ابراہیمؑ نے اپنے والد کی بخشش طلبی کا وعدہ فرمایا۔ اور ایفائے عہد کے لئے دعا بھی کی۔ مگر اُن کو جلد ہی معلوم ہو گیا کہ پتھروں میں دل نہیں ہوتا۔ اس لئے آئندہ کامل طور پر باپ سے الگ ہو گئے۔ غرض یہ نہیں کہ کفر و اسلام کا تفاوت پسر و پدر کے اخلاق میں حائل ہو جاتا ہے اور باپ کی عزت و اعانت سے روکتا ہے۔ بلکہ غرض یہ ہے کہ اسلام قبول کر لینے کے بعد روحانی تعلق قریب سے قریب رشتہ دار کے ساتھ بھی باقی نہیں رہتا۔
یہ بھی مقصد نہیں کہ مشرکین کے لئے اظہار ہمدردی ناجائز ہے۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ کفر کو قابل عفو سمجھنا گناہ ہے۔

ف غزوۂ تبوک گرمی کے دنوں میں واقع ہوا۔ اس لئے عام صحابہ میں اضطراب تھا کہ گرمی کی اس شدت میں کیونکر سفر طے ہوگا۔ اور کیونکر ہم اس قابل ہو سکیں گے کہ دشمن سے لڑیں۔ پانی بہت کم تھا۔ اثنائے سفر میں یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں ہلاک ہی نہ ہو جائیں۔ مقصد سفر گرمی کے علاوہ دشمن سے جہاد۔ بہت لوگوں نے ہمت ہاری لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں استقلال پیدا کیا۔ دلوں کو صبر کی توفیق مرحمت فرمائی۔ تو صحابہ میں ایک زندگی پیدا ہو گئی مخلصین کی ایک جماعت حضرتؐ کے ساتھ نکل کھڑی ہوئی۔ اس آیت میں اسی توفیق ارزانی کا ذکر ہے۔
لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ۔ سے غرض یہ نہیں کہ نبی کے پائے استقلال میں بھی معاذ اللہ لغزش پیدا ہو گئی تھی۔ یا اُن کی ہمت میں بھی کمزوری اور سستی کا ظہور ہو گیا تھا۔ بلکہ بعض صحابہ کی حوصلہ افزائی کے لئے حضورؐ کا نام اُن کے ساتھ ضم کر دیا ہے۔

حل لغات

تَابَ اللّٰهُ عَلٰى فُلَانٍ۔ کے معنی التفات مہربانی کے ہیں

بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ○

۱۱۸ - وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَن لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ○

۱۱۹ - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ○

۱۲۰ - مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُم مِّنَ الْأَعْرَابِ أَن يَتَخَلَّفُوا عَن رَّسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنفُسِهِمْ عَن نَّفْسِهِ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ

اُن پر شفیق اور مہربان ہے ○

۱۱۸ - اور اُن تین شخصوں پر بھی مہربان ہو گیا، جو پیچھے رہ گئے تھے یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی کشادگی کے اُن پر تنگ ہو گئی، اور وہ اپنی جان سے بیزار ہو گئے اور سمجھے کہ خدا سے کہیں پناہ نہیں مگر اسی کی طرف، پھر وہ اُن پر مہربان ہوا، کہ وہ توبہ کریں۔ بیشک اللہ مہربان رحم والا ہے ○ ف

۱۱۹ - مومنو! خدا سے ڈرو۔ اور سچوں کے ساتھ رہو ○

۱۲۰ - اہل مدینہ اور ان کی نواحی کے دیہاتیوں کو مناسب نہیں کہ رسول کے ساتھ جانے سے پیچھے رہیں۔ اور نہ یہ مناسب ہے کہ نبی کی جان سے اپنی جانوں کو زیادہ چاہیں، یہ اس لئے کہ اللہ کی راہ میں

ف

ان تینوں کا ذکر گزشتہ اوراق میں گزر چکا ہے۔ یہ تین کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع، اور ہلال بن امیہ واقفی تھے۔ غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہو سکے۔ حضور ناراض ہو گئے۔ آپ کی نگاہ کرم کا پھرنا تھا کہ سب نے بھی چشم التفات پھیر لی۔ اب دنیا جہان سے علیک سلیک ہے۔ نہ از راہ کرم کوئی پوچھتا ہے۔ گھر میں مستورات نے خدمت سے انکار کر دیا۔ آخر اللہ نے معذرت قبول کر لی۔ اور یہ آیات نازل ہوئیں۔

اللّٰھم اغفر
لکاتبہ
ولمن سعٰی
فیہ ولوالدیہ
اجمعین
آمین۔

ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا یَّغِیْظُ الْكُفَّارَ وَلَا یَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّیْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ۙ

جو پیاس اور رنج اور بھوک اُن پر آئے اور جہاں اُن کے قدم جائیں، تاکہ کافر خفا ہوں، اور جو کچھ وہ اپنے دشمن سے چھین لیں، مگر ان کے لئے اس پر نیک عمل لکھا جاتا ہے۔ اللہ نیکوں کی مزدوری ضائع نہیں کرتا ○ ف۱

۱۲۱- وَلَا یُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِیْرَةً وَّلَا كَبِیْرَةً وَّلَا یَقْطَعُوْنَ وَادِیًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِیَجْزِیَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○

۱۲۱- اور جو وہ خرچ کرتے ہیں۔ تھوڑا ہو، یا بہت، اور جس میدان کا وہ سفر طے کرتے ہیں اُن کے لئے لکھا جاتا ہے۔ تاکہ اللہ اُن کے نیک عمل کی جزا انہیں دے ○

۱۲۲- وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّیَتَفَقَّهُوْا

۱۲۲- اور یہ تو لائق نہیں کہ سب مومن لڑائی میں نکلیں پھر اُن کے ہر فرقہ میں سے ایک حصّہ کیوں نہ نکلا۔ تاکہ انہیں دین میں سمجھ

نمازیوں کے درجے

ف۱ رسولؐ مرکز محبت ہیں جس کے لئے رسولؐ کا وجود باجود باعث صد ہزار برکت ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ اپنی جان کے متعلق تغافل ہو جائے۔ مگر رسولؐ سے تغافل گناہ ہے، کفر ہے۔ اور معصیت ہے۔ مسلمان کبھی حضورؐ کے منشاء و ارادہ کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ وہ تو سب کچھ حرمت رسولؐ کے لئے قربان کر چکا ہے۔

وہ لوگ جو حرمت رسولؐ کے لئے جہاد کرتے ہیں اُن کی ہر تکلیف کا دستش او لیا ہے۔ اُن کی پیاس اور بھوک میں اجر ہے۔ اُن کا قدم برکت لازم ہے۔ ان کی تکلیف اللہ کو عزیز ہے۔

مطلب یہ ہے وہ لوگ ہیں جو صحیح معنوں میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے محب ہیں۔ جو محسن اور نیک ہیں۔ محبت رسولؐ اور عشق رسولؐ عافیت کا نام نہیں۔ بلکہ سراپا ابتلاء و آزمائش ہے۔ مراد یہ ہے دل میں عارضی نبوت اور لطف وحی والہام کا خیال ہو۔ اور جہاد سے نفرت ہو۔ یہ ناممکن عشق رسولؐ کا جذبہ وہ اضطراب آفرین جذبہ ہے۔ کہ اس کے بعد دل کا چین اور آرام رخصت ہو جاتا ہے۔ چونکہ حضور نبوی سے مستنیر ہو۔ وہ آرام کی گھنڈ سے تیرو نہیں ہو سکتی۔

ان آیات میں بتایا ہے کہ غازی اللہ کے محبوب ہیں ہر تکلیف جو اللہ کی راہ میں انہیں پہنچتی ہے۔ وہ انہیں اللہ کے اور قریب کر دیتا ہے۔

حلِ لُغات

ظَمَاٌ۔ پیاس۔ نَصَبٌ۔ تھکن، ضعف۔
مَخْمَصَةٌ۔ بھوک۔
وَلَا یَنَالُوْنَ۔ نَالَ مِنْهُ کے معنی دشمن کو دکھ پہنچانے کے ہیں۔

فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۝

پیدا ہوتی۔ اور تاکہ اپنی قوم کو جب وہ ان کے پاس واپس آتے تو ان کو ڈراتے شاید وہ ڈرتے ○ ف ١

١٢٣۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝

١٢٣۔ مومنو! اپنے نزدیک کے کافروں سے لڑنے کو جاؤ۔ اور ضرور ہے۔ کہ وہ تم میں سختی دیکھیں۔ اور جانو کہ اللہ ڈرنے والوں کے ساتھ ہے ○ ف ٢

١٢٤۔ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝

١٢٤۔ اور جب کوئی سورت (قرآن کی) نازل ہوتی ہے۔ تو ان میں کوئی ہے جو کہتا ہے کہ اس سورت نے تم میں سے کس کا ایمان بڑھایا۔ سو وہ جو ایماندار ہیں۔ انہیں کا ایمان بڑھایا اور وہی خوش ہوتے ہیں ○

١٢٥۔ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

١٢٥۔ اور جن کے دلوں میں روگ ہے

عسکری ترتیب

ف ١ آیت کا نزول سیاق جہاد میں ہوا ہے۔ اس لئے تفقہ فی الدین سے غرض عسکری ترتیب اور ٹریننگ ہے۔ یعنی جب جہاد کا اذن عام ہو جائے۔ تو سب لوگ نہ نکل کھڑے ہوں بعض ایسے بھی رہیں جو غازیوں کی ترتیب کریں۔ اور انہیں جنگ کے رموز و اسرار سے آگاہ کریں۔ بات یہ تھی کہ جب حضورؐ جہاد کے لئے اعلان فرماتے۔ تو تمام صحابہؓ شوق شہادت میں خوشی کے لئے تیار ہو جاتے۔ اور مدینہ بالکل خالی ہو جاتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ بعض لوگوں کو تعلیم و تربیت کے لئے پیچھے رہنا چاہئے۔ جہاد کے لئے لوگوں کو تیار کرنا یہ بھی تو جہاد ہے۔

بعض مفسرین کے نزدیک یہ آیت طلب علم کے لئے مستقل بالذات ہے۔ اسے سیاق و سباق سے کوئی تعلق نہیں غرض یہ ہے کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں۔ جن کا مشغلہ کتاب و سنت کی خدمت ہو۔ جو دین سیکھیں اور دوسروں تک پہنچائیں یعنی دونوں گروہ خدمات تقسیم کر لیں۔ کچھ سیاسیات کے لئے وقف رہیں۔ اور کچھ علمی مشغلوں کے لئے۔

ف ٢

اس آیت میں اصول جہاد کی تشریح کی گئی ہے کہ سب سے پہلے جو قریب کے دشمن ہیں۔ ان سے جنگ کی جائے پھر ان لوگوں سے جو پہلوں سے نسبتاً قریب ہوں۔ یعنی الاقرب فالاقرب کو اصول قرار دیا جائے۔ اس طریق سے طاقت و قوت میں باقاعدہ ترقی ہوتی رہتی ہے حضورؐ نے اسی طریق جہاد پر عمل فرمایا۔ سب سے پہلے مکے والوں سے معرکہ ہوا۔ اس کے بعد تمام اہل عرب سے۔ پھر اہل کتاب سے یعنی بنی قریظہ و بنی نضیر سے۔ اس کے بعد خیبر و فدک میں جنگ رہی۔ صحابہؓ نے بھی اسی آئین کو ملحوظ رکھا۔ روم، شام، عراق وغیرہ تمام بلاد میں اسی ترتیب کو مسلسل جاری رکھا۔

(باقی بر ص ٤٩٣)

مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ ○

اُن کی ناپاکی میں ناپاکی اور زیادہ کر دی۔ اور وُہ کافر ہی مرے ○

۱۲۶- اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَ لَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○

۱۲۶- کیا وُہ نہیں دیکھتے کہ ہر سال ایک دفعہ یا دو دفعہ آزمائے جاتے ہیں (قحط یا بیماری آتی ہے) پھر بھی نہ توبہ کرتے ہیں، اور نہ نصیحت پذیر ہوتے ہیں ○

۱۲۷- وَ اِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ؕ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ○

۱۲۷- اور جب کوئی سُورت نازل ہوتی ہے تو ایک دُوسرے کی طرف دیکھتا ہے کہ کوئی تمہیں دیکھتا ہے یا نہیں۔ پھر پھر جاتے ہیں۔ اللہ نے اُن کے دل پھیر دیئے۔ اس لئے کہ وُہ بے سمجھ لوگ ہیں ○

۱۲۸- لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ

۱۲۸- تمہارے درمیان سے تمہارے پاس تو رسول

بقیہ حاشیہ

وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً کے معنی یہ ہیں کہ مسلمان کو دشمن کے مقابلہ میں پُر ہیبت اور پُر جلال ہونا چاہئیے کافر مسلمان کے کسی بشرہ کو دیکھے، تو لرزہ براندام ہو جائے۔ جس سے کہ اسلام مکمل ہوتا ہے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ۔ میں اس بات کی جانب صریح اشارہ ہے، کہ صحیح التقہ ہیبت و جلال کا نام ہے۔ حسن و ناتوانی کا نہیں۔ صحیح معنوں میں متقی وُہ ہے جو کفر کے بدن پر کپکپی طاری کر دے۔ اور جسے دیکھ کر کفر ختم ہو جائے۔

حَلِّ لُغَات

نَفَرَ۔ نکل کھڑا ہوا۔

غِلْظَةً۔ سختی، تُندی۔

رِجْسًا۔ غلاظت کفر و نفاق۔

اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

آیا۔ تمہارا دُکھ اُس پر شاق ہے وہ تمہارے نفع کا حریص ہے۔ ایمانداروں کا شفیق مہربان ہے ۝ ف۱

١٢٩- فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝

١٢٩- پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ مجھے اللہ کافی ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں نے اُس پر بھروسا کیا۔ اور وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے ۝

سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا (١٠٩) رُكُوْعَاتُهَا (١١)

سُوْرَةُ يُوْنُسَ

مکی ـــ آیتیں ١٠٩ ـــ رکوع ١١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝)

١- الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝

١- الٓرٰ۔ یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں ۝

٢- اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ

٢- کیا لوگوں کو تعجب ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک آدمی پر وحی نازل کی، کہ لوگوں کو

مقامِ محمدی

ف۱ رسُول کی تکبیر تعظیم شان کے لئے ہے۔ یعنی تمہارے پاس اللہ نے ذی وقار پیغمبر بھیجا ہے۔ جو تم میں سے ہے۔ لوازم بشری کا حامل ہے۔ انسان ہے۔ انسانوں کی سی ضرورتیں اور حاجتیں رکھتا ہے۔ بالکل تمہاری طرح اللہ کا ایک بندہ ہے مگر رتبہ و مقام کا یہ عالم ہے۔ کہ تم میں سے بڑے سے بڑا انسان اس کی خاک پا کی برابری نہیں کر سکتا۔ وُہ انسان ہے۔ مگر انسانیت کو اس بے نظیر ہستی پر فخر ہے ۔

حضرت ابن عباسؓ اسی آیت کو یوں پڑھا کرتے تھے یعنی اَنْفَسِكُمْ سین کے زبر کے ساتھ۔ یعنی تم سے بہترین، اعلیٰ و ارفع انسان کو بھیجا ہے۔ یعنی تقاضائے رسالت ہے کہ جو پیغمبر ہو کر آئے۔ وہ تمام انسانوں سے دل و دماغ۔ جسم و روح کی قابلیت و استعداد کے لحاظ سے بلند ترین مقام پر فائز ہو ۔

حضورؐ کی تین خصوصیات بھی گنائی ہیں وہ

(١) اُمت کے غمگسار ہیں ۔

(٢) قوم کی ہدایت کے لئے بیحد مشتاق ۔

(٣) مسلمانوں کے لئے رؤف و رحیم ۔

اُمت کی غمگساری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ کہ تم ملت کے لئے ہلکان کیوں ہوئے جاتے ہو۔ ہدایت کے لئے حرص و شوق کا یہ عالم ہے کہ وقت کا اکثر حصہ تبلیغ میں صرف ہو رہا ہے ۔

آپ کی رحمتیں اور نوازشیں۔ جن کی وجہ سے آپ کو رؤف و رحیم کے پرشکوہ لقب سے نوازا گیا ہے۔ اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کے ضبط کے لئے دفتروں کی ضرورت ہے۔ غرض یہ ہے کہ مسلمان مقامِ رسالت اور مرتبۂ رسول کو پہچانیں اور سرگرم اطاعت ہوں۔ اور فخر کریں کہ ہمیں اللہ نے اتنا ممتاز ہادی و راہنما عنایت فرمایا ہے۔ جسے ہم سے زیادہ ہماری فکر ہے ۔

حلِ لغات :- عَنِتُّمْ۔ عنت سے ہے جس کے معنے تکلیف اور دُکھ کے ہیں ۔

اَلنَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؔ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝

ڈرا۔ اور ایمانداروں کو بشارت دے کہ خدا کے پاس اُن کے لئے بڑا رُتبہ ہے۔ کافروں نے کہا، کہ یہ شخص (محمدؐ) صریح جادوگر ہے ۝ ف۱

۳- اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝

۳- تمہارا رب وہ اللہ ہے، جس نے آسمان و زمین چھ دن میں ف۲ بنائے، پھر عرش پر قائم ہُوا۔ سب کاموں کا بندوبست کرتا ہے۔ کوئی شفیع نہیں، مگر بعد اس کے اذن کے۔ یہ اللہ ہے تمہارا رب سو اُسی کی عبادت کرو، کیا تم دھیان نہیں کرتے ۝

۴- اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ

۴- تم سب اُسی کی طرف جاؤ گے۔ اللہ کا سچا وعدہ ہے۔ وُہی اوّلاً پیدا کرتا ہے۔ پھر وُہی اُسے دُہرائے گا۔ تاکہ ایمانداروں اور

جادُو اثری

ف۱ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ۔ کے معنے یہ ہیں کہ منکرین کو بھی حضورؐ کی قوتِ تاثیر اور طاقتِ جذب و کشش کا اندازہ تھا۔ وہ جانتے تھے کہ یہ شخص اپنے اندر ایک خاص نوع کا مقناطیسی اثر رکھتا ہے۔ جو اس کی باتیں سُنے گا وہ ضرور متاثر ہوگا۔ اور حضورؐ کی جانب کھینچا ہوا چلا آئے گا۔

چنانچہ کُتبِ سِیَر میں بے شمار ایسے واقعات موجود ہیں کہ لوگوں نے انتہائی دشمنی کے باوجود بالآخر حضورؐ کے قدموں میں آجانے کی سعادت حاصل کی۔

کائنات کا دِل

ف۲ ایام سے غرض مُدّت ہائے دراز ہیں۔ کیونکہ یوم کے لفظ میں باعتبار لغت وادب و بنسبت ضد لفظ کے جس کے معنوں کے ہیں۔ زیادہ وُسعت ہے۔ اِسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ سے غرض عطوفت الٰہی کا کائنات کی جانب متوجہ ہونا ہے۔ عرش تدابیر الٰہی کا مقام و مرکز ہے۔ جس طرح دل انسان کے لئے تمام اعضاء کا مدار و محور ہے۔ اسی طرح عرش کائنات مادی کا دل ہے۔ یا خبرِ اعلیٰ سمجھ لیجئے۔ جتنی تجلیات تدبیری عرش کی وساطت سے نافذ ہوتی ہیں۔ یعنی اللہ کے تمام احکام یہیں سے صادر ہوتے ہیں تفصیل گزشتہ اوراق میں گزر چکی ہے۔

حلِ لغت

اَلْاَمْر۔ وہ حقیقت عامہ جو ساری کائنات کو شامل ہے۔

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝

نیک کرداروں کو انصاف کے ساتھ بدلہ دے اور جو کافر ہیں اُن کو کھولتا پانی پینا پڑے گا اور اُن کے کفر کے سبب اُن کو دُکھ کا عذاب ہوگا ۝ ف۱

۵ - هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

۵ - وُہی ہے جس نے سُورج کو روشنی اور چاند کو اُجالا بنایا۔ اور اُس کی منزلیں مقرر کیں۔ تاکہ تم برسوں کا شمار اور حساب جانو۔ خُدا نے یہ سب تدبیر کے ساتھ بنایا ہے وہ اہل علم کے لئے پتے کھولتا ہے ۝

۶ - اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝

۶ - رات اور دن کے اختلاف میں، اور جو چیزیں خُدا نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کی ہیں۔ ان میں ڈرنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں ۝ ف۲

۷ - اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا

۷ - جن کو ہم سے ملنے کی اُمید نہیں

ف۱

اس آیت میں حشر و نشر کا ثبوت دیا گیا ہے۔ قرآن چونکہ مدلل کتاب ہے اس لئے کوئی دعویٰ تشنۂ برہان نہیں رہنے پاتا۔ امکان حشر کے متعلق فرمایا۔ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ۔ کہ وہ اس وقت کائنات کو وجود میں لاتا ہے۔ جب کہ وہ کہیں موجود نہیں ہوتی۔ بلکہ خود وجود اس کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ اس لئے جبکہ تمام کی کیفیت فنا ہو جائے گی۔ تو اس وقت بھی اُسے دوبارہ پیدا کیا جا سکتا ہے۔ جو بات ایک فرض ممکن ہے۔ وُہ دعویٰ کیوں محال ہو۔ ضرورت حشر کے متعلق ارشاد فرمایا۔ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ۔ یعنی تاکہ صلحاء اور پاکباز لوگوں کو اجر سے بہرہ ور کیا جائے۔ اس دُنیا میں مکافات عمل کا پورا سامان و انتظام نہیں ہو سکتا ہے۔ ایک شخص ڈاکو ہو چور ہو، اور قوم و عدالت کی نگاہوں میں معزز ہو۔ یہ بھی ممکن ہے ایک شخص نیک اور پاکباز ہو۔ مگر عوام میں اس کی بدعملی کا شہرہ ہو۔ اس لئے ضرورت ہے۔ ایک ایسے عالم کے فرض کرنے کی جہاں عدل و ظلم میں حد فاصل موجود ہو۔ جہاں نیک و بد میں امتیاز ہو۔ جہاں کی عدالتیں جرم سے اغماض نہ کر سکیں۔ اور ایک پاکباز انسان کو ایک ذرہ کی پوری پوری قیمت مل سکے۔ یہی عالم آخرت ہے جسے اسلام پیش کرتا ہے ۔

لَاٰيٰتٍ

ف۲ قرآن حکیم کا یہ عجب طرز استدلال ہے کہ وہ زیر بحث مطالب کی کائنات کے مظاہر پیش کر کے آسانی سے ثابت کر دیتا ہے۔ لَاٰيٰتٍ کہہ دینے سے تمام دعاوی کی جانب ذہن خود بخود منتقل ہو جاتا ہے ۔

توحید اور وجود باری، بعثت، رسالت اور دیگر قسم کے تمام دعاوی اس مظاہر قدرت سے عیاں ہیں۔ غور فرمائیے! وہ ذات کا تعین۔ اور کائنات کی دُوسری خوبیاں جو ہر ذرہ میں جاری و ساری ہیں۔ کیا بغیر خدا کے ممکن ہیں۔ کائنات کا نظم و نسق اور ایک مخصوص وحدت کے جلوے (باقی بر صفحہ ۴۹۹)

وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝

اور وہ حیاتِ دُنیا پر راضی اور مطمئن ہوگئے ہیں۔ اور جو ہماری آیتوں سے غافل ہیں ۝

۸- اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

۸ - اُن کا ٹھکانا آگ ہے، اُن کے کاموں کے سبب ۝

۹- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝

۹ - جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے اُن کا رب اُن کے ایمان کے باعث اُن کی رہنمائی کرے گا۔ اُن کے نیچے نہریں بہتی ہیں نعمتوں کے باغوں میں ۝

۱۰- دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

۱۰ - وہاں اُن کی دُعا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ اور باہم ملاقات کی دُعا خیر سلامتی ہے۔ اور آخری دُعا اُن کی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہے ۝ ف۱

ع

(بقیہ حاشیہ)

کیا توحید کی جانب ذہنِ انسان کو متوجہ نہیں کرتے۔ کیا یہ سب کچھ بے غرض و غایت ہے۔ آسمان کی بلندیاں اور زمین کی پستیاں بے مطلب ہیں؟ کیا یہ بعثت و حشر کی طرف صاف اشارہ نہیں۔ مادی نظام کی تکمیل کے بعد کیا رُوحانی نظام کی تکمیل غیر ضروری ہے۔ کیا عقل یہ سکتی ہے کہ انسان کو اور کارگاہ حیات کو یونہی بے فائدہ اور بے غرض پیدا کیا گیا ہے۔ اس کے لئے کوئی پروگرام اور کوئی نصب العین نہیں؟ کیا یہ احتیاج روحانی بجائے نبوت کی دلیل نہیں؟ یہ سب مطالب لا یُبَالِی کہہ کر بیان کر دیئے ہیں۔ یہ قرآن کا اعجاز ہے ۔

حاشیہ صفحہ ہذا

ف۱ یعنی صالحین کی اُخروی زندگی اس درجہ کامل، خوشگوار اور راحت افزا ہوگی۔ کہ وہ بالآخر حمد و ستائش کرنے لگیں گے۔ حمد کہنے لگیں گے۔ کہ اللہ! یہ تیری ربوبیت کا کرشمہ ہے۔ ورنہ انسان کہاں۔ اور یہ رُتبہ عالی کہاں؟

حَلِّ لُغَات

(صفحہ ۲۹۶ و ۲۹۷)

حَمِيْمٍ۔ گرم پانی ۔

تَحِيَّتُهُمْ۔ تحفہ ملاقات، سلام ۔

۱۱- وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ ۚ فَنَذَرُ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝

۱۱- اور اگر خدا آدمیوں کو جلد بُرائی پہنچائے جیسے کہ وہ جلد بھلائی چاہتے ہیں تو اُن کی اجل پوری کی جائے سو ہم اُن کو جو ہماری ملاقات کی اُمید نہیں رکھتے چھوڑ دیتے ہیں اپنی گمراہی میں سرگردان پھرتے ہیں ۝ ف۱

۱۲- وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَنْ لَمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرٍّ مَسَّهُ ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

۱۲- اور جب آدمی پر تکلیف آتی ہے تو کروٹ پڑا ہوا یا بیٹھا ہوا یا کھڑا ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم اُس سے اُس کا رنج دور کر دیتے ہیں تو چلا جاتا ہے گویا اس نے پہنچے ہوئے دکھ میں پکارا ہی نہ تھا۔ اسی طرح حد سے نکلنے والوں کے لئے اُن کے اعمال مزین کئے گئے ہیں ۝ ف۲

۱۳- وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا ۙ وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا ۚ

۱۳- اور ہم نے تم سے پہلے اُمتوں کو ہلاک کیا جب وہ ظالم ہوئے۔ اور اُن کے رسول اُن کے پاس نشانیاں لے کر گئے اور وہ ایمان نہ لانے والے تھے

ف۱

یعنی اللہ میں حلم و علم ہے۔ وہ تمہاری بددعاؤں اور بُرے مطالبوں کو سنتا ہے مگر قبول اس لئے نہیں کرتا۔ کہ تمہارا اسی میں بھلا ہے۔

ف۲

اس آیت میں انسان کی اس نفسی خواہش کو بیان کیا ہے۔ کہ مصیبت کے وقت اس کا دل کچلا ہوتا ہے۔ اور اس وقت وہ اللہ کی ضرورت کو دل کی گہرائیوں سے محسوس کرتا ہے۔ مگر جب تکلیف کا وقت گزر جاتا ہے۔ دل پر بدستور غفلت کا حجاب پڑ جاتا ہے۔ اور فطرت کی آواز دب جاتی ہے۔

سچا مومن وہ ہے جو دولت و عافیت کے نشوں میں بھی فطرت پر نظر رکھتا ہے۔ اور جب دقت کی ضروریات کو کسی حالت میں بھی فراموش نہیں کرتا۔

حلِّ لغات

أَجَلُهُمْ - مدت۔

الْقُرُونَ - جمع قرن۔ بمعنے زمانہ والے طبقہ۔ یعنی اہل زمانہ۔

كَذٰلِكَ نَجْزِى الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝

۱۴- ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِى الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝

۱۵- وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِىْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِىْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَىَّ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّىْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

۱۶- قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۫ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ

یوں ہی ہم مجرموں کو سزا دیتے ہیں ۝

۱۴ - پھر ہم نے اُن کے بعد تمہیں زمین میں نائب کیا۔ تاکہ دیکھیں، کہ تم کیا کرتے ہو ۝

۱۵ - اور جب ہماری صاف آیتیں اُن کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو جو ہماری ملاقات سے نااُمید ہیں یُوں کہتے ہیں کہ اس قرآن کے سوا کوئی اور قرآن لا۔ یا اسی کو بدل ڈال تو کہہ میرا کام نہیں کہ میں اپنی طرف سے اُسے بدلوں میں اُسی کے تابع ہوں جو مجھے حکم آتا ہے۔ اگر میں اپنے ربّ کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے ۝ ف۱

۱۶ - تُو کہہ اگر خدا چاہتا، تو میں تمہیں قرآن نہ پڑھتا اور نہ وہ تمہیں اس کی خبر ہی دیتا۔ کیونکہ میں تو

ف

مکے والوں کی سب سے بڑی بدبختی یہ تھی کہ آخر وقت تک انہوں نے حضورؐ کے منصب کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ ان کا یہ مطالبہ کہ قرآن میں حسبِ حال خواہ تبدیلیاں کرو۔ اس درجہ مہمل ہے۔ بھلا کیا انبیاء علیہم السلام اپنی مرضی سے تعلیمات الٰہیہ میں اصلاح و ترمیم کر سکتے ہیں؟ انبیاء کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ترجمان ہیں۔ اپنی جانب سے وہ کچھ نہیں کہتے۔ ان کی ہر بات منشاء الٰہی کے مطابق ہوتی ہے۔ انبیاء کا نفس بشریت کی تمام خواہشوں اور تقاضوں کو فیض نبوت کے تابع کر لیتا ہے۔ اس لئے اپنی جانب سے تبدیلی اور اصلاح کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اگر نبی اپنے دعوے سے دست بردار ہو جائے اور قوم کے جذبات و خیالات کے ماتحت ہو جائے تو پھر اس میں اور ایک عام انسان میں کیا فرق ہے؟

انبیاء کی باتیں حکم الٰہی ہوتی ہیں۔ جو خدا کی جانب سے ہیں۔ اس میں انسانی دخل و مداخلت سراسر بے جا اور بے مروت ہے۔

اس آیت میں اسی حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔

خلٰٓئف ۔ قائم مقام، پس ماندگان۔

فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

اس سے پہلے تم میں ایک عمر تک رہ چکا ہوں کیا تم نہیں سمجھتے ۝ ف۱

۱۷- فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝

۱۷- سو اُس سے زیادہ ظالم کون ہے جو خدا پر جھوٹ باندھے یا اُس کی آیتوں کو جھٹلائے بے شک مجرموں کا بھلا نہیں ہوتا ۝

۱۸- وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

۱۸- اور وہ لوگ اللہ کے سوا اُن کی پرستش کرتے ہیں جو اُن کا نفع نقصان نہیں کر سکتے اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے شفیع ہیں تو کہہ کیا تم خدا کو وہ باتیں بتاتے ہو جو اس کو آسمان میں معلوم ہیں اور نہ زمین میں وہ اُن کے شرک سے پاک اور بلند ہے ۝ ف۲

۱۹- وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ

۱۹- اور سب لوگ پہلے ایک ہی دین پر تھے پھر پیچھے مختلف ہو گئے۔ اور اگر تیرے رب کی

معیارِ رسالت

ف۱ مکہ والوں نے جب قرآن کی تبدیلی کا مطالبہ کیا تو جواب دیا گیا کہ یہ ناممکن ہے۔ انبیاء کو اپنی جانب سے تعلیمات الٰہیہ میں کمی بیشی کرنے کا مطلقاً اختیار نہیں ہوتا۔ وہ محض منشاء خداوندی کے اطاعت شعار ہوتے ہیں۔ منصب نبوت کا مقصد ہی یہ ہے کہ نفس کی ترجمانی نہ ہو۔ منشاء الٰہی کی تعمیل ہو۔ پھر انبیاء سے یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ وہ پیغام خداوندی کو بدل دیں؟

ان آیات میں ایک اور طریق سے جواب دیا گیا ہے حضور دعویٰ نبوت سے قبل چالیس برس تک ان لوگوں میں رہے۔ آپ کی چالیس سالہ زندگی کفار مکہ کے سامنے تھی۔ آپ سے کہا گیا ہے کہ ان سے پوچھیں کیا تم نے کبھی کوئی بات چالیس سال کے طویل عرصے میں ایسی دیکھی ہے جو قابل اعتراض ہو حضور کا بے لوث بچپن انہوں نے دیکھا۔ جوانی دیکھی۔ اور جوانی کے پاکیزہ مشاغل دیکھے۔ اور اب جبکہ آفتاب شباب نصف النہار سے آگے گذر چکا ہے تم یہ سمجھتے ہو کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نفس کی خواہشات کا شکار ہو چکا ہے۔ اور محض جاہ و حشمت کے لئے نبوت کا مدعی ہے۔ یہ بات کبھی عقل تسلیم کر سکتی ہے۔ کہ جو شخص چالیس برس تک پاکباز رہا ہے، صادق و امین کہلائے، جس کا خیال و عمل معصیت کی آلودگیوں سے پاک رہا ہے۔ جس کی نوع [illegible] فگسار ہو۔ اور شاندار سیرت کا مالک ہو۔ یکایک اس کی سیرت بدل جائے۔ اور وہ خدا پر جھوٹ باندھنے لگے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ کیونکر ایک پاکباز انسان اتنے بڑے جھوٹ کی جرأت کر سکتا ہے؟

عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ سے غرض شاندار اور خیر صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ہے۔ کیونکہ کسی شخص کے متعلق کسی برائی کا علم نہ ہونا اور چیز ہے اور اس شخص کا نیک ہونا۔ اور اس طرح یہ بھی ضروری ہے کہ اس کی [illegible] کے ماتحت زندگی لوگوں کو معلوم ہو۔ اور ان میں وہ [illegible] اور صفت کے لحاظ سے شہرت رکھتا ہو۔ ورنہ ہر شخص جس کے حالات سے آپ پوری طرح آگاہ نہیں، (باقی بر صفحہ ۵۰۱)

مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ○

۲۰- وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ○

۲۱- وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ۚ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ۚ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ○

۲۲- هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّ

طرف سے ایک بات پہلے سے مقرر نہ ہو چکی ہوتی تو ان کی اختلافی باتوں کا فیصلہ ہو جاتا ○

۲۰- اور کہتے ہیں کہ اس پر اس کے رب کے پاس سے کوئی معجزہ کیوں نازل نہ ہوا سو تو کہہ غیب کی بات اللہ جانے تم منتظر رہو۔ میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں ○ ف۱

۲۱- اور جب ہم لوگوں کو بعد تکلیف کے جو انہیں پہنچی ہو کچھ رحمت کا ذائقہ چکھاتے ہیں تو فوراً ہی وہ ہماری نشانیوں میں حیلے نکالتے ہیں تو کہہ اللہ تدبیر میں بہت تیز ہے ہمارے رسول (فرشتے) تمہارا مکر لکھتے ہیں ○

۲۲- وہی ہے جو تمہیں جنگل اور دریا میں پھراتا ہے یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں ہو۔ اور وہ لوگوں کو اچھی ہوا سے لے چلیں اور

(بقیہ حاشیہ)

کر سکتا ہے کہ میری پہلی زندگی میں کوئی عیب دکھاؤ ۔

ف۲

بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ سے غرض یہ نہیں کہ اپنے معبودان باطل بھی کائنات میں موجود ہیں۔ جن کو خدا نہیں جانتا۔ بلکہ غرض یہ ہے کہ اللہ کا علم چونکہ نہایت کامل اور حاوی ہے۔ اس لئے جب اس کے علم میں اس کا کوئی ساجھی نہیں۔ تو تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اس کے سوا دوسروں کو بھی خدا گردانتے ہو ۔

حاشیہ صفحہ ہذا

ف۱ آیۃ سے مراد مطلوبہ معجزات ہیں

قسم قرآن کی آیت نہیں ۔

حل لغات

شُفَعَآؤُنَا ۔ جمع شفیع ۔ سفارش کرنے والا ۔

اُمَّةً ۔ مشترک العقیدہ جماعت ۔ روایت شرط نہیں ۔ ہر گروہ جو کسی مقصد میں متحد ہو امت کہلائے گا ۔ مگر یہاں صحیح العقیدہ لوگ مراد ہیں۔ کیونکہ فَاخْتَلَفُوْا کا قرینہ اس پر دلالت کر رہا ہے ۔

فَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝

وہ اسی ہوا سے خوش ہوں، ناگاہ کشتیوں پر طوفانی ہوا آئے اور ہر طرف سے ان پر موج اُٹھے اور وہ سمجھیں کہ اب ہم گھر گئے تو صاف دلی سے اللہ کو خالص اسی کی بندگی کرکے یوں پکارنے لگیں کہ اگر تو ہمیں اس آفت سے بچالے تو ہم تیرے شکرگزار رہیں گے ۝ ف۱

۲۳۔ فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

۲۳۔ پھر جب اس نے بچا دیا، اسی وقت زمین میں ناحق شرارت شروع کرتے ہیں۔ لوگو! تمہاری شرارت تمہاری جانوں پر ہے۔ حیاتِ دُنیا کی کچھ برت لو، پھر تمہیں ہماری طرف آنا ہے سو ہم تمہیں تمہارے کاموں سے آگاہ کریں گے ۝

۲۴۔ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ

۲۴۔ حیاتِ دُنیا کی مثال اس پانی کی ہے، جو ہم نے آسمان سے برسایا۔ پھر اس میں زمین کا

ف۱

فطرت کے لحاظ سے ہر شخص کو پاکیزہ پیدا کیا گیا ہے ہر قلب میں اللہ کی توحید کے چشمے بہتے ہیں۔ ہر آنکھ جلوہ ہائے طور وسینا کا تماشا کرسکتی ہے۔ مگر ہوتا یہ ہے کہ زندگی کی کثافتوں میں فطرت کی پاکیزگی ضائع ہوجاتی ہے۔ خیالات فاسدہ کی وجہ سے دل بدظن ہوجاتا ہے۔ اور جہالت وتعصب کی وجہ سے بصیرت بھی باقی نہیں رہتی۔ عیش وتنعم کی زندگی میں انسان اللہ کو بھول جاتا ہے۔

مگر جونہی کوئی حادثہ ہوتا ہے آنکھیں کھلتی ہیں، سوئی ہوئی فطرت بیدار نظر آتی ہے۔ دل کے تمام حجاب ایک ایک کرکے اُٹھ جاتے ہیں، اور قعر قلب سے توحید کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔

ان آیات میں انسان کی اس فطرت مستورہ کا حال بیان کیا ہے۔ کہ مصیبت کے وقت یہ ہمیں پکارتے ہیں۔ اور جہاں ہم نے اس کی سُن لی۔ پھر وہی تمرد و معصیت، پھر وہی گناہوں کا ارتکاب اور جذبۂ عیش وتنعم موجزن ہونے لگتا ہے۔

قرآن چونکہ علیم بذات الصدور خدا کی کتاب ہے اس لئے اس میں یہ تمام الجھنیں دور کی گئی ہیں۔ جو دلوں میں پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ انسان کس کس راہ سے فریب کھاتا ہے اس لئے ان واردات کو کھول کھول کر بیان کیا ہے۔

يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ سے غرض یہ بھی ہے کہ انسان کے تجربوں کی دُنیا وسیع ہونی چاہئے۔ اور کھل کر اُسے دیکھنا چاہئے۔ کہ کائنات میں کیا ہو رہا ہے۔

حلِ لغات

عاصف۔ تیز اور سخت ہوا۔

نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ اَتٰهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○

سبزہ مل نکلا۔ جسے آدمی اور جانور کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین اپنی خوبصورتی اور اپنی چمک پر آگئی، اور آراستہ ہوگئی۔ اور زمیندار سمجھے کہ ہم اس پر قادر ہوئے۔ تو اُس پر رات کو یا دن کو ہمارا حکم آیا۔ پھر ہم نے اُسے کٹا ہوا ڈھیر کر دیا۔ گویا کل وہاں کچھ نہ تھا۔ یُوں ہم فکر کرنے والوں کے لئے پتے کھولتے ہیں ○

٢٥ - وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ۭ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

٢٥ - اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بُلاتا ہے اور جسے چاہتا ہے، سیدھی راہ دکھاتا ہے ○ ف١

٢٦ - لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ۭ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ

٢٦ - جو نیکی کرتے ہیں۔ اُن کے لئے بھلائی اور زیادتی ہے۔ اور اُن کے چہروں پر سیاہی اور ذلت نہ چھائے گی۔ وہ

دُنیا کی ایک مثال

ف١

دُنیا کے وُوں ہزار لباس فاخرہ پہن کر جلوہ گر ہو، مومن سے اس کے عیوب پنہاں نہیں رہ سکتے وہ بالغ النظر ہوتا ہے۔ اس کی نظریں حُسن ظاہری سے گزر کر تہ و باطن تک پہنچ جاتی ہیں۔ مگر وہ لوگ صرف ظاہر پرست ہیں۔ اس کے جلووں سے آنکھیں مسحور کر لیتے ہیں۔

اس آیت میں آلائش عالم کی کیفیت کو واضح طور میں پیش کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ دُنیا کا جو چہرہ تمہیں نظر آتا ہے۔ وہ حسین نہیں۔ غور سے دیکھو۔ اس کے چہرۂ پُرسرور پر فنا اور موت کی کس قدر خوفناک جھریاں پڑی ہوئی ہیں۔

آج جہاں دولت ہے۔ کل افلاس ہے جس جگہ قصر و محل تھے۔ وہاں جھونپڑیاں نظر آ رہی ہیں۔ جنہیں مخمل و بانات پر قدم رکھنا مشکل تھا۔ جو نازو نعمت کے آغوش میں پروان چڑھے۔ آج آغوش لحد میں پڑے ہوئے ہیں۔

قرآن حکیم کی یہ مثال ودنیا عبرت کے لئے بہترین مثال ہے۔ دُنیا ایک کھیت ہے ایک باغ ہے جو پانی برس جانے سے لہلہا اٹھتا ہے۔ اور سر سبز و شاداب نظر آنے لگتا ہے۔ پھل کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔ مالک سمجھتا ہے، کہ اب خوش بختی و خوشحالی میں کون میرا مقابلہ کر سکتا ہے۔ کہ ناگہاں امکانات کہ اللہ کا عذاب آجاتا ہے۔ اور وہ ہرا بھرا باغ اُجڑ جاتا ہے۔ دُنیا کی یہ کس قدر صحیح مثال ہے مگر دیدۂ عبرت کہاں جو تماشا کرے۔

حل لغات

لَمْ تَغْنَ - غنی یغنی۔ اس کے معنی باقی رہنے اور قیام

[illegible]

أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ○

بہشتی ہیں - وہاں ہمیشہ رہیں گے ○ ف۱

۲۷- وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۗ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ۚ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ○

۲۷- اور جنوں نے بدی کمائی - بدی کا بدلہ اُس کے برابر ہے - اور ان پر ذلت چھا جائیگی اور اللہ سے بچانے والا انھیں کوئی نہیں، گویا کالی رات کا ایک ٹکڑا اُن کے مُنہوں پر ڈھانک دیا گیا ہے - وہ دوزخی ہیں - وہاں ہمیشہ رہیں گے ○

۲۸- وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ اَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُونَ ○

۲۸- اور جس دن ہم اُن سب کو جمع کریں گے ہم مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو پھر ہم اُن میں اور ان کے بتوں میں جدائی کر دیں گے - اور ان کے شریک اُن سے کہیں گے کہ تم ہماری تو عبادت نہ کرتے تھے ○

ف۱

جب کرۂ دنیا کا یہ حشر ہے تو پھر جائے پناہ کہاں ہے؟ وہ کون ہے جس کی وجہ سے مسرت و سلامتی کی راہیں کھلتی ہیں - اس آیت میں اسی سوال کا جواب دیا گیا ہے کہ اگر فنا و موت کے بعد نجات حاصل کرنا چاہتے - اور دائمی خوش زندگی کے خواہشمند ہو تو اللہ سے اچھا تعلق پیدا کرو - وہ حی و قیوم ہے - اُسی کی ذات کو ثبات و استقرار ہے - وہ سلامتی کی دعوت دیتا ہے - کامگار ہیں وہ لوگ جو اس کی دعوت پر لبیک کہتے ہیں ○

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِکَاتِبِہٖ وَ لِمَنْ سَعٰی فِیْہِ -

٢٩ - فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ○

٣٠ - هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○

٣١ - قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○

٢٩ - سو ہمارے اور تمہارے درمیان خدا کافی گواہ ہے کہ ہم تمہاری عبادت سے بے خبر تھے ○

٣٠ - اسی موقعہ پر ہر کوئی جو اس نے آگے بھیجا اُسے جانچ لے گا۔ اور وہ سب اپنے سچے مالک اللہ کی طرف پھیرے جائیں گے اور سب جھوٹ جو وہ باندھتے تھے ان سے گم ہو جائیں گے ○

٣١ - تُو پوچھ کون تمہیں آسمان و زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا کون کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے اور کون مُردہ میں سے زندہ اور زندہ میں سے مُردہ نکالتا ہے؟ اور کون ہے جو کام کی تدبیر کرتا ہے؟ سو وہ جواب دیں گے۔ کہ اللہ تو تُو کہہ۔ پھر کیا تم نہیں ڈرتے ○ ف۱

دعوتِ توحید

ف۱

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مختلف طریقوں سے توحید کی جانب انسانوں کو دعوت دی ہے۔ ان سے پُوچھا ہے کہ تمہیں رزق کون دیتا ہے۔ کون تمہارے لئے کھانے پینے کا سامان مہیا کرتا ہے۔ وہ کون ہے۔ جس نے کان عطا کئے۔ کس نے آنکھیں بخشیں۔ زندگی کو موت سے۔ اور موت کو زندگی کے خوشگوار لمحات میں تبدیل کرنے والا کون ہے؟ کائنات کا نظم ونسق کس کے اشارہ چشم کا محتاج ہے۔ ظاہر ہے ان باتوں کا فطرت انسانی کی جانب سے یہی جواب ملے گا۔ کہ اللہ قرآن حکیم میں پوچھتا ہے۔ کہ جب اللہ ہی اس کو نگاہ حیات کو چلا رہا ہے۔ تو پھر تم میں کیوں توحید کے جذبات پیدا نہیں ہوتے، تمہیں کیا ہو گیا ہے، کہ ایسے حکیم و قدیر خدا کو چھوڑ کر دوسروں کے آستانوں پر بھٹکتے ہو۔ یہ کھلی گمراہی اور شرک ہے جو اللہ تعالےٰ کے نزدیک قابل عفو نہیں ہے جب موت و حیات اس کے اختیار میں ہے۔ اور سب کے لئے فنا و موت لازم و لابد ہے۔ تو یہ سُتھار کیونکر الوہیت کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے، کہ یہ ایک قسم کی محرومی ہے۔ ورنہ فطرتاً انسان توحید کی جانب مائل ہے۔ دل کی

(باقی بر صفحہ ٥٠٦)

۳۲ - فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ○

۳۲ - سو یہی اللہ ہے جو تمہارا سچا رب ہے۔ اب سچ کے بعد سوائے گمراہی کے اور کیا باقی رہ گیا۔ پھر کدھر جاتے ہو ○

۳۳ - كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

۳۳ - یوں تیرے رب کی بات ان فاسقوں پر درست آئی۔ کہ وہ ایمان نہ لائیں گے ○

۳۴ - قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۭ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ○

۳۴ - ان سے پوچھ تمہارے شریکوں میں کوئی ہے کہ پہلے پیدا کرے پھر اسے لوٹائے، تو کہہ اللہ ہی پہلے پیدا کرتا ہے۔ پھر لوٹائے گا۔ سو کہاں الٹے جاتے ہو ○

۳۵ - قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ۭ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ۭ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ

۳۵ - تو پوچھ تمہارے شریکوں میں کوئی ہے جو سچی راہ بتلائے، تو کہہ۔ اللہ راہ حق بتاتا ہے۔ سو بھلا جو راہ حق

(بقیۂ حاشیہ)

گمراہیوں میں توحید کے چشمے ابل رہے ہیں۔ فطرت کی آواز ہے کہ توحید کے سوا کوئی عقیدہ تسلی بخش نہیں۔ توحید کے سوا کسی عقیدے میں تسکین قلب کا سامان موجود نہیں۔ مگر یہ نہیں۔ کہ منافق کو جھٹلاتے ہیں اور اللہ سے نہیں ڈرتے۔

حلِ لغات

فَسَقُوْا۔ جنہوں نے حدود فطرت سے تجاوز کیا۔ فسق کے حقیقی معنے فطری حدود سے تجاوز کرنے کے ہیں۔ اور راہ راست سے بھٹک جانے کے۔

اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝

بتائے۔ وہ پیروی کے زیادہ لائق ہے یا وہ شخص کہ آپ ہی نہیں راہ پاتا۔ مگر یہ کہ راہ بتایا جائے۔ تمہیں کیا ہُوا۔ کیسا انصاف کرتے ہو ○

٣٦- وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ۭ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝

٣٦- اور اکثر ان میں صرف گمان کے پیرو ہیں بیشک حق میں گمان کچھ کام نہیں آتا۔ خدا جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں ○

٣٧- وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

٣٧- اور یہ قرآن اللہ کے سوا کسی کا بنایا ہُوا نہیں ہے۔ لیکن وہ کتب سابقہ کا مصدّق اور جہان کے رب سے کتاب کی تفصیل ہے۔ جس میں شبہ نہیں ○ ف ١

٣٨- اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا

٣٨- کیا وہ کہتے ہیں کہ محمد نے اسے جھوٹ بنایا ہے تو کہہ تم اس کی مانند ایک سورت لے آؤ۔ اور اللہ

کتاب الٰہی

ف ١

قرآن حکیم کا منصب ہے۔ کہ یہ کتاب معانی اختراع نہیں۔ عقل و دانش انسان کی ذہنی منت نہیں۔ اس کا تعلق اس منبع ہی سے ہے۔ یہ صحیفۂ آسمانی خدا کی جانب سے ہے۔ ثبوت یہ ہے کہ اس کا تعلق تمام سابقہ کتب سے ہے۔ یہ تمام صداقتوں اور سچائیوں کی تصدیق کرتی ہے جو پہلے کا غیر منقسم کُل ہے۔ اور اس میں اور دُنیا کی تمام کتابوں میں ایک ربط موجود ہے پھر یہ بھی کہ ضروریات انسانی کی اس میں تکمیل ہے۔ تمام معاشی و اخلاقی الجھنوں کو سلجھایا گیا ہے۔ زندگی کا ایک مکمل اور جامع پروگرام اس میں موجود ہے۔ قلب و روح کے تمام تقاضوں کی اس میں تکمیل ہے اور غیر مشکوک کلام ہے۔ اسے تسلیم کرنے میں کوئی منطقی اشکال نہیں۔ کوئی معاشی الجھن نہیں۔ فطرت کا پیغام ہے۔ اور فطرت کی طرح سادہ اور حسین ●

حلِ لغات

اَلظَّنّ۔ یہاں مراد وہم و تخمین ہے ●

مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

۳۹۔ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ○

۴۰۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ○

۴۱۔ وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

کے سوا جسے بُلا سکتے ہو، بُلاؤ۔ اگر سچے ہو ○

۳۹۔ بلکہ انہوں نے اس کو جس کا علم انہیں حاصل نہیں ہوا، اور نہ ابھی اس کی حقیقت اُن پر کھلی جھٹلا دیا۔ اسی طرح اُن سے اگلوں نے جھٹلایا تھا۔ سو دیکھو ظالموں کا انجام کیسا ہُوا ○ ف۱

۴۰۔ اور ان میں کوئی تو اس (قرآن) کو مانے گا۔ اور کوئی نہ مانے گا۔ اور اللہ مفسدوں کو جانتا ہے ○

۴۱۔ اور اگر وہ تجھے جھٹلائیں تو کہہ میرا عمل میرے لئے اور تمہارا عمل تمہارے لئے تم میرے عمل سے بیزار ہو اور میں تمہارے اعمال سے بیزار ہوں ○ ف۲

ف۱

یہ قرآن حکیم کا وہ مطالبہ ہے کہ جس نے چودہ سو سال سے دُنیائے کفر و عناد میں تہلکہ بپا کر رکھا ہے۔ قرآن حکیم کہتا ہے۔ تمہیں اگر میرے منزل من اللہ ہونے میں شبہ ہے تو تم پوری قوت و استعداد کے ساتھ مقابلہ پر آ جاؤ۔ فصاحت و بلاغت کے ساز و سامان کے ساتھ مسلح و آراستہ ہو کر آؤ۔ تم میں یہ ہرگز جرأت پیدا نہیں ہو سکے گی کہ تم ایک سورت بھی قرآن کے مقابلہ تصنیف کر سکو۔ یہ چیلنج اُن کو کیا گیا۔ جن کا بچہ بچہ شاعر تھا۔ فصاحت و بلاغت جن کی بے دام کنیز تھی۔ جن کی گھٹی میں حقائق سخن پڑا تھا۔ مگر کسی کی ہمت نے قرآن کے اعلانِ مقابلہ کو قبول نہیں کیا۔ یہ چیلنج آج بھی موجود ہے۔ دُنیا ترقی کی بہت سی منزلیں طے کر چکی ہے۔ عربی کی قید نہیں۔ وقت و مکان کی شرط نہیں کوئی قوم کسی وقت ایسا کلام پیش کرے۔ جس میں قرآن کی سی اثر اور حقائق ہوں۔ قرآن کی سی جامعیت ہو۔ جو قرآن کی طرح زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہو۔ اور پھر فصاحت و بلاغت کا بھی یہ درجہ ہو کہ لوگ لکھیں اور آویزۂ گوش بنائیں۔ مگر کفر میں دم خم ہے۔ اور قرآن کو وہ حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ تو آئے آج بھی دعوتِ مقابلہ ہے۔ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ اس لئے انسانی طاقت سے باہر ہے کہ وہ اس کے ہم پایہ کتاب لکھ سکے۔ اس لئے جن لوگوں کو قدرت نے سوچنے کا مادہ عطا فرمایا ہے انہیں اس حقیقت پر غور کرنا چاہئے۔ اور قرآن کی برکات سے مستفید ہونا چاہئے۔

کفر سے بیزاری

ف۲

اس نوع کی آیات سے غرض کفر سے اظہارِ بیزاری ہے۔ یہ بتانا مقصود ہے۔ کہ اسلام کو کفر کے ساتھ کوئی تعلق خاطر نہیں۔ اور اسلام کے نزدیک اتفاق (باقی بر صفحہ ۵۰۹)

۴۲ - وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ۗ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ○

۴۳ - وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ۗ اَفَاَنْتَ تَهْدِى الْعُمْىَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ○

۴۴ - اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـًٔا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○

۴۵ - وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ۗ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ○

۴۲ - اور اُن میں کوئی ایسا ہے کہ تیری طرف کان لگاتا ہے سو کیا تُو بہروں کو سناتا ہے۔ اگرچہ وہ عقل بھی نہ رکھتے ہوں ○

۴۳ - اور کوئی اُن میں سے جو تیری طرف دیکھتا ہے سو کیا تُو اندھوں کو راہ دکھائے گا اور گرچہ وہ نہ دیکھیں ○

۴۴ - خدا آدمیوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا۔ لیکن آدمی اپنے پر آپ ظلم کرتے ہیں ○

۴۵ - اور جس دن اللہ اُن کو جمع کرے گا ایسے ہوں گے گویا وہ صرف ایک گھنٹہ دنیا میں رہے تھے آپس میں ایک دوسرے کو پہچانیں گے خراب ہوئے وہ جنہوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا۔ اور وہ راہ پر نہ آئے [ف۱] ○

(بقیہ حاشیہ)

کفر کے اعمال وعقائد ہمیشہ نفرت انگیز ہیں۔ بعض لوگوں نے جو اس قسم کی آیات کو رواداری اور مسالمت سے تعبیر کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ آیات جہاد کے بعد منسوخ ہو چکی ہیں۔ غلط ہے ۔

اَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ

کے الفاظ صاف کہہ رہے ہیں۔ کہ تم سے کامل بیزاری اور نفرت ہے ۔

ف۱ تعارف سے مقصود یہ ہے کہ یہ لوگ جب آپس میں ملیں گے تو ایک دوسرے کو ملامت کریں گے، یہ ذلت وتحسیر کا تعارف ہو گا مرید شیخ سے کہے گا۔ کہ آپ نے ہمیں کیوں گمراہ کیا۔ اور شیخ اپنے مریدوں کو بُرے دوستوں اور راہنماؤں کا دامن پکڑے گا ۔

حلِّ لُغات

يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ۔ یعنی بظاہر سنتے ہیں ۔

اَلصُّمُّ ۔ جمع اصم ۔ بمعنے بہرہ ۔

اَلْعُمْىُ ۔ جمع اعمٰى ۔ بمعنے اندھا ۔

۴۶ - وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ ○

۴۶ - اور جو وعدہ (عذاب) ہم نے اہل مکہ سے کیا ہے اگر اُن میں سے کوئی ہم تیری حیات میں، تجھے دکھلا دیں یا ہم تیری موت بھیجیں تو انہیں ہماری طرف آنا ہے پھر اللہ اُن کے کاموں کا گواہ ہے وف۱ ○

۴۷ - وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ○

۴۷ - اور ہر اُمت کے لئے ایک رسول ہے پھر جب اُن کا رسول آتا ہے تو انصاف کے ساتھ اُن کے درمیان فیصلہ ہوتا ہے اور اُن پر ظلم نہیں ہوتا ○

۴۸ - وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ○

۴۸ - اور کہتے ہیں کہ یہ عذاب کا وعدہ کب پورا ہوگا۔ اگر سچے ہو؟ ○

۴۹ - قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۗ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۚ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ○

۴۹ - تُو کہہ میں اپنی جان کے بھلے بُرے کا مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے ہر اُمت کا ایک وقت ہے جب اُن کا وقت آتا ہے تو ایک گھڑی بھی آگے پیچھے نہیں ہوتے ○ وف۲

وف۱

یعنی منکرین و معاندین کے لئے دو قسم کی سزائیں ہیں۔ ایک وہ جو دنیا میں واقع ہوں گی۔ اور دوسری کا تعلق آخرت سے ہے۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ مخالفین رسول دونوں قسم کی سزاؤں کے مستحق ہیں۔ دنیا میں ان کی ذلت و تعجیز آپ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔ کہ کس طرح اللہ کا غضب ان پر نازل ہوتا ہے ۔

إمّا میں۔ ان حرف شرط ہے۔ ما تزئین کلام کے لئے اضافہ ہے۔ اور جواب شرط محذوف ہے ۔

مقصد۔ یعنی ہم تمہیں اگر یہ عذاب جو ان کے لئے مقدر ہے۔ یہاں دکھائیں گے۔ تو آپ یہاں دیکھ لیں گے۔ ورنہ آخرت میں تو ان کی ذلت آشکارا ہو کر ہی رہے گی ۔

عذاب کا وقت

وف۲ کہنے والے بربنائے استہزاء عذاب کے طالب تھے۔ کہتے تھے کہ جب آپ شب و روز ہمیں عذاب سے ڈراتے ہیں۔ تو پھر وہ آ کیوں نہیں جاتا۔ اور کیوں ہمیں انکار و معصیت کے لئے زندہ رہنے دیا جاتا ہے۔ گویا اُن کے خیال میں اللہ جو انہیں ڈھیل دے رہا ہے اور مواخذہ میں تعجیل نہیں کرتا۔ تو یہ اُن کے لئے حجت انزائی ہے۔ قرآن نے جواب دیا ہے کہ کسی قوم کے متعلق آخری فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ پیغمبر نفع و ضرر کا مالک نہیں۔ اللہ جب تک چاہے مجرموں کو ڈھیل دے۔ اور جب ان کے جرائم حد سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ تب اُن کی تباہی کا وقت آ جاتا ہے اور پھر نہ تاخیر ہوتی ہے اور نہ خرابی میں کسر رکھی جاتی ہے۔

۵۰ - قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ○

۵۱ - اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ○

۵۲ - ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ○

۵۳ - وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؔ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؔ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ○

۵۴ - وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ

۵۰ - تو اُن سے کہہ بھلا دیکھو تو اگر اس کا عذاب رات کو یا دن کو تم پر آجائے تو بتلاؤ کہ مجرم اُس دن سے پہلے کیا کرلیں گے ○

۵۱ - کیا جب وہ آچکے گا، تب اس کا یقین کرو گے کہ اب ایمان لائے اور تم اُس کو جلد طلب کرتے تھے ○

۵۲ - پھر ظالموں سے کہا جائے گا۔ دائمی عذاب چکھو۔ یہ تمہاری کمائی ہی کا بدلہ ہے ○ ف ۱

۵۳ - اور تجھ سے پوچھتے ہیں کیا یہ سچ ہے تو کہہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم یہ سچ ہے اور تم اللہ کو تھکا نہ سکو گے ○

۵۴ - اور اگر ہر شخص گنہگار کے پاس کل زمین کا مال ہو۔ تو وہ ضرور اُسے فدیہ میں دے ڈالے اور جب عذاب دیکھیں گے، جی ہی جی میں پچھتائیں گے

ف ۱

یعنی انبیاء کی بعثت کے بعد یہ یقینی ہے کہ جو لوگ معاند ہوں۔ انہیں تباہ کردیا جائے آفتاب ہدایت کے طلوع کے بعد کفر کی تاریکیوں کا چھٹ جانا ضروری ہے اور بدیہی ہے۔

کفر والے بار بار پوچھتے تھے۔ کہ کیا واقعی عذاب آجائے گا۔ اور کیا واقعی ان کا انجام اچھا نہیں۔ قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے کہ یہ ایک اٹل حقیقت ہے۔ کہ عذاب آئے گا اور ضرور آئے گا۔

چنانچہ ان اصرار کرنے والوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ کہ میدان بدر میں کفر کی طاقت و قوت ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئی ہے۔ عذاب طلب کرنے والے عذاب میں مبتلا ہوگئے۔ اور اللہ کی غیرت نے اُن کا خاتمہ کردیا۔ قرآن کے الفاظ میں اُس وقت اُن کی آنکھیں کھلیں اور حیرت و حسرت سے انہوں نے دیکھا، کہ اسلامیوں کی مٹھی بھر جماعت اُن سے جنگ آزما ہے اور خرمن کفر و عناد کے لئے برق خاطف ثابت ہورہی ہے۔

حلِّ لغات

بَيَاتًا۔ رات کے وقت۔ بیتت کا لفظ بیتوتت سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنے رات گزار لے کے ہیں۔

اَسَرُّوا النَّدَامَةَ۔ اسرار۔ ذوات الاضداد سے ہے جس کے معنی چھپانے اور ظاہر کرنے

وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ○

٥٥ - اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

٥٦ - هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

٥٧ - يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○

٥٨ - قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ○

٥٩ - قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ

اور اُن میں انصاف کے ساتھ فیصلہ ہوگا اور اُن پر ظلم نہ ہوگا ○

٥٥ - جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، اللہ کا ہے۔ سُنتا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ○

٥٦ - وہی جلاتا اور مارتا ہے اور اُسی کی طرف پھر جاؤ گے ○

٥٧ - لوگو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت اور جو کچھ دلوں میں (مرض) ہے اُس کی شفا آئی ہے۔ اور مومنین کے لئے ہدایت اور رحمت ○ ف۱

٥٨ - تُو کہہ، یہ اللہ کا فضل اور اُس کی مہر ہے کہ چاہئے کہ وہ اسی کو خوش ہوں، یہ اُس سے بہتر ہے جو سمیٹتے رہتا ○

٥٩ - تُو کہہ بھلا دیکھو تو کہ اللہ نے جو تمہارے لئے

قرآن بہترین راہنما ہے!

ف۱

ایک گمراہ شخص جب ہدایت قبول کرتا ہے اور ایمان و یقین کی نعمتوں سے بہرہ ور ہوتا ہے تو ضرور ہے۔ کہ چار منزلوں سے ہو کر گزرے۔

اوّلاً۔ گناہوں سے آگاہ ہو۔

ثانیاً۔ شکوک و شبہات سے نجات حاصل کرے۔

ثالثاً۔ صراطِ مستقیم کو دیکھ لے۔

رابعاً۔ شاہد مقصود سے ہم کنار ہو جائے۔

قرآن حکیم کے متعلق اس آیت میں بالکل اسی ترتیب سے فوز و فلاح کا ذکر ہے۔

موعظت ہے۔ اس کی برکت سے دلوں میں گناہوں کی برائیوں کا احساس پیدا ہو جاتا ہے۔

شفا ہے۔ جس کی وجہ سے دل کی تمام بیماریاں دُور ہو جاتی ہیں۔ شکوک و شبہات کے بادل چھٹ جاتے ہیں۔

ھُدٰی۔ یعنی صراطِ مستقیم کی جانب راہنمائی رحمت ہے۔ جسے دُوسرے لفظوں میں کامیابی و کامرانی کہئے۔

گویا قرآن حقیقی معنوں میں واعظ ہے شفا ہے۔ جو گنہگاروں کو خدا کی رحمت کا مستحق بنا دیتا ہے۔ اور تمام منزلوں میں انسان کی راہنمائی کرتا ہے۔

مِّنۡ رِّزۡقٍ فَجَعَلۡتُمۡ مِّنۡهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلۡ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمۡ اَمۡ عَلَى اللّٰهِ تَفۡتَرُوۡنَ ۝

٦٠- وَمَا ظَنُّ الَّذِيۡنَ يَفۡتَرُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوۡ فَضۡلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَشۡكُرُوۡنَ ۝

٦١- وَمَا تَكُوۡنُ فِىۡ شَاۡنٍ وَّمَا تَتۡلُوۡا مِنۡهُ مِنۡ قُرۡاٰنٍ وَّلَا تَعۡمَلُوۡنَ مِنۡ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيۡكُمۡ شُهُوۡدًا اِذۡ تُفِيۡضُوۡنَ فِيۡهِ ؕ وَمَا يَعۡزُبُ عَنۡ رَّبِّكَ مِنۡ مِّثۡقَالِ ذَرَّةٍ فِى الۡاَرۡضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ

رزق اُتارا۔ پھر تم نے آپ اس میں سے کچھ حلال اور کچھ حرام ٹھہرا لیا؟ تو کہہ اللہ نے تمہیں ایسا حکم دیا ہے، یا تم اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو؟ (ف۱)

٦٠- اور جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں، وہ قیامت کے دن کو کیا گمان کرتے ہیں؟ خدا تو آدمیوں پر فضل رکھتا ہے۔ مگر اکثر آدمی ناشکرے ہیں ۝

٦١- اور (اے محمدؐ) تو جس حال میں بھی ہو اور قرآن میں سے کوئی آیت بھی پڑھے اور تم کوئی کام بھی کرو، جبکہ تم اس میں لگے ہو، ہم تمہارے پاس حاضر ہیں۔ اور کوئی چیز ذرہ بھر ہی یا اس سے چھوٹی بڑی زمین و آسمان میں ایسی نہیں، اگر تیرے رب

ف۱

یعنی حرام و حلال کے لئے اللہ تعالیٰ نے کچھ اصول مقرر کر رکھے ہیں۔ ہر شخص کو بجائے خود اختیار نہیں کہ وہ اللہ کی بعض نعمتوں کو حلال قرار دے اور بعض کے متعلق کہے کہ یہ حرام ہیں۔

حلِّ لغات

شَانٌ۔ حال معنے قصد کے ہوتے ہیں۔ عرب کہتے ہیں۔ مَا شَاَنْتُ شَاْنَهٗ یعنی مَا قَصَدْتُ قَصْدَهٗ۔ مصدر ہے۔ بمعنی مفعول۔ عام طور پہ استعمال ہوتا ہے۔

اَفَاضَ۔ اِنْدَفَعَ۔ کسی کام کو شروع کرنا۔ کسی کام کے اوپر ہونا۔

وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝

۶۲- اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

۶۳- اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝

۶۴- لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

۶۵- وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۭ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

۶۶- اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ وَمَا يَتَّبِعُ

سے پوشیدہ ہو، سب کچھ کتاب مبین میں ہے ۝ ف۱

۶۲- سُنتا ہے جو خدا کے دوست ہیں، نہ انہیں کچھ خوف ہے، اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۝

۶۳- وُہ جو ایمان لائے، اور ڈرتے رہے ۝

۶۴- انہیں دُنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بشارت ہے۔ خُدا کی باتیں بدلتی نہیں، یہی بڑی مُراد ملنی ہے ۝ ف۲

۶۵- اور تُو ان کی بات سے غم نہ کر، تمام زور خُدا کا ہے، وہ سُنتا جانتا ہے ۝ ف۳

۶۶- سُنتا ہے جو کوئی آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے سب اللہ کا ہے اور وہ جو

ف۱

کتاب مبین سے مُراد علم آلٰہی ہے جسے شرع کی اصطلاح میں لوح محفوظ کہتے ہیں +

اللہ کے دوست

ف۲

اللہ کے دوستوں کی علامت رہبانیت و جنون نہیں۔ خرقہ پوشی و فقر و افلاس نہیں۔ بلکہ بے خوفی اور کامیابی ہے، اللہ کے حبیب وہ ہیں۔ جن کے دلوں میں ماسوا اللہ کا خوف نہ ہو۔ جو کبھی باطل قوت سے نہ ڈریں اور نہ دبیں۔ جن کے لئے دُنیا کی تمام نعمتیں میسر ہوں، جو دین و دنیا میں رحمت ایزدی کے آئینہ دار ہوں +

مسلمان کو سوچنا چاہیے۔ کہ کیا آج کل اسے خدا کی دوستی کا فخر حاصل ہے؟

ف۳

صحیح عزت و اقتدار مال و دولت سے حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ خدا کی دین ہے۔ سچے مخدوم و محترم وہ ہیں۔ جو اللہ کے دین کے خادم ہوں +

حلِّ لغات

لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۔ قوانین الٰہی سے تعبیر ہے +

الْعِزَّةَ ۔ غلبہ، قوت، اقتدار +

الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝

اللہ کے سوا شریکوں کو پکارتے ہیں، صرف وہم پر چلتے، اور اٹکلیں دوڑاتے ہیں ۝ ف۱

۶۷- هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝

۶۷- وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی کہ اس میں آرام پاؤ، اور دن بنایا دکھلانے والا جو سنتے ہیں ان کے لئے اس میں نشانیاں ہیں ۝

۶۸- قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِيُّ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

۶۸- کہتے ہیں کہ اللہ نے کوئی بیٹا پکڑا ہے وہ پاک ہے وہ بے نیاز ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اسی کا ہے اس بات میں تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں۔ کیا خدا پر وہ باتیں کہتے ہو جو تم نہیں جانتے ہو ۝ ف۲

۶۹- قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ

۶۹- تو کہہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں

ف۱

شرک کے متعلق قرآن حکیم میں بار بار ارشاد فرمایا گیا ہے کہ سراسر بے ثبوت اور بے دلیل بات ہے اس کی تائید میں کوئی حجت پیش نہیں کی جا سکی۔ کیونکہ خدا کے تصور میں توحید داخل ہے۔ کسی ذات کو خدا کہہ دینا دوسرے لفظوں میں یہ اعتراف کر لینا ہے، کہ ہم کسی ذات کے ساتھ عقیدت رکھتے ہیں جس کا کوئی شریک وسہیم نہیں، خدا کی بے نیازی، اس کی تقدیس اور اس کا ہمہ گیر قبضہ و ملک بتاتا ہے کہ اسے زندگی میں ساجھی کی ضرورت نہیں۔ یہ بے علمی کی بات اور جھوٹ ہے ۔

ف۲

آیت کا مقصد یہ ہے۔ کہ بت پرست اور تثلیث کے پجاری حقیقی کامیابی کو حاصل نہیں کر سکتے، روحانی ارتقاء، جو صرف موحدین کا حصہ ہے۔ اس سے یہ لوگ یکسر محروم رہتے ہیں ۔

حلِ لغات

يَخْرُصُوْنَ ۔ مادہ خرص۔ معنی اندازہ و تخمین ۔

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝

۷۰- مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝

۷۱- وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ م إِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا إِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝

مراد نہیں پاتے ۝

۷۰- دنیا میں تھوڑا سا نفع اٹھالو، پھر انہیں ہماری طرف آنا ہے پھر ہم اُن کے کفر کے بدلے انہیں سخت عذاب چکھائیں گے ۝

۷۱- اور نوح کا حال انہیں پڑھ کر سُنا، ف ۱ جب اُس نے اپنی قوم سے کہا: اے قوم اگر میرا رہنا، اور خدا کی آیتوں سے نصیحت دینا تم پر گراں ہے، تو لو، میں خدا پر توکل کرتا ہوں۔ تم سب اور تمہارے شریک مل کر اپنا کام مقرر کرو، پھر تم کو اپنے کام میں شبہ نہ رہے۔ پھر مجھے فرصت نہ دو اور اپنے اُس کام کو میری نسبت پورا کرو (یعنی مارنا چاہتے ہو تو مار دو) ۝

نبأ نوح

ف ۱

نوح علیہ السلام کا قصہ صبر و استقلال کا نمونہ ہے۔ یہ تقریباً ایک ہزار سال تک پیہم و مسلسل قوم میں تبلیغ کی۔ اور دن رات وعظ و نصیحت۔ مگر اس کا نتیجہ بجز عصیان و نافرمانی کچھ نہ نکلا۔ چاہئے تو یہ تھا۔ کہ یہ لوگ حضرت نوح کے مواعظ سے دلوں میں تبدیلی پیدا کرتے۔ برائیوں سے نفرت کرتے۔ اور پکا باوفا خدا پرست بننے کی سعی کرتے لیکن ہوا یہ کہ دل بغض و عناد کی غلاظتوں سے آلودہ ہو گئے اور سرکشی و انکار کی لعنتوں نے چاروں طرف سے ان کو گھیر لیا ۔

حضرت نوح نے جب دیکھا کہ ہزار سالہ تبلیغی کوششوں کا صلہ دشمنی اور عداوت کی صورت میں ملا۔ آپ نے کمال بے خوفی سے اعلان فرما دیا۔ کہ میں صرف اپنے اللہ پر بھروسا رکھتا ہوں۔ تم مخالفت و مخاصمت میں پورا زور صرف کرلو۔ متحدہ سازش سے حق کے مقابلہ پر آؤ۔ صاف اور غیر مشکوک الفاظ میں بغض و حسد کا اعلان کردو۔ اور مجھے جینے اور سنبھلنے کی قطعاً مہلت نہ دو۔ پھر دیکھو میرا اللہ میری کس طرح دستگیری کرتا ہے ۔

حل لغات

اَمْرَكُمْ۔ یعنی تمام وجوہ مکر و فریب ۔

غُمَّةً۔ خفیہ ۔

۷۲ - فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُمْ مِّنْ أَجْرٍ ۚ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○

۷۲ - پھر اگر تم ہٹ جاؤ، تو میں نے تم سے کچھ مزدوری نہیں مانگی۔ میری مزدوری اللہ پر ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں فرمانبردار رہوں ○ ف۱

۷۳ - فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَأَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ○

۷۳ - پھر انہوں نے اُسے جھٹلایا، تب ہم نے اُسے اور اُس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچالیا اور اُنہیں جانشین کیا، اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے اُن کو غرق کر دیا۔ سو دیکھ کہ ڈرائے ہوؤں کا کیا انجام ہوا ○ ف۲

۷۴ - ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهٖ رُسُلًا إِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ

۷۴ - پھر نوح کے بعد ہم نے کتنے ہی رسول اُن کی قوم کی طرف بھیجے، وہ کھلے نشان لے کر اُن کے پاس آئے سو جو بات وہ پہلے جھٹلا چکے تھے اُسے نہ مانے پھر بھی ہرگز نہ

ف۱

انبیاء بے خوف اس لئے ہوتے ہیں، کہ اُن کی روزی لوگوں سے وابستہ نہیں ہوتی۔ وہ تبلیغ کے گرانقدر فرض بھی ادا کرتے ہیں، اور اپنا آذوقہ حیات بھی بہم پہنچاتے ہیں •

جو لوگ قوم کے صدقات پر پلتے ہیں، اُن سے حق گوئی کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ انبیاء کا اسوہ یہ ہے کہ اس قسم کی پیشہ ورانہ مشیخت کا خاتمہ کر دیا جائے •

ف۲

یعنی بالآخر حق کی فتح ہوئی۔ حضرت نوح اور اُن کے ساتھیوں کو نجات ملی۔ وہ کشتی میں بیٹھ کر محفوظ رہے۔ اور کنارے جا لگے، اور جو مجرم تھے، جن میں رشد و ہدایت کی کوئی استعداد باقی نہیں رہی تھی۔ بلکہ وہ تمام نسل انسانی کے لئے گمراہی کا موجب ہو سکتے تھے۔ باقی سب غرق کر دیئے گئے۔ تاکہ آئندہ نسلیں اُن کے شر سے محفوظ رہ سکیں۔ اور گمراہ نہ ہوں •

عذاب سے مقصد خدا کے جاہ و جلال کا اظہار نہیں ہوتا۔ بلکہ انسانوں کی نافرمانیاں جب حد سے تجاوز کر جاتی ہیں۔ اور اُن کا وجود دوسرے انسانوں کے لئے مُضر ہو جاتا ہے۔ اُس وقت اُن کا مٹا دینا ہی دوسرے انسانوں پر بہت بڑا کرم ہے •

جب ہاتھ یا پاؤں بقیہ جسم کے لئے خطرہ کا موجب ہو جاتے ہیں۔ تو اُس وقت جسم انسانی سے اس کو الگ کر دینا ہی بقائے انسانی کی بہترین تدبیر ہوتی ہے •

اس طرح قوموں میں جب ان کا بعض حصہ مسموم ہو جائے، اور ان کی وجہ سے اندیشہ ہو۔ کہ زہر سارے جسم انسانی میں سرایت کر جائے گا۔ تو اس وقت یہی مناسب اور ضروری ہوتا ہے، کہ اس مسموم حصہ کو باقی حصوں سے علیحدہ کر دیا جائے •

كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ○

حد سے بڑھنے والوں کے دلوں پر ہم اس طرح مُہر کر دیا کرتے ہیں ○

۷۵۔ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَ هٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ○

۷۵۔ پھر ہم نے ان کے بعد اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کی قوم کی طرف موسیٰ اور ہارون کو بھیجا۔ سو انھوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم لوگ تھے ○

۷۶۔ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○

۷۶۔ پس جب سچی بات ہماری طرف سے ان کے پاس آئی، تو انھوں نے کہا کہ یہ صریح جادو ہے ○

۷۷۔ قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ○

۷۷۔ موسیٰ نے کہا کیا تم سچائی کو جب تمہارے پاس آئی، یہ کہتے ہو کہ کیا یہ جادو ہے اور جادوگروں کا بھلا نہیں ہوتا ○ ف

۷۸۔ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ

۷۸۔ بولے کیا تو اس لئے ہمارے پاس آیا کہ ہمیں اس طریق سے ہٹا دے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا اور زمین میں تم

جادوگر کامیاب نہیں ہوتے

ف سحر و جادوگری کے معنی ذلیل قسم کی کرشمہ سازی اور فن نمائی کے ہیں۔ جادوگر کے سامنے کوئی بلند نصب العین نہیں ہوتا۔ اور نہ اس میں ایسی قوت ہوتی ہے۔ کہ وہ زندگی کے اہم امور میں کامیاب ہو سکے۔ وہ چند لوگوں کو اپنی چالاکیوں سے حیرت میں ڈال سکتا ہے۔ مگر حق و صداقت کے مقابلہ میں کسی طرح کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ادھر ایک نصب العین ہے۔ مقدس اسوہ ہے اور ادھر صرف فریب و فن، اس لئے قرآن حکیم کا ارشاد ہے۔ کہ اگر موسیٰ علیہ السلام کو بھی تم جادوگر سمجھتے ہو۔ تو واقعات کا انتظار کرو عنقریب حضرت موسیٰ کی کامیابیاں اور کامرانیاں تم سے خراج تحسین وصول کریں گی۔

حلِّ لغات

لِتَلْفِتَنَا۔ مادہ لفت۔ متوجہ کرنا، پھیرنا۔

فِي الْأَرْضِ ۖ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِينَ ۝	دونوں کی سرداری ہو جائے۔ اور ہم تمہیں نہ مانیں گے ۝
٧٩ - وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُونِي بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ۝	٧٩ - اور فرعون نے کہا۔ کہ ہر دانا جادوگر کو میرے پاس لاؤ ۝
٨٠ - فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنْتُمْ مُلْقُونَ ۝	٨٠ - سو جب جادوگر آئے۔ تو موسیٰ نے ان سے کہا۔ ڈالو۔ جو تم ڈالنا چاہتے ہو ۝
٨١ - فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَىٰ مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ۝	٨١ - پھر جب انہوں نے ڈالا۔ تو موسیٰ نے کہا جو تم لائے ہو یہ تو جادو ہے۔ اللہ اسے شتاب باطل کرے گا۔ اللہ مفسدوں کا کام درست نہیں رکھتا ۝ ف۱
٨٢ - وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝	٨٢ - اور اللہ اپنے حکم سے حق کو حق کرتا ہے اگرچہ مجرم بُرا مانیں ۝
٨٣ - فَمَا آمَنَ لِمُوسَىٰ إِلَّا ذُرِّيَّةٌ	٨٣ - پھر موسیٰ پر کوئی ایمان نہ لایا۔ مگر اس کی قوم کی

ف۱

فرعون چونکہ بصیرت سے محروم تھا۔ اس لئے حضرت موسیٰ کے موقف و مقام اس سے آگاہ نہ ہو سکا۔ جادوگروں کو بلایا۔ اور کہا۔ کہ اپنے کسب و کمال سے اس کی معجز نمائی کا جواب دو۔

جادوگر آئے۔ اس لئے کہ اس وقت ارض مصر میں اس قسم کی باتوں پر عموماً یقین رکھتے تھے۔ اور اپنے سحر سے انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو مسحور کرنا چاہا۔ موسیٰ علیہ السلام کو یقین تھا۔ کہ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ۔ خدا اس پر سحر کے مقابلہ میں جھوٹوں کو کبھی کامیابی حمایت نہیں ہوتی تھی۔ اس لئے آپ نے بالکل بے خوف ہو کر ان کا مقابلہ کیا اور انجام کار معجزہ کرشمہ سازی پر غالب آیا۔ اور حق کو جھوٹ کے مقابلہ میں فتح نصیب ہوئی۔

حل لغات

السَّحَرَةُ۔ جمع ساحر۔

مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝

پھر قدرت ایمان لائی، سو وہ بھی اپنے سرداروں اور فرعون سے ڈرتے ڈرتے کہ انہیں فتنہ میں نہ ڈالیں کیونکہ فرعون ملک پر چڑھ رہا تھا اور ظلم کیلئے اُس نے ہاتھ بالکل چھوڑ رکھے تھے۔ ف۱ ۝

۸۴ - وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ۝

۸۴ - اور موسیٰ نے کہا اے قوم اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اسی پر بھروسا رکھو، اگر تم مسلمان ہو ۝

۸۵ - فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

۸۵ - تب بولے ہم نے اللہ پر توکل کیا ف۲ اے ہمارے رب ہمیں اس ظالم قوم کا فتنہ (یعنی محل عذاب) نہ کر ۝

۸۶ - وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

۸۶ - اور ہمیں اپنی رحمت سے کافر لوگوں سے چھڑا ۝

۸۷ - وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا

۸۷ - اور ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی قوم کے لئے مصر میں گھر بناؤ،

ف۱

باوجود کامیابی کے پھر بھی ابتداءً چند ہی لوگ ایمان لائے۔ کیونکہ ان کے دلوں میں فرعون کا ڈر بے طرح متمکن ہو چکا تھا۔ صدیوں کی غلام قومیں جرأت سے جسارت سے محروم ہو جاتی ہیں۔ اور اظہار حق کی قوت ان سے چھن جاتی ہے۔ یہ عام قاعدہ ہے۔ بنی اسرائیل بھی چار سو سال سے غلام چلے آ رہے تھے، اس لئے فرعون کے غلبہ سے طبعی طور پر مرعوب و مغلوب تھے۔

ف۲

دین و دنیوی استقلال کے لئے پہلا زینہ جو حضرت موسیٰ نے قوم کے لئے تجویز فرمایا۔ وہ توکل ہے۔ یعنی :-

(۱) خدا پر کامل ایمان۔

(۲) کامیابی کا پورا یقین۔

(۳) وسائل و ذرائع میں دیانت و صیانت کا لحاظ۔

ظاہر ہے۔ جب قوم میں یہ تین چیزیں پیدا ہو جائیں۔ تو سمجھ لیجئے، کہ قوم بیدار ہو چکی، اور کامرانی کی راہیں اس پر کھل چکی ہیں۔

اللہ کو اگر چارہ ساز مان لیا جائے۔ تو پھر کامیابی یقینی و قطعی ہے۔

توکل کا صحیح مفہوم یہی ہے۔ آج توکل کے معنے تعطل و بے کاری کے ہیں۔ اللہ مسلمانوں کو سمجھ دے۔ آمین۔

حل لغات : المسرفین۔ مسرف۔ حدود فطرت سے تجاوز کرنے والا۔ فتنۃ۔ وجہ آزمائش۔

وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور اپنا گھر قبلہ رُو بناؤ۔ اور نماز پڑھو، اور مومنین کو بشارت دے [ف۱] ۝

۸۸ - وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓي اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝

۸۸ - اور موسیٰ نے کہا، اے ہمارے رب تُو نے دُنیا کی زندگی میں فرعون اور اُس کی قوم کو زینت اور بہت مال دیا ہے، اے ہمارے رب اسی واسطے دیا کہ وہ تیری راہ سے لوگوں کو گمراہ کریں۔ بار الٰہا اُن کے مال برباد کر دے اور اُن کے دل سخت کر دے کہ ایمان نہ لائیں، جب تک دُکھ کا عذاب دیکھیں ۝

۸۹ - قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰۗنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

۸۹ - فرمایا تم دونوں کی دُعا قبول ہوئی، سو تم ثابت قدم رہو، اور بے علموں کی راہ پر نہ چلو ۝

۹۰ - وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ الْبَحْرَ

۹۰ - اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا پار اُتارا،

ف۱

قِبْلَةً سے غرض یا تو یہ ہے۔ کہ فرعون نے جب علم کلیساؤں میں بنی اسرائیل کو عبادت سے روک دیا۔ تو حضرت موسیٰ نے فرمایا۔ کہ تم گھروں میں نماز پڑھ لیا کرو۔ اور گھر اس ڈھنگ کے بناؤ کہ قبلہ رُو ہوں۔ اور ہر وقت اس سے عبادت و شرکت کے متعلق کام لئے جائیں۔ اور یا یہ مقصد ہے، کہ رہائشی مکان باہم متقابل بناؤ۔ یعنی تمہاری ایک الگ آبادی ہونی چاہیئے۔ تاکہ آزادی سے تم ایک دوسرے کی مدد کر سکو کامیابی کے لئے نماز ضروری شرط ہے۔ کیونکہ یہی ایک ذریعہ ہے جس سے قوم میں صحیح بیداری پیدا کی جا سکتی ہے۔ یہ وحدت ملّی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ نماز سے قوم میں خدا پرستی، خدا ترسی اور باہمی محبت کے جذبات زندہ رہتے ہیں۔ قوم میں اجتماعی زندگی کے ابھرنے کی استعداد پیدا ہوتی ہے۔ آج بھی کامیابی کے لئے نماز ویسی ہی ضروری ہے۔ جیسی ابتداء میں تھی۔ مسلمان اگر جرأت و استقلال کی نعمتوں سے بہرہ ور ہونا چاہتا ہے۔ تو اُسے معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اس کا ایک جداگانہ وجود ہے اور وہ نمازی ہے مسلمان کا نصب العین دوسری قوموں سے بالکل جُدا ہے۔ اور اس کا طریق جدوجہد دوسری قوموں سے الگ ہے۔ مسلمان کی فطرت میں دینداری ہے۔ یہ دین کے احیاء کے لئے زندہ ہے۔ یہ مال و دولت بھی چاہتا ہے آسائش و راحت کا بھی خواہاں ہے۔ مگر صرف اس لئے کہ اللہ کے دین کو دُنیا کے گوشے گوشے تک پہنچا سکے۔ اصل مقصود اور نصب العین حصول دین اور دین کی اشاعت ہے۔ یعنی یہ اگر آزادی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو صرف دین کے لئے تاکہ خدا کی پرستش کے آزادانہ مواقع حاصل ہو سکیں۔ نہ اس لئے کہ الحاد پھیلے۔ ــــ وہ آزادی جو غلط اور غیر شرعی وسائل سے حاصل کی جائے گی۔ مسلمان کے لئے مفید نہیں۔

حلِّ لغت ۔ لِيُضِلُّوْا۔ لام نتیجہ عاقبت کے لئے ہے یعنی ان کی دولت و ثروت کا مآل یہ ہے کہ لوگ گمراہ ہوں۔

فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدْوًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ آمَنتُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ○

تو فرعون اور اس کا لشکر بھی شرارت اور زیادتی سے اُن کے پیچھے ہو لیا، تا آنکہ جب فرعون ڈوبنے لگا تو بولا میں ایمان لایا کہ کوئی معبود نہیں مگر وہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمانوں میں ہوں ○

٩١ - آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ○

٩١ - اب یُوں بولا! اور پہلے نافرمان رہا، اور تُو مفسدوں میں تھا ○ ف۱

٩٢ - فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً ۚ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ آيَاتِنَا لَغَافِلُونَ ○

٩٢ - سو آج ہم تیری لاش کو بچائیں گے تاکہ تُو اپنے پچھلوں کے لئے نشان ہو، اور البتہ اکثر لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں ○ ف۲

٩٣ - وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ مُبَوَّأَ صِدْقٍ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ فَمَا اخْتَلَفُوا حَتَّىٰ جَاءَهُمُ الْعِلْمُ ۚ

٩٣ - اور ہم نے بنی اسرائیل کو پسندیدہ جگہ ملک کنعان میں جگہ دی، اور اُن کو ستھری چیزیں کھانے کو دیں سو ان میں اختلاف نہیں ہوا جب تک کہ اُن کو خبر نہ پہنچی

فرعون کا حال

ف۱

ایمان اُس وقت تک قبول ہے جب تک جسم میں جان ہو۔ موت کے یقینی علامات و آثار کا ظہور نہ ہوا ہو۔ کیونکہ مقصد عمل ہے۔ اور جب عمل کی تمام اُمیدیں ہی منقطع ہو جائیں۔ تو پھر ایمان کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے ۔

فرعون عمر بھر تو خدا کی گستاخی میں مشغول رہا۔ اور جب قلزم میں غرق ہونے لگا۔ موت سامنے دکھائی دینے لگی۔ اس وقت تضرع و زاری کرنے لگا ۔

اللہ نے فرمایا اس وقت جب کہ یاس و نومیدی کے بادل تمہارے مطلع دل پر چھا گئے ہوں۔ ایمان وغیرہ مقبول نہیں ۔

ف۲

فرعون کو ڈبا کر مار دیا گیا۔ اللہ تعالےٰ نے مزید رسوائی اور عبرت کے لئے اُسے پانی سے باہر نکال پھینکا۔ تاکہ بنی اسرائیل اُس پُرشکوہ انسان کی لاش کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ جو اس سے قبل کبر و غرور کے فرش پر متمکن تھا۔ آج وہ عذاب الٰہی کی وجہ سے بے حِس و حرکت پڑا ہوا ہے ۔

إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ○

اُن کی اختلافی باتوں کا فیصلہ قیامت کے دن تیرا رب کرے گا ○

۹۴- فَإِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ مِّمَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِينَ يَقْرَءُونَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَاءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ○

۹۴- سو اے محمدؐ! جو کچھ ہم نے تیری طرف نازل کیا، اگر تجھے اُس میں شک ہے تو اُن سے پوچھ جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھتے تھے بیشک تیرے رب سے تیری طرف حق اُتر آیا ہے تو تُو ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہو ○ ف۱

۹۵- وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُونَ مِنَ الْخٰسِرِينَ ○

۹۵- اور اُن میں نہ ہو جو اللہ کی آیتیں جھٹلاتے ہیں، ورنہ تُو زیاں کاروں میں ہوگا ○

۹۶- إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ○

۹۶- جن پر تیرے رب کی بات ٹھیک آ گئی وہ ایمان نہ لائیں گے ○

۹۷- وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ○

۹۷- اگرچہ اُن کے پاس سارے معجزات کیوں نہ آئیں یہاں تک کہ وہ دکھ کا عذاب دیکھیں ○

ف۱

قرآن حکیم کا انداز بیان ہے کہ تخاطب حضورؐ کو کیا جاتا ہے۔ اور مقصود دوسرے ہوتے ہیں۔ کیونکہ آپ ترجمان وحی ہیں، اور انسانیت کے وکیل بھی۔ اس لئے اللہ تعالےٰ بالعموم انہیں سے تخاطب فرماتے ہیں۔ ورنہ آنحضرتؐ شک و ریب سے پاک ہیں۔ وہ سراسر یقین و ایمان ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ، سعید بن جبیر، قتادہ اور حسن بصری سے روایت ہے۔ کہ لَمْ يَشُكَّ رَسُولُ اللّٰهِ یعنی حضورؐ کو کبھی شک نہیں پیدا ہوا۔ اور خود فرماتے۔ جو دوسروں کو ایمان و یقین کی نعمتیں بانٹ رہا ہے۔ جو دلوں کو شک و ریب سے پاک کر رہا ہے۔ کیا وہ خود مشتبہ ہو سکتا ہے ۔

غرض یہ ہے۔ کہ قرآن سابقہ کتب کا مؤید ہے۔ تورات و انجیل میں صدہا پیشگوئیاں موجود ہیں۔ جو قرآن کی صداقت پر دال ہیں ۔

حلِّ لغات

حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ۔ یعنی جن کی فطرت کے متعلق پہلے سے علم ہے۔ کہ وہ حق کی طرف رجوع نہیں کرینگے وہ کیونکر ایمان کی دولت سے بہرہ ور ہو سکتے ہیں ۔

۹۸- فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝

۹۸- پھر کیوں نہ ہوئی کوئی اور بستی کہ جو عذاب دیکھ کر ایمان لائی ہو اور اُن کے ایمان نے اُن کو نفع دیا ہو مگر قوم یونسؑ (کا یہ حال ہوا) کہ جب وہ ایمان لائے تو ہم نے حیاتِ دُنیا کی رسوائی کا عذاب اُن سے ہٹا دیا، اور ایک وقت تک اُنہیں فائدہ پہنچایا ۝ ف۱

۹۹- وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِى الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝

۹۹- اور اگر تیرا رب چاہتا، تو سب لوگ جو زمین پر ہیں اکٹھے ایمان لے آتے۔ پس کیا تو آدمیوں پر جبر کرتا ہے کہ وہ مومن ہو جائیں ۝

۱۰۰- وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝

۱۰۰- اور کسی سے یہ نہیں ہو سکتا کہ بغیر اذن خدا کے ایمان لائے اور وہ اُن پر ناپاکی ڈالتا ہے جو نہیں سمجھتے ۝ ف۲

۱۰۱- قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا تُغْنِى الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ

۱۰۱- تو کہہ، دیکھو تو آسمان اور زمین میں کیا کچھ ہے مگر نشانیاں اور ڈرانے والے ان کے کچھ کام نہیں

قومِ یونسؑ

ف۱ لَوْلَا تحضیضیہ ہے۔ فھلّا کے معنوں میں جیسا کہ حضرت ابی اور عبداللہ بن مسعود کے مصحف میں تصریح ہے۔

غرض یہ ہے کہ تباہ شدہ قوموں نے آخری وقت ایمان و توبہ کا اظہار نہیں کیا۔ آیت میں اظہار حسرت ہے۔ کہ کیوں ان قوموں کو اس کی توفیق نہ ہوئی اور کیوں عذاب الٰہی سے نہ بچ گئے۔

الّا قومَ یونسؑ میں اِلّا منقطع ہے۔ غرض یہ ہے کہ صرف یونسؑ کی قوم ایسی ہے جس نے عذاب کے علامات و آثار دیکھ کر خالص توبہ کی۔ اور ان پر سے اللہ نے عذاب دُور کر دیا۔

یہ غلط فہمی نہ رہے کہ قرآن نے کسی عذاب کی پیشگوئی کو واقع نہیں فرمایا۔ ارشاد صرف یہ ہے کہ قوم یونسؑ کی نافرمانی کی وجہ سے عذاب کے علائم و آثار ظہور پذیر ہوئے۔ مگر وہ سنبھل گئے۔ چونکہ مقصد عذاب میں مبتلا کرنے کا نہ تھا۔ اس لئے معاف کر دیئے گئے۔

سابقہ پیشگوئی کا تقاضا یہ تھا۔ کہ وہ بہر حال پوری ہو کر رہتی۔ کیونکہ پیشگوئی کے معنے یہ ہیں کہ اللہ کو خوب معلوم ہے۔ کہ وہ آخر تک ایمان کی نعمت سے محروم رہیں گے۔ لہٰذا خلف وعدہ کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

ف۲

مشیت و اذن الٰہی کے دو معنے ہیں، ایک کا تعلق تکوین سے ہے۔ ایک کا تشریع سے۔ اللہ کے نزدیک پسندیدہ تو یہی ہے۔ کہ سب لوگ ایمان لے آئیں۔ مگر تکوین میں اس نے اختلاف رائے کو باقی رکھا ہے۔ تاکہ حق و باطل میں امتیاز قائم رہے۔

(باقی برصفحہ ۵۲۵)

عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ○

آتے، جو نہیں مانتے ○

١٠٢ - فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ○

١٠٢ - سو وہ اور کیا انتظار کرتے ہیں مگر یہی کہ پہلے لوگوں کے سے دن آئیں تو کہہ، تم انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں ○

١٠٣ - ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

١٠٣ - پھر ہم اپنے رسولوں اور مومنین کو بچا لیتے ہیں اسی طرح ہمارا ذمہ ہے کہ ہم مومنین کو بچائیں ○

١٠٤ - قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَاۤ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۖ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

١٠٤ - کہہ! اگر تم میرے دین کی نسبت شک میں ہو، تو میں ان کو جنہیں تم خدا کے سوا پوجتے ہو نہیں پوجتا۔ لیکن اس اللہ کو پوجتا ہوں، جو تمہیں وفات دیتا ہے اور مجھے حکم ملا ہے، کہ میں ایمانداروں میں ہوں ○

١٠٥ - وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ

١٠٥ - اور یہ حکم ملا کہ اپنا منہ دین کے لئے یکطرفہ

اسی طرح اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ سے مقصود یہ ہے، کہ ایمان کے لئے جہاں تک آسانیوں اور توفیق و تسہیل کا تعلق ہے۔ وہ اللہ کی تکوین کا نتیجہ ہے۔ اس لئے وہ شخص جو ان وسائل ہدایت سے محروم ہے۔ ہدایت قبول نہیں کرسکتا۔ غرض یہ ہے، کہ آپ ان لوگوں کی گمراہی پر غم نہ کریں۔ اختلاف رائے مشیت ازلی ہے۔ یہ باقی رہے گا۔ البتہ

تلقین و دعوت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔

حلِّ لغات

كَشَفْنَا۔ کھول دیا۔ یعنی عذاب کے بعض اوائل و علائم سے دوچار ہو چکے تھے۔

مِثْلَ اَيَّامِ۔ عذاب کے دن۔

حَنِيفًا ۚ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○

۱۰۶- وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۖ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِينَ ○

۱۰۷- وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ۚ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ○

۱۰۸- قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ وَمَا

ہو کر قائم رکھ، اور مشرکوں میں نہ ہو ○

۱۰۶- اور اللہ کے سوا انہیں جو تیرا بھلا بُرا نہ کریں، مت پکار۔ پھر اگر تو ایسا کرے گا، تو تو بھی اس وقت ظالموں میں ہو جائے گا [ف۱] ○

۱۰۷- اور جو اللہ تجھے کچھ مصیبت پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اس کا دور کرنے والا نہیں، اور جو تیرے ساتھ بھلائی کرنا چاہے تو کوئی اس کے فضل کا روکنے والا نہیں، اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اپنا فضل پہنچائے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے [ف۲] ○

۱۰۸- تو کہہ، لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب سے کلام حق آیا۔ اب جو کوئی راہ پر آ گئے، تو وہ (اپنی) جان کے لئے راہ پر آتا ہے اور جو گمراہ ہو، تو وہ اپنی جان پر گمراہ ہوتا ہے اور

اعلانِ توحید!

ف۱ کہنے والے چاہتے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کے ہم نوا ہو کر بت پرستی اور شرک کی تائید کریں۔ ان آیات کے بموجب حضورؐ نے کھلے لفظوں میں ارشاد فرما دیا ہے۔ کہ مجھ سے تمہیں اس قسم کی توقع نہ رکھنی چاہئے۔ میں تمہارے بتوں کے سامنے نہیں جھک سکتا۔ میری پیشانی تو اس خدا کے سامنے جھکے گی۔ جس کے قبضہ قدرت میں میری اور تمہاری جان ہے۔ مجھے اللہ کی جانب سے یہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ ہر آن مومن رہوں۔ اور خلوص کے ساتھ توحید سے وابستہ رہوں۔ میں ان خداؤں کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ جن کے ہاتھ میں نفع و ضرر کی کنجیاں نہیں۔ جو خود سراپا احتیاج ہیں۔ جو نہ نفع پہنچا سکیں۔ اور نہ ضرر سے بچا سکیں۔ کیونکہ یہ انسانی عقل و دانش، انسانی شرافت و عظمت اور انسانی عزت و حرمت پر ظلم ہے۔ کہ پیکر فضائل انسان کو بے جان اور غیر متحرک بتوں کے سامنے جھکایا جائے۔ وہ انسان جو اس لئے پیدا ہوا ہے، کہ کائنات میں حکومت کرے، اور اللہ کا نائب و خلیفہ ثابت ہو۔ وہ اگر دنیا کی حقیر اور بے حقیقت چیزوں کے سامنے جبین عقیدت خم کر دے۔ تو اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہو سکتا ہے؟

ف۲

مضرت اور نفع رسانی کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے مختص ہے۔ کوئی شخص ازالہ مشکلات میں چارہ سازی کا اہل نہیں۔ تنہا اور حقیقی کارساز وہی خدا ہے جس نے سب کو پیدا کیا ہے۔ اور جو سب کو مناسب طور پر رزق دیتا ہے ●

حل لغات۔ حنیفا۔ اخلاص و توحید کا حامل۔

اَنَا عَلَيۡكُمۡ بِوَكِيۡلٍ ؕ

۱۰۹- وَاتَّبِعۡ مَا يُوۡحٰۤى اِلَيۡكَ وَاصۡبِرۡ حَتّٰى يَحۡكُمَ اللّٰهُ ۖۚ وَهُوَ خَيۡرُ الۡحٰكِمِيۡنَ ۝

میں تمہارا وکیل نہیں ہوں ○ ف۱

۱۰۹- اور تو اسی پر چل جو تجھ پر وحی کی جاتی ہے اور ثابت قدم رہ، یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کرے اور وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ○

ع ۱۱

سُوۡرَةُ هُوۡدٍ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا (۱۲۳) رُكُوۡعَاتُهَا (۱۰)

سُوۡرَۃُ ھُوۡد

مکی ــــ آیتیں ۱۲۳ ــــ رکوع ۱۰

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت ہی رحم والا ہے

۱- الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحۡكِمَتۡ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتۡ مِنۡ لَّدُنۡ حَكِيۡمٍ خَبِيۡرٍ ۝

۱- الٓر۔ یہ کتاب جس کے دلائل (آیات) مضبوط ہیں پھر تفصیل کی بیان کئے گئے ہیں حکمت والے خبردار کی طرف سے ہے ○ ف۲

۲- اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِىۡ لَـكُمۡ مِّنۡهُ نَذِيۡرٌ وَّبَشِيۡرٌ ۝

۲- کہ تم اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو میں تمہارے لئے اس کی طرف سے ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں ○

۳- وَّاَنِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ ثُمَّ

۳- اور کہ تم اپنے رب سے مغفرت چاہو، پھر

ف۱

غرض یہ ہے، کہ اسلام ایک صداقت ہے اللہ کی نعمت ہے۔ اب جو اسے قبول کرتا ہے اپنی عاقبت سنوارتا ہے۔ اللہ احسان کے قبول پر کوئی احسان نہیں کرتا۔ اور جو گمراہ ہے منکر ہے اس کا نتیجہ بد اور نقصان بھی وہی اٹھائے گا نبی یا پیغمبر اس کا ذمہ دار نہیں ○

ف۲

قرآن حکیم کی دو خصوصیتیں بیان فرمائی ہیں ایک احکام، دوسری تفصیل ○

احکام سے غرض یہ ہے، کہ قرآن حکیم نظم و ترتیب کے لحاظ سے اس انداز کا حامل ہے کہ انسانی دخل کا اس میں امکان نہیں۔ نہایت محکم اور عجیب طرز بیان ہے ○

تفصیل سے مراد فواصل آیات کا بیان ہے اور یا ضروریات دین کا مرتبع مرقع اظہار ○ یعنی آیات کے اواخر کلمات قرآن حکیم میں نہایت دلکش وزن اور عجیب طرز کے ساتھ واقع ہوئے ہیں۔ جن کے ادا کرنے میں ایک خاص قسم کے ترنم اور سامعہ نوازی کا سامان موجود ہے۔ اور یا یہ غرض ہے، کہ جس قدر دین و دنیوی ضروریات ہیں۔ قرآن ان سب پر حاوی ہے ○

حَلِّ لُغَات

وَكِيۡلٌ۔ ذمہ دار ○

تُوبُوٓا إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُم مَّتَاعًا حَسَنًا إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَيُؤْتِ كُلَّ ذِى فَضْلٍ فَضْلَهُۥ ۖ وَإِن تَوَلَّوْا فَإِنِّىٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ ○

اُس کی طرف توبہ کرو۔ کہ مقررہ وقت تک وہ تمہیں اچھا فائدہ دے گا، اور ہر بزرگی والے کو اس کی بزرگی بخشے گا۔ اور جو تم پھر جاؤ گے تو میں تمہاری نسبت بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ○ ف۱

۴۔ إِلَى ٱللَّهِ مَرْجِعُكُمْ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ○

۴۔ تمہیں اللہ کی طرف جانا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے ○

۵۔ أَلَآ إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ ۚ أَلَا حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۚ إِنَّهُۥ عَلِيمٌۢ بِذَاتِ ٱلصُّدُورِ ○

۵۔ سنتا ہے، یہ کافر خدا سے چھپنے کے لئے اپنے سینے لپیٹتے ہیں۔ سنتا ہے، جب وہ اپنے کپڑے لپٹتے ہیں، خدا اُن کی خفیہ وظاہری باتوں سے خبردار ہے۔ وہ دلوں کی بات جانتا ہے ○ ف۲

ف۱

توحید کے بعد اسلامی تعلیمات میں توبہ و استغفار کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے، جو یہاں توبہ و استغفار کو توحید کے بالکل بعد بیان فرمایا ہے۔

غرض یہ ہے، کہ مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہر وقت اپنے گناہوں کا جائزہ لیتا ہے۔ اور اس مرکز قدس سے اکتساب خیر میں مصروف رہے۔ کیونکہ گناہوں کا احساس ہی نیکی کی طرف پہلا قدم ہے۔ جو شخص گناہوں کو محسوس نہیں کرتا۔ وہ نیکی کی جانب کبھی ملتفت نہیں ہو سکتا۔

ف۲

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ گناہوں کو اللہ سے چھپا سکتے ہیں۔ اس آیت میں اس خیال کی تردید ہے۔ وہ دل کے بھیدوں سے آگاہ ہے۔ اس لئے اس سے کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی۔

حلِّ لغات

یَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ ۔ اعراض سے کنایہ ہے۔ یعنی منافقین کلام الٰہی کو سننا نہیں چاہتے۔ حضورؐ کو دیکھ پاتے ہیں، تو منہ پھیر لیتے ہیں۔ کہ کہیں کلمۂ حق کان تک نہ پہنچ جائے۔

۶- وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ ○

۶- اور زمین میں کوئی چلنے والا نہیں ہے مگر اس کا رزق خدا کے ذمہ ہے اور وہ اس کا مسکن اور ٹھکانا جانتا ہے۔ سب کچھ کھلی کتاب میں ہے ○ ف۱

۷- وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۗ وَلَئِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ مَّبْعُوثُونَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوٓا إِنْ هٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ○

۷- اور وہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے۔ اور اس کا تخت پانی پر تھا۔ تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کون عمل میں اچھا ہے۔ اور جو تو کہے کہ تم مرنے کے بعد پھر اٹھو گے۔ تو البتہ کافر کہیں گے۔ کہ یہ بات تو صاف جادو ہے ○ ف۲

۸- وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلَىٰٓ أُمَّةٍ مَّعْدُودَةٍ لَّيَقُولُنَّ

۸- اور اگر ہم ایک مدت مقررہ تک ان سے عذاب روک رکھتے ہیں تو ٹھٹھے سے کہتے ہیں

رزق خدا کے ہاتھ میں ہے!

ف۱

اگر لوگ اس حقیقت کو جان لیں کہ رزق کی کشائش اور تنگی اللہ کے اختیار میں ہے۔ تو بہت سے گناہوں سے بچ جائیں۔ طمع اور بے جا حرص کی تمام آلودگیاں، فتنہ و فساد کی بیشتر صورتیں اسی فلسفہ سے ناآشنائی کا نتیجہ ہیں۔ اللہ کا مائدہ فضل و رحمت اس درجہ وسیع ہے۔ کہ اس میں کافر و مومن کی کوئی تمیز نہیں۔ وہ سب کو یکساں دیتا ہے ؎

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب
گبر و ترسا وظیفہ خور داری!

بلکہ اس عموم کو اس درجہ وسعت ہے کہ ہر جاندار جو صفحۂ ارض پر موجود ہے۔ اس کی رزاقیت سے بہرہ ور ہے ؎

چناں پہن خوان کرم گسترد
کہ سیمرغ در قاف روزی خورد

ماں کے پیٹ میں دیتا ہے۔ تاریکی اور ظلمتوں میں دیتا ہے۔ بچپن میں جب منہ میں دانت نہیں ہوتے۔ ہاتھ پاؤں جدوجہد حیات کے قابل نہیں ہوتے۔ ماں کی چھاتیوں میں دودھ پیدا کر دیتا ہے۔ اندھوں کو دیتا ہے، اپاہج اس کی نعمتوں سے بہرہ یاب ہیں۔ پتھر میں جو کیڑا ہے، اس کی غذا بھی اس کو پہنچاتا ہے۔ ان حقائق و واقعات کی روشنی میں انسان کے لئے کتنا بڑا یقین اور ایمان کا سامان موجود ہے۔

خدا کو رازق ماننے کے معنی یہ نہیں کہ ہم دنیا میں روٹی کے لئے کسی شخصیت اور قوت کے محتاج نہیں ہم صرف اللہ کے حضور کو پکاریں گے۔ اور رزق الٰہی [illegible] ادا کریں گے کوئی وجہ نہیں۔ کہ وہ ہمیں بھوکوں مارے۔ [illegible] مراد علم الٰہی کی لوح محفوظ ہے۔

ف۲

یعنی کائنات کی ابتداء پانی سے ہے۔ (باقی بر صفحہ [illegible])

مَا يَحْبِسُهُ ۚ أَلَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝

کہ کس چیز نے اُسے روک رکھا ہے جونہی کہ آئے گا جس دن اُن پر عذاب آئے گا اُن کی طرف سے موڑا نہ جائے گا اور جس چیز پر ٹھٹھا کرتے تھے وہی انہیں گھیر لے گی ۝

۸- وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ ۚ إِنَّهُ لَيَئُوسٌ كَفُورٌ ۝

۸- اور ہم انسان کو اپنی طرف سے رحمت چکھائیں پھر اُس رحمت کو اُس سے چھین لیں تو وہ ناامید ناشکرا ہوتا ہے ۝

۹- وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ نَعْمَاءَ بَعْدَ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتُ عَنِّي ۚ إِنَّهُ لَفَرِحٌ فَخُورٌ ۝

۹- اور اگر ہم اُسے تکلیف کے بعد جو اُسے پہنچے نعمتیں چکھائیں تو کہتا ہے کہ بری سختیاں چلی گئیں تو وہ خوشی کرنے والا شیخی خورا ہے ۝

۱۰- إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۝

۱۰- مگر جو ثابت قدم اور نیک اعمال ہیں انہیں کے لیے مغفرت اور بڑا ثواب ہے ۝

۱۱- فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ

۱۱- سو اے محمدؐ کہیں تم وحی کی باتیں جو تجھ پر نازل

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ۔ علم الحیات کے ماہرین بے شمار تجارب اور افکار کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں۔ کہ زندگی کی ابتداء اُن حیوانات سے ہوتی ہے۔ جو سمندر میں ہیں۔ قرآن نے نہایت بہتر الفاظ میں علم الحیات کے اس مسئلہ کو بیان فرمایا ہے۔ کہ خدا کا عرش حکومت ابتداءً پانی سے وابستہ تھا۔

لِيَبْلُوَكُمْ میں مقصد حیات کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی تمہیں اس لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تاکہ بہترین اعمال سے زمین کو رشک فردوس بنا دو۔

حلِ لغات

دَآبَّۃٍ۔ ہر جاندار زمین پر چلنے والا۔

مُسْتَقَرٌّ۔ جائے قرار۔

مُسْتَوْدَعٌ۔ جہاں سونپا جائے، امانت گاہ۔

اُمَّۃٍ۔ مدت، زمانہ۔

إِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ أَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ أُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ۚ إِنَّمَآ أَنْتَ نَذِيْرٌ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝

ہوئیں چھوڑ بیٹھے گا۔ اور تیرا دل اس سے تنگ ہو جائیگا اس خیال سے کہ وہ کہتے ہیں کہ اس پر خزانہ کیوں نہ نازل ہوا، یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہ آیا؟ تو تو ڈرانے والا ہے اور اللہ ہر شے پر وکیل ہے ○ ف۱

۱۳- أَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ قُلْ فَأْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

۱۳- کیا کہتے ہیں کہ اس نے جھوٹ اٹھایا ہے؟ تو کہہ ایسی جھوٹ باندھی ہوئی تم دس ہی سورتیں لے آؤ اور خدا کے سوا جسے پکار سکتے ہو، پکار لو اگر سچے ہو ○ ف۲

۱۴- فَإِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا أَنَّمَآ أُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَأَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ أَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

۱۴- پھر اگر تمہاری بات نہ کریں تو جانو کہ یہ اللہ کے علم سے نازل ہوا ہے اور یہ کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں پس اب تم حکم مانتے ہو ○

۱۵- مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ

۱۵- جو کوئی حیات دنیا اور اس کی زینت کا طالب ہے ہم اسے دنیا میں اس کے اعمال کا پورا بدلہ دیں گے

خزائن رحمت کی فراوانی

ف۱

حضور شفقت و رحمت کے پیکر تھے۔ تمام تکالیف جو دعوت تبلیغ کی پیش آتیں، بخندہ پیشانی برداشت کرتے، قوم کی مخالفت کی ذرہ برابر پروا نہ کرتے، گالیاں، جھڑکیاں اور طعن کو سنتے اور صبر کرتے۔ دن رات قوم کی اصلاح کے درپے رہتے مگر جب کفار اور منافقین کو مخالفت و دشمنی دیکھتے، تو بہر فطرت آپ کو تکلیف محسوس ہوتی، اور اس وقت آپ باوجود تحمل و برداشت کے گھبرا اٹھتے۔ کیونکہ قوم جب تک بے علم ہے جاہل اور ناآشنا ہو، مرشد کامل کا فرض ہے کہ اسے سمجھائے مگر جب جان بوجھ کر بار بار مخالفت معاندت کی جائے اس وقت ایک مخلص راہنما کو طبعاً دکھ ہوتا ہے۔ اور یہ دکھ نتیجہ ہوتا ہے، انتہائی خلوص و ہمدردی کا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ رحمۃ للعالمین تھے۔ کبھی کبھی ان لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے بے چین ہو جاتے۔ اور بالخصوص جب کہ وہ اس قسم کے طعنے سنتے کہ یہ کیسا رسول ہے۔ جس کے پاس مال و دولت کے خزائن نہیں، جو خود فرشتہ ہے۔ اور نہ جس کے پاس فرشتے دکھائی دیتے ہیں، آپ زیادہ اذیت محسوس کرتے، کیونکہ اس مطالبہ میں ہدایت و سعادت کا کوئی جذبہ نہیں۔ جو کارفرما ہو مقصد محض حضور کو ستانا اور چھیڑنا ہے۔ ورنہ کون نہیں جانتا، آپ کے پاس ہر وقت برکات و فیوض کے خزائن تھے اور فرشتے آپ کے جلو میں رہتے۔ حضور کے پاس دولت ایمان کی اس قدر فراوانی تھی کہ کشش ہزار عالم سیر ہو جاتے اور ختم نہ ہوتی۔ بزرگی و حشمت کے اس درجہ آپ مالک تھے کہ فرشتے آپ کے حضور میں آنا موجب افتخار سمجھیں۔

ف۲

نبی کی نبوت پر زندہ دلیل وہ کلام ہے جس کو اس نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ جس کے گوشے گوشے میں حکمت و معرفت کے دریا موجزن تھے جس میں (باقی بر صفحہ ۵۳۲)

فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ○

۱۶۔ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

۱۷۔ أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِن قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ ۚ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ إِنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ○

اور اس میں اُنہیں نقصان نہ ہوگا ○

۱۶۔ یہ وُہی ہیں جن کا حصہ آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں۔ اور ان کے اعمال آخرت میں ضائع و باطل ہیں ○

۱۷۔ بھلا ایک شخص جو اپنے رب کی کھلی راہ پر ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ایک گواہ بھی اللہ کی طرف سے ہے اور اس کے آگے موسیٰ کی کتاب پیشوا اور رحمت ہے وہی اُس پر ایمان لاتے ہیں اور جو بھی فرقوں میں سے قرآن کا منکر ہے سو اس کے وعدہ کی جگہ آگ ہے۔ پس تو اے محمدؐ قرآن کی نسبت شک میں نہ رہ، وہ تیرے رب سے حق ہے۔ لیکن بہت لوگ ایمان نہیں لاتے ○ ف۱

(بقیۂ حاشیہ)

فصاحت و بلاغت کے سمندر پنہاں ہیں۔ جس کی ہر آیت زندگی کا ایک عنوان ہے۔ کائنات کی تشریح ہے۔ جس کے نقطہ نقطہ میں زندگی اور زندگی کا پروگرام ہے۔

ان آیات میں تمام دُنیا کے علم کو دعوت مقابلہ دی گئی کہ آئے اور قرآن جیسی دس آیتیں پیش کرے۔ جن میں قرآن کی سی خوبیاں ہوں۔ قرآن کی سی فصاحت و بلاغت ہو۔ قرآن کی سی جامعیت ہو۔ قرآن کی سی معنویت ہو۔ چودہ سو سال گزر چکے ہیں۔ قرآن کا اب بھی یہ دعوٰے موجود ہے۔ مگر کس قدر حیرت کی بات ہے کہ ایک شخص نے بھی معاندین میں سے قرآن کے اس چیلنج کو قبول کرنے کی جرأت نہیں کی۔ قرآن کا جواب انسانی طاقت سے باہر ہے۔ قرآن اُس خدا کا کلام ہے جو اپنی صفتوں میں لاشریک ہے پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس کے کلام کا مقابلہ کیا جا سکے۔

قرآن خود دلیل ہے اپنی صداقت کی!

ف۱

حضورؐ نے جو دین پیش کیا۔ وہ دلائل و براہین کا دین ہے اس میں کوئی بات ایسی نہیں، جو محض تقلید کا نتیجہ ہو۔ سابقہ کتب میں اس دین کی تصدیق موجود ہے۔ یہاں کہنے کو تمام سابقہ دین اسلام کے لئے بمنزلہ تمہید کے ہیں۔ اسلام اُس نقطۂ اعتدال و توازن کا نام ہے۔ جو افراط و تفریط کے ناہموار خطوط کے درمیان واقع ہے۔

وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ۔ قرآن کی ایک مخصوص صفت پر دال ہے۔ یعنی قرآن کی صداقت پرکھنے کے لئے بیرونی شہادتوں اور گواہیوں کی ضرورت نہیں۔ قرآن کا لفظ لفظ نقطہ نقطہ اور حرف حرف دلائل و براہین کا بحر ذخار ہے۔ بشرطیکہ اگر دیدۂ بصیرت ہو، فطرت سعید ہو، اور عربی کا صحیح ذوق ہو تو پھر قرآن کی تلاوت ہی کافی ہے۔ یہ خود اپنی سچائی ہے اور سچائی کی دلیل۔

حل لغات:۔ شَاهِدٌ۔ گواہ، دلیل، شہادت۔

۱۸- وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝

۱۸- اور اُس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے وہ لوگ اپنے رب کے سامنے پیش ہوں گے۔ اور گواہ کہیں گے، یہی ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا تھا۔ سُنتا ہے ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے ف۱ ○

۱۹- الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝

۱۹- جو اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے، اور اُس میں کجی تلاش کرتے ہیں۔ اور وہ آخرت کے منکر ہیں ○

۲۰- اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۚ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ۝

۲۰- وہ مُلک میں (بھاگ کر) تھکا نہ سکیں گے۔ اور اللہ کے سوا اُن کا کوئی دوست نہ ہوگا۔ اُن کو دُونا عذاب ملے گا۔ اس لئے کہ وہ دیکھتے نہ تھے ○ ف۲

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

ف۱

قرآن حکیم افترا علی اللہ کو بدترین ظلم ٹھہراتا ہے۔ اس کے نزدیک خدا پر جھوٹ باندھنا نہایت مذموم فعل ہے۔ اس لئے وہ شخص جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان موجود ہے، نبوت کاذبہ کا مدعی نہیں ہو سکتا۔ وہ جھوٹا مدعی مجنون ہوگا۔ خلل دماغ کی وجہ سے ایسی باتیں کرتا ہے۔ یا انتہا درجے کا بدمعاش ہوگا جس کے دل میں بالکل خوفِ خدا نہ ہو۔ جو مذہب کو محض فریب جانتا ہو۔ یہ ضرور نہیں کہ ایسا شخص بظاہر بھی بُرا معلوم ہو۔ البتہ اگر آپ نقاب اُٹھا دیں۔ اور اصل چہرے کو دیکھنے کی کوشش کریں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ یہ چہرہ جھوٹے اور فریبی انسان کا ہے۔ جسے مصنوعی تقدس کے نقاب نے چھپا رکھا تھا●

ف۲

دُوہرے عذاب سے یہ غرض نہیں کہ ان کو استحقاق سے زائد عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ بلکہ مطلب یہ ہے۔ کہ ان کا جرم چونکہ دُوہرا ہے۔ یعنی وہ منکر بھی تھے، اور خدا کی راہ سے دُوسروں کو روکتے بھی تھے اس لئے انہیں عذاب بھی دُگنا دیا جائے گا●

۲۱ - اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○

۲۱ - یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کو نقصان میں ڈالا، اور جھوٹ جو باندھا تھا اُن سے گم ہوگیا ○

۲۲ - لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ○

۲۲ - بے شک وہ آخرت میں سب سے زیادہ زیاں کار ہیں ○ ف۱

۲۳ - اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

۲۳ - جو ایمان لائے، اور نیک کام کئے، اور رب کے سامنے عاجزی کی وُہی بہشتی ہیں۔ وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے ○ ف۲

۲۴ - مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○

۲۴ - دو فرقوں (مومن و کافر) کی ایسی مثال ہے جیسے اندھا اور بہرا اور دیکھتا اور سنتا۔ کیا مثال میں دونوں برابر ہیں، کیا تم دھیان نہیں کرتے ○ ف۳

۲۵ - وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ ۡ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○

۲۵ - اور ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ کہ میں تمہارے لئے صریح ڈرانے والا ہوں ○

ف۱

یعنی اُن کی افترا پردازیاں محض ہیچ ثابت ہوں گی عقبیٰ میں جب مشاہدہ حق ہوگا۔ اور خدائے علیم کے حضور میں پہنچیں گے، تو سب طرح کی چالاکیاں بھول جائیں گی۔ اور کوئی جھوٹ کسی طرح اُن کے کام نہ آسکے گا۔

ف۲

اِخبات کے معنی خشوع و طمانیت کے ہیں یعنی وہ لوگ جو اپنی خواہشات نفس کو اللہ کے لئے ترک کردیں اور پھر اس ایثار پر مطمئن بھی ہوں۔ تکلیف اور مصیبت کو اللہ کی راہ میں برداشت کریں۔ اور اس کے بعد خوش بھی ہوں، یہ لوگ بہشتی ہیں، اور خدا کی رضا کو حاصل کرنے والے۔

ف۳

مسلمان اور جماعت کفار کی مثال ہے۔ کافر کی آنکھیں نہیں۔ مسلمان گوش شنوا رکھتا ہے منکرین گوش حق نیوش اور بصیرت کی نعمت سے محروم ہیں۔ یعنی مسلمان جن حقائق و واقعات کا انکار نہیں کرتا آنکھوں سے دیکھتا اور کانوں سے آواز سنتا ہے۔ منکروں کو تعصب کی وجہ سے صداقت میں روشنی نظر نہیں آتی۔ عناد و جہالت نے روشن ترین دلائل کو وہ نہیں دیکھتے۔ کانوں پر غفلت کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ اس لئے یہ دونوں استعداد کے لحاظ سے ہرگز برابر نہیں ہوسکتے۔ مسلمان کے دل میں بصیرت کی روشنی اور چمک ہے گوش حق نیوش ہیں۔ مگر منکرین ان نعمتوں سے محروم ہیں۔

حلِ لغات

لَا جَرَمَ: بے شک۔ بالضرور۔ قطعی طور پر۔

۲۶- اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ○

۲۶ - کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو۔ میں تمہاری نسبت دکھ دینے والے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ○

۲۷- فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِیْنَ ○

۲۷ - اُس کی قوم کے سردار کافروں نے کہا، ہم تجھے اپنی ہی مانند ایک آدمی دیکھتے ہیں اور ہم تیرے تابع اُن لوگوں کے سوا نہیں دیکھتے جو ہمارے کمینے ظاہری سمجھ کے آدمی ہیں اور ہم تم میں اپنی نسبت کچھ فضیلت نہیں دیکھتے بلکہ ہمارا خیال ہے کہ تم جھوٹے ہو ○ ف۱

۲۸- قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَاٰتٰىنِیْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّیَتْ عَلَیْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ○

۲۸ - وہ بولا اے قوم! بھلا دیکھو تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے حجت پر ہوں۔ اور اس نے مجھ پر رحمت کی ہے۔ پھر یہ کیفیت تمہاری آنکھوں سے پوشیدہ کی گئی، تو کیا ہم وہ حجت زبردستی تمہارے سر چپیٹ دیں اور تم اُسے ناپسند بھی کرتے ہو ○

حضرت نوحؑ کی قوم کے دو اعتراض!

ف۱

انبیاء کے متعلق یہ پرانا خیال ہے کہ انہیں فوق البشر ہونا چاہئے۔ علت بشریت کو کسوت نبوت کے منافی قرار دینا قدیم سے شیوۂ کفر و انکار رہا ہے۔ یہ اعتراض بھی قدیم ہے، کہ ابتداءً دعوت کو لبیک کہنے والے غریب اور مفلس لوگ ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت نوحؑ نے جب قوم کو ہدایت کی جانب بلایا، اور کہا کہ مسلک توحید پر گامزن ہو جاؤ۔ صدق و حق کے معتقد بنو، ورنہ تم بچ نہیں سکو گے۔ قدرت کا اٹل فیصلہ ہے کہ جو قومیں قانون فطرت کو ٹھکرائیں، انہیں زندہ رہنے کا کوئی استحقاق نہیں۔ قوم کے اکابر نے اس وعظ کو سنا اور نہایت شوخ چشمی سے کہا۔ تم میں اور ہم میں امتیاز ہی کیا ہے۔ تم بھی ایک عزیمت مند انسان، اور ہم بھی انسان۔ پھر تمہیں اشراف قوم نے ٹھکرا دیا ہے۔ پسے ہوئے لوگوں نے تمہاری اطاعت قبول نہیں کی، کیا چند ذلیل لوگوں میں شامل ہونے کے لئے ہمیں دعوت دیتے ہو۔ کیا ہم ایمان لاکر ان کی طرح ذلیل ہو جائیں؟

بعد کی آیات میں ان دونوں اعتراضات کا مفصل جواب دیا ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ قرآن حکیم نے قوم نوحؑ کے اعتراضات نقل کر کے حضورؐ کو گویا فرمایا ہے، کہ جس طرح انسان کی حقیقت ایک ہے۔ اسی طرح کفر بھی یکساں طور پر چلا آ رہا ہے۔ ابتداء سے لے کر اب تک کفار کی ذہنیت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔

حلِّ لُغات

بَادِیَ الرَّاْیِ۔ اول نظر میں بظاہر۔
عُمِّیَتْ۔ عمایت سے ہے۔ یعنی اندھاپن تمہارے حصہ میں آیا ہے۔

۲۹ - وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ○

۳۰ - وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○

۳۱ - وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّىْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ښ اِنِّىْٓ اِذًا لَّمِنَ

۲۹ - اور اے قوم! میں اس پر تم سے کچھ مال نہیں مانگتا۔ میرا بدلہ صرف اللہ پر ہے اور میں ایمانداروں کو نکالنے والا بھی نہیں انہیں اپنے رب سے ملنا ہے۔ لیکن تم مجھے (صاف) جاہل نظر آتے ہو ○ ف۱

۳۰ - اور اے قوم! اگر میں انہیں نکال دوں تو مجھے اللہ (کے عذاب) سے (بچانے میں) کون میری مدد کریگا کیا تم دھیان نہیں کرتے؟

۳۱ - اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میں غیب دان ہوں۔ اور نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں، اور میں اُن کے حق میں جنہیں تمہاری آنکھیں بحقارت دیکھتی ہیں۔ نہیں کہتا کہ خدا انہیں کچھ بھلائی نہ دے گا ف۲ جو اُن کے دلوں میں ہے خدا خوب جانتا ہے اگر ایسا کہوں

دوسرے اعتراض کا جواب
ف۱

سب سے پہلے قرآن حکیم نے حضرت نوحؑ کی زبان سے کفار کے اعتراض کا جواب دیا ہے۔ اس لئے کہ وہ باوجود بشریت کے حضرت نوحؑ کو پیغمبر مان سکتے تھے۔ مگر ان کے کبر و غرور کے لئے قطعاً ناقابل برداشت تھا۔ کہ وہ غرباء کم درجہ لوگوں کے دین کو قبول کریں۔ حضرت نوحؑ نے جواباً ارشاد فرمایا۔ میں اپنے دعاوی میں سچا ہوں، اللہ تعالے نے مجھے صداقت کے دلائل عنایت فرمائے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ تمہیں حق کی راہ سوجھائی نہیں دیتی۔ میں تم سے کچھ اجر طلب نہیں کرتا ہوں۔ کہ مخلص دیندار غرباء کو اپنے پاس سے ہٹا دوں۔ تم جاہل ہو۔ اس لئے افلاس و غربت کو عیب سمجھتے ہو۔ اللہ کے نزدیک دیندار مفلس سرمایہ دار کافر سے بہتر ہے۔ البتہ اگر افلاس بُرا ہے، تو تنگدستی کا افلاس نہیں مگر اخلاق یا ایمان کا افلاس بُرا ہے۔ اللہ کے نزدیک ذلیل وہ ہے، جو اخلاق سے تہی دامن ہے۔ اور بجز ذات حق تعالٰی کے ہر کوئی مخلوق فقیر اور حاجت مند ہے۔

وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ

پہلے اعتراض کا جواب
ف۲

بشریت کے متعلق اعتراض کا جواب یہ ہے۔ کہ انبیاء نے کبھی یہ دعوے ہی نہیں کیا۔ کہ وہ عام انسانوں کی طرح حوائج بشری سے متصف نہیں۔ یا ان کی ضروریات انسانی ضروریات سے مختلف ہیں۔ چنانچہ حضرت نوحؑ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے کب یہ کہا ہے۔ کہ میرے پاس خزانے ہیں۔ اور میں بہت بڑی دولت کا مالک ہوں۔ میرا دعوٰی کہاں ہے کہ میں فرشتہ ہوں یا غیب دان ہوں۔ میں تو اللہ کا رسول ہوں۔ رسُول اگر بالفرض روز بھی تجارت و حکمت کے خزانوں سے اس کا دل معمور ہوتا ہے وہ فطرت کے لحاظ سے فرشتہ نہیں ہوتا (باقی برصفحہ ۵۳۷)

الظّٰلِمِيْنَ ○

تو بیشک میں ظالموں میں ہوں گا ○

٣٢ - قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○

٣٢ - بولے، اے نوحؑ تو ہم سے جھگڑا، اور بہت جھگڑ چکا۔ اب لے آ جو تو ہم سے وعدہ کرتا ہے اگر تو سچا ہے ○

٣٣ - قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ○

٣٣ - بولا، اس کو اللہ ہی لائے گا، اگر وہ چاہے گا اور تم (بھاگ کر) اسے (تھکا) نہ سکو گے ○

٣٤ - وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۫ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ؕ

٣٤ - اور اگر اللہ تمہیں گمراہ کرنا چاہے گا، تو میری نصیحت تمہیں مفید نہ ہوگی۔ اگرچہ میں تم کو نصیحت کرنا بھی چاہوں۔ وہ تمہارا رب ہے، اور تم اسی کی طرف جاؤ گے ○ ف۱

٣٥ - اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ○

٣٥ - کیا وہ کہتے ہیں کہ قرآن کو بنا لایا ہے تو کہہ اگر میں اسے بنا لایا ہوں، تو میرا گناہ مجھ پر ہے اور جو گناہ تم کرتے ہو اس کو میں بالکل بے تعلق ہوں

ع ٣

(بقیہ حاشیہ)

مگر فرشتے اس کی تقدیس کے معترف ہوتے ہیں وہ غیب نہیں جانتا۔ مگر اللہ کے عنایت کئے ہوئے علوم میں وہ کائنات میں کسی دوسرے کو اپنا شریک و سہیم نہیں بناتا۔

غوایت سے مراد ہلاکت ہے!

ف۱

اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ الخ۔ یعنی اگر اللہ کے علم میں یہ حقیقت پہلے سے موجود ہے، کہ تم بالآخر گمراہی کو ترجیح دو گے۔ اور ہدایت کو قبول نہیں کرو گے۔ تو بتاؤ، کہ تمہاری گمراہی کو ہدایت سے کون بدل سکتا ہے۔

يُغْوِيَكُمْ کے معنے ہلاکت کے بھی ہو سکتے ہیں اور ادبِ عربی میں اس کی مثالیں موجود ہیں قرآن بھی ان معنوں کی تائید کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا۔ ظاہر ہے یہاں گمراہی مراد نہیں، گمراہی کی عقوبت یا عذاب مراد ہے۔ علامہ ابن جریر فرماتے ہیں۔ مَنْ يُّغْوِيَكُمْ يُهْلِكُكُمْ بِعَذَابِهٖ۔ بنی طے کا استعمال یہ ہے کہ مریض کو غاوی کہتے ہیں۔ جیسا کہ محاورہ ہے اَصْبَحَ فُلَانٌ غَاوِيًا۔ یعنی مریضًا۔

بہرحال یہ انداز بیان ہے۔ ورنہ مقصود یہ نہیں کہ اللہ کو گمراہی پسند ہے۔ اللہ اگر گمراہی چاہتا ہے تو پھر یہ بعثت انبیاء اور ارسال کتب کا کیا مطلب ہے؟

حَلِّ لُغَات

جَادَلْتَنَا۔ بحث و تکرار۔

اِجْرَامِيْ۔ میرا گناہ۔

۳۶- وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝

۳۶- اور نوح کی طرف وحی بھیجی گئی کہ تیری قوم میں سے جو ایمان لا چکے ہیں اب ان کے سوا کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ سو تو اس پر غم نہ کھا جو وہ کرتے ہیں ○

۳۷- وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝

۳۷- اور تو ہماری وحی کے موافق اور ہماری نگرانی کے سامنے کشتی بنا۔ اور ہم سے ظالموں کی نسبت نہ بول، کہ وہ غرق ہوں گے ○ ف۱

۳۸- وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۣ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ۭ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ۝

۳۸- اور وہ کشتی بناتا تھا، اور اس کی قوم کے سردار جب اس پر سے گزرتے، تو اس پر ہنستے، نوح نے کہا اگر تم ہم پر ہنستے ہو، تو ہم تم پر ہنسیں گے جیسے تم ہنستے ہو ○ ف۲

۳۹- فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝

۳۹- سو عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون ہے جس پر رسوائی کا عذاب آئے گا، اور اس پر دائمی عذاب اترے گا ○

ف۱

نوح کی قوم نے جب بہت زیادہ مخالفت کی اور پند و وعظ سے کامل بیزاری کا اظہار کیا۔ تو غیرت کا غضب بھڑکا۔ ارشاد ہوا۔ کشتی طیار کرو، ایک عذاب بھیجا جائے گا۔ جس سے یہ ہلاک ہوں گے۔ اور بچ نہیں سکیں گے۔ اور جو لوگ اس قابل ہیں کہ صفحۂ ہستی سے مٹا دیئے جائیں۔ ان کے متعلق سفارش نہ کی جائے۔ کیونکہ منشاء ایزدی یہ ہے کہ کفر کا مکمل استیصال کر دیا جائے۔ اور انہیں بتا دیا جائے کہ خدا کی زمین پر ایسے مجرموں کو بے غیرت اور آسائش سے رہنے کا کوئی حق نہیں۔ اللہ تعالیٰ زمین کو ان کے ناپاک وجود سے پاک کرنا چاہتا ہے۔

باعیننا سے غرض نگرانی ہے۔ یعنی ہماری ہدایات کے مطابق یہ مجازی استعمال ہے۔ قرآن حکیم میں اس نوع کے جس قدر الفاظ وارد ہوئے ہیں، سب میں مجازی رنگ ہے۔ ورنہ وہ تو خود آنکھیں بخشتا ہے۔ اور آنکھوں میں نور پیدا کرتا ہے۔ اسے آنکھوں کی حاجت نہیں، وہ بغیر آلات و جوارح کے کامل ہے۔

ف۲

نوح علیہ السلام نے جب کشتی بنانا شروع کیا تو قوم مذاق اڑانے لگی۔ ان کے خیال میں یہ مجنونانہ حرکت تھی۔ حضرت نوح نے نہایت استقلال اور وثوق کے ساتھ کہا۔ اس وقت تم ہنس لو۔ عنقریب وقت آنے والا ہے۔ جب تمہیں اس تمسخر کی سزا دی جائے گی۔

اس وقت تمہاری حماقت و نادانی پر ہمیں ہنسی آئے گی۔ اور زمین و آسمان کا ذرہ ذرہ تمہاری بربادی کا مضحکہ اڑائے گا۔

حل لغات:۔ فلا تبتئس۔ بئس سے مشتق

۴۰- حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَ فَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَ اَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَ مَنْ اٰمَنَ ؕ وَ مَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝

۴۰- یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آگیا۔ اور تنور نے جوش مارا، تو ہم نے کہا کہ ہر قسم کے دو عدد جوڑا اور سوائے اس کے جس کی نسبت پہلے حکم ہو چکا ہے، (اور) اپنے اہل کو، اور جو ایمان لایا ہو سب کو اس کشتی میں چڑھا لو۔ اور اس کے ساتھ ایماندار تھوڑے ہی تھے ف۱ ۝

۴۱- وَ قَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَ مُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

۴۱- اور بولا۔ کشتی کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ کے نام سے ہے۔ تم اس میں چڑھو۔ میرا رب بخشنے والا مہربان ہے ف۲ ۝

۴۲- وَ هِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۫ وَ نَادٰى نُوْحُ ِۨابْنَهٗ وَ كَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَ لَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

۴۲- اور کشتی ان کو ایسی موجوں میں کہ پہاڑ کی مانند تھیں لئے پھرتی تھی اور نوح نے اپنے بیٹے کو کہ کنارہ پر تھا (کشتی میں نہ آیا تھا) کہا کہ بیٹا ہمارے ساتھ سوار ہو اور کافروں کے ساتھ نہ رہو ۝

تنور کے مختلف معنی!

ف۱

تنور کے کئی معنے ہیں:۔

(۱) سطح ارض۔ ابن عباس، عکرمہ، زہری، اور ابن عیینہ اسی کے قائل ہیں۔

(۲) روٹی پکانے کا تنور، مجاہد، عطیہ و حسن کا مذہب ہے۔

(۳) کشتی میں پانی جمع ہو جانے کی جگہ (بعض کا خیال ہے)۔

(۴) طلوع فجر سے کنایہ ہے، حضرت علی سے مروی ہے۔

(۵) مسجد کوفہ جیسی صاف اشارہ کرتے تھے کہ ابتدا میں پانی کوفہ کی مسجد سے پھوٹا۔

(۶) اونچی جگہیں (قتادہ کا ارشاد ہے)۔

(۷) ایک چشمہ کا نام ہے، جو ارض شام میں واقع ہے۔

(۸) ہندوستان کی کوئی جگہ ہے۔ جہاں حضرت حوا روٹیاں پکایا کرتی تھیں۔

پہلے معنی لغت و ادب کے زیادہ قریب ہیں، مقصد یہ ہے کہ جب اللہ کا عذاب نازل ہوا، زمین سے سوتے چل نکلے، اور زمین شق ہو گئی۔

مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ سے غرض یہ ہے کہ ضروریات کے جانور اپنے ساتھ لے لو، تاکہ نسل باقی رہے۔ یہ عذاب مقامی تھا۔ نوح کی قوم کے لئے سارے دنیا کے لئے قرآن میں ثبوت نہیں۔

ف۲ نوح علیہ السلام مومنین کی ایک قلیل جماعت ساتھ لے کر کشتی میں بیٹھ گئے آپ نے سب کو ہدایت کر دی کہ خدا کا نام لے کر کشتی میں سوار ہو جاؤ۔ [illegible]

۴۳- قَالَ سَاٰوِیْۤ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَیْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ ۝

۴۳- وہ بولا، میں پہاڑ پر لگ رہوں گا، وہ مجھے پانی سے بچالے گا۔ کہا، اللہ کے عذاب سے آج کوئی بچا نہیں سکتا، وہی بچے گا جس پر رحم ہو اور دونوں کے درمیان ایک موج حائل ہوگئی سو وہ ڈوبنے والوں میں ڈوب گیا ۝ ف۱

۴۴- وَقِیْلَ یٰۤاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ وَیٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَآءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَی الْجُوْدِیِّ وَقِیْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝

۴۴- اور کہا گیا اے زمین اپنا پانی نگل جا، اور اے آسمان ٹھہر جا۔ اور پانی سکھا دیا گیا اور کام پورا ہوگیا۔ اور کشتی کوہ جودی پر ٹھہر گئی۔ اور کہا گیا ظالم دور ہوں ۝ ف۲

۴۵- وَنَادٰی نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ ۝

۴۵- اور نوح نے اپنے رب کو پکارا، اور کہا اے رب میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے۔ اور تو سب سے بڑا حاکم ہے ۝

ف۱

وَاَھْلَکَ میں چونکہ اہل کا وعدہ تھا، اس لئے نوح علیہ السلام نے جذبہ پدری سے متاثر ہو کر بیٹے کو دعوت دی کہ کشتی میں آجاؤ۔ بیٹا مغرور تھا کہنے لگا۔ میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا۔ آپ فکر نہ کریں۔ [illegible] کہنے لگے تمہیں پہاڑ کی چوٹیاں نہیں بچا سکیں گی۔ سبحان اللہ! شفقت پدری بھی کیا چیز ہے۔

قرآن کی بلیغ ترین آیت

ف۲

اس پانی کے طوفان میں تمام منکرین خس و خاشاک کی طرح بہہ گئے۔ ان کا غرور ان کے کام نہ آسکا اور خدا کے غضب سے سب غرق ہوگئے۔ اس آیت میں قرآن حکیم نے طوفان تھم جانے کی تصویر جن الفاظ میں کھینچی ہے وہ بلاغت کا حیرت انگیز مرقع ہے۔

علماء نے اس آیت کے اسرار و نکات پر کتابیں لکھی ہیں۔ اس کی معنوی اور لفظی خوبیاں اس قدر حیران کن ہیں۔ کہ ہر پڑھا لکھا انسان اعتراف کرتا ہے علامہ ابو حیان اندلسی نے بدیع کی اکیس قسموں کو اس میں جلوہ گر دیکھا ہے۔ سید محمود آلوسی نے اس پر ایک مخصوص رسالہ لکھا ہے۔ زمخشری جو اسرار و رموز ادب کا سب سے بڑا ماہر ہے۔ دلائل الاعجاز میں اس کے صفحے لکھ گیا ہے۔

اس آیت کے الفاظ کا نظم و نسق اتنا بہتر ہے کہ واقع کی تصویر کھنچ جاتی ہے۔ اگر تم ترنم و ترتیل کے ساتھ آیت کی تلاوت کرو، تو معلوم ہوگا، کہ باد و باراں کا ایک طوفان ہے، جو تھمتا ہوا نظر آرہا ہے۔ وہی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

حل لغات:۔ ابلعی۔ بلع یبلع۔

٤٦ - قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنِّىْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ○

٤٦ - فرمایا اے نوح! وہ تیرے اہل میں نہیں، اُس کے کام بد ہیں۔ سو جس بات کا تجھے علم نہیں اُس کی بابت ہم سے نہ پوچھ، میں تجھے نصیحت دیتا ہوں کہ جاہلوں میں نہ ہو ○

٤٧ - قَالَ رَبِّ اِنِّىْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

٤٧ - کہا اے رب میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ جو میں نہیں جانتا، اُس کی بابت تجھ سے پوچھوں، اور اگر تُو مجھے نہ بخشے اور مجھ پر رحم نہ کرے تو میں زیاں کاروں میں ہوں گا ○ ف

٤٨ - قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓي اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ۭ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

٤٨ - حکم ہوا کہ اے نوح ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ کشتی سے اُتر، وہ برکتیں تجھ پر اور اُن اُمتوں پر ہیں جو تیرے ساتھ ہیں اور کتنی اُمتیں ہیں جنہیں ہم فائدہ دیں گے پھر ہماری طرف سے انہیں دکھ کی مار پہنچے گی ○

٤٩ - تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ

٤٩ - یہ غیب کی بعض خبریں ہیں جن کو ہم (اے محمدؐ)

ف

حضرت نوحؑ جہاں اللہ کے پیغمبر تھے، وہاں ایک شفیق اور مہربان باپ بھی تھے۔ اس لئے بیٹے کو اپنی آنکھوں کے سامنے ڈوبتا ہوا نہ دیکھ سکے، شفقت پدری جوش میں آ گئی۔ الفاظ کا بہاؤ اُمنڈا اور اللہ سے درخواست کی کہ اے رب تو نے وعدہ کیا تھا کہ تیرے اہل کو بچاؤں گا۔ تیرا وعدہ سچا ہے میرا لڑکا بھی تو میرے اہل میں سے ہے۔ پھر وہ کیوں کشتی میں نہیں بیٹھ سکا۔ دل میں اللہ کا ڈر بھی موجود ہے۔ سفارش کے ساتھ یہ بھی کہے جاتے ہیں، تو احکم الحاکمین ہے۔ تو فیصلہ فرما دے اس میں تنقید کی گنجائش نہیں۔

اللہ نے جواب دیا۔ انبیاء کا مرتبہ عصبیت اور جذبات سے بالا ہے۔ اہل وہ نہیں جو تیرا عزیز ہے۔ اہل وہ ہے جو مومن ہے۔ جسے تیرے عقائد کے ساتھ تعلق ہے۔ بیٹے سے زیادہ کون عزیز ہو سکتا ہے۔ اور نوح سے زیادہ کون محترم ہے؟ پھر جب نوح کی اس باب میں نہیں سُنی گئی۔ اور اس کے حقیقی بیٹے کو بلحاظ عمل بیٹا قرار نہیں دیا گیا۔ تو وہ لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور محض جھوٹی نسبتوں پر نازاں ہیں۔ کس قدر بے وقوف ہیں۔ وہ خدا کے آئین شرف و مجد سے آگاہ نہیں۔ اللہ کے نزدیک ایک اچھے آدمی سے تعلقات اور رشتہ داریاں ذریعۂ نجات نہیں ہو سکتیں۔ نیک اعمال اور عقائد کی درستی ہی سے اللہ کا قرب حاصل کیا جا سکتا ہے۔

حلِّ لغات

اَنْبَآءُ: - جمع نبأ۔ خبر۔

إِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

بذریعہ وحی تجھ تک پہنچاتے ہیں اس سے پہلے نہ تو ان باتوں کو جانتا تھا اور نہ تیری قوم ۔ پس صبر کر ۔ آخر کار ڈرنے والوں کا بھلا ہے ۝ ف۱

۵۰ - وَإِلٰى عَادٍ أَخَاهُمْ هُوْدًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۚ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُفْتَرُوْنَ ۝

۵۰ - اور ہم نے عاد کی طرف اُس کے بھائی ہُود کو بھیجا اُس نے کہا اے قوم اللہ کی عبادت کرو تمہارے لئے اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں تم نرا جھوٹ بولتے ہو ۝

۵۱ - يٰقَوْمِ لَآ أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۚ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

۵۱ - اے قوم ! میں اس پر تم سے اُجرت نہیں مانگتا میری اُجرت اُسی پر ہے جس نے مجھے پیدا کیا ۔ کیا تم نہیں سمجھتے ؟ ۝

۵۲ - وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْآ إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلٰى قُوَّتِكُمْ

۵۲ - اور اے قوم ! اپنے رب سے مغفرت مانگو پھر اُس کی طرف رجوع ہو وہ تم پر آسمان کی دھاریں چھوڑے گا ۔ اور تمہیں قوت پر قوت دے گا

ف۱

نوح علیہ السلام کی دعوتِ تبلیغ ۔ قوم کا انکار و جحود ۔ بالآخر خدا کی غیرت کا جوش میں آنا ۔ زمین کا اُبال ۔ آسمان سے بے پناہ بارش ۔ لڑکے کے لئے سفارش اور اس کی نامنظوری ۔ یہ سب باتیں جو قرآن حکیم نے تفصیل کے ساتھ بیان کی ہیں نبی کو معلوم تھیں ؟ قرآن حکیم انہیں غیب کی خبریں قرار دیتا ہے ۔

وہ قوم جس میں تعلیم نہیں ، تاریخ اقوام کی تدوین و ترتیب کا کوئی سامان نہیں ۔ اس میں ایک اُمی شخص کھڑا ہوتا ہے ۔ اور تمام گزشتہ قوموں کے کارناموں کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنا شروع کر دیتا ہے ۔ یہ بجز الہام اور تائید ربانی کیونکر ممکن ہے ؟

حَلِّ لُغَات

فَطَرَنِيْ ۔ جس نے مجھے پیدا کیا ، بنایا ۔

مِدْرَارًا ۔ وہ ابر جو خوب برسے ۔

وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ○

۵۳ - قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْۤ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ○

۵۴ - اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ۭ قَالَ اِنِّيْۤ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْۤا اَنِّيْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ○

۵۵ - مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ○

۵۶ - اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰي صِرَاطٍ

اور تم گنہگار ہو کر نہ بھاگو ○ ف۱

۵۳ - بولے اے ہود! تو ہمارے پاس کچھ سند لے کر نہیں آیا، اور ہم اپنے معبودوں کو تیرے کہنے سے نہ چھوڑیں گے اور تجھ پر ایمان نہ لائیں گے ○

۵۴ - ہم یہی کہتے ہیں کہ ہمارے معبودوں میں سے کسی نے تجھے برائی سے آسیب پہنچا دیا ہے۔ کہا میں خدا کو گواہ لاتا ہوں اور تم گواہ رہو کہ میں اللہ کے سوا تمہارے شریکوں سے بیزار ہوں ○

۵۵ - سو تم سب مل کر میرے حق میں بدی کرو پھر مجھے مہلت نہ دو ○

۵۶ - میں نے اللہ پر جو میرا اور تمہارا رب ہے بھروسا کیا۔ کوئی چلنے والا نہیں ہے جس کی چوٹی اللہ کے ہاتھ میں نہ ہو۔ مقرر میرا رب راہِ راست

دین قوت و عزت کا نام ہے

ف۱

يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا کے معنی یہ ہیں کہ حضرت ہود قوم کو دین و دنیا کی بشارتیں سناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دینداری کے معنے ضعف و اضمحلال کے نہیں، فقر و افلاس کے نہیں، محکومی اور مظلومیت کے نہیں، بلکہ قوت و عظمت کے ہیں۔ اگر تم دیندار ہو جاؤ، تو آسمان کے بابرکت دروازے تمہارے لئے کھل جائیں گے زمین تمہارے لئے سیم و زر کے خزانے اُگلے گی۔ اللہ تمہاری قوتوں میں اضافہ کرے گا۔ تم دنیا میں زبردست بن کر زندگی بسر کرو گے۔ تمہارا افلاس دولتمندی سے بدل جائے گا۔ دل و دماغ میں ایمان و یقین کی شمعیں روشن ہوں گی۔ ایمان کے ساتھ دولت و قوت لازم ہے۔ خدا سے محبت کا نتیجہ رفعت و بلندی ہے، یہ غلط بات ہے کہ دینداری محرومی و بدقسمتی ہے۔ دیکھئے ابتداء سے دین کا یہی مفہوم ہے جو انبیاء پیش کرتے چلے آئے ہیں کہ تم مومن ہو جاؤ، اللہ کی رحمتیں تمہارے شامل حال ہو جائیں گی یہ خدا کا اٹل اور صحیح فیصلہ ہے۔ یہ ایک محکم قانون ہے جس میں کبھی تخلف نہیں ہو سکتا۔ جس طرح طلوع آفتاب کے ساتھ روشنی اور حرارت ضروری ہے۔ جس طرح شگفتگی و تازگی موسم بہار کا خاصہ ہے۔ اسی طرح جب ایمان کا آفتاب دلوں میں چمکے، تو ضروری ہے کہ تاریکیاں چھٹ جائیں۔ جب اسلام کا عہد بہار شروع ہو، تو دل شگفتہ اور دماغ تازہ ہو جائیں۔ بہر حال اسلام و ایمان شرط ہے۔ اللہ کو ظاہر کے ساتھ باطن بھی پسند ہے۔ صرف ظاہری ایمان جو صرف الفاظ تک محدود ہو اللہ کے نزدیک کوئی وقعت نہیں۔ جب تک اس ظاہر کے ساتھ دل بھی شامل نہ ہو۔ جب تک ایمان زندگی بخش نہ ہو، دلوں میں کوئی تبدیلی نہ پیدا کرے۔ خدا کے نزدیک صحیح معنوں میں ایمان نہیں۔ یہ محض فریب خوردگی ہے کہ ہم خدا کی نافرمانی کے باوجود اپنے آپ کو نجات کا مستحق سمجھتے ہیں۔ اللہ ہماری معصیتوں کو بخش دے، یہ اس کی نوازش ہوگی۔ لیکن جہاں تک ہماری جدوجہد کا تعلق

مُّسْتَقِيمٍ ○

۵۷ - فَإِن تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُم مَّا أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ ۚ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّونَهُ شَيْئًا ۚ إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ○

۵۸ - وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنَاهُم مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ○

۵۹ - وَتِلْكَ عَادٌ ۖ جَحَدُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ○

۶۰ - وَأُتْبِعُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا إِنَّ عَادًا كَفَرُوا

پر ہے ○ ف۱

۵۷ - پھر اگر تم نہ مانو۔ تو میں جو چیز دے کر تمہاری طرف بھیجا گیا تھا، تم پاس پہنچا چکا۔ اور میرا رب تمہارے سوا دوسرے آدمی (دنیا میں) تمہارے جانشین کرے گا ف۲ اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے میرا رب ہر شے پر نگہبان ہے ○

۵۸ - اور جب ہمارا حکم آیا ہم نے ہود کو اور اس کے ایماندار ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا، اور سخت عذاب سے انہیں ہم نے نجات دی ○

۵۹ - اور یہ (سرگزشت) قوم عاد (کی) ہے انہوں نے اپنے رب کی آیتوں کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی، اور ہر کسی سرکش مخالف کا حکم مانا تھا ○

۶۰ - اور ان کے پیچھے اس دنیا میں اور قیامت کے دن لعنت لگائی گئی سنتا ہے، عاد نے اپنے رب کا

ف۱

اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِهَا۔ اصل میں تمثیل ہے تعبیر ملکوت کی یعنی تمام کائنات اس طرح اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے جس طرح کسی جاندار کو سر سے پکڑ رکھا ہو۔

اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ سے غرض یہ ہے کہ خدا کی راہ کی جانب اپنے بندوں کو دعوت دیتا ہے۔ حق و صداقت کی وہی راہ ہے۔

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت ہود نے جب دیکھا کہ قوم دشمنی پر تلی ہوئی ہے اور نقصان پہنچانا چاہتی ہے۔ تو آپ نے پورے صبر اور استقلال سے مقابلہ کیا۔ دعوت و تذکیر کے عمل کو جاری رکھا۔ اور کہا میں تمہاری شرارتوں سے ڈرتا نہیں۔ اللہ پر میرا بھروسہ ہے جو میرا اور تمہارا رب ہے۔

بات یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو چونکہ اپنی صداقت پر یقین کامل ہوتا ہے۔ اس لئے کوئی عداوت انہیں (ڈرا) نہیں سکتی جس قدر ان کی مخالفت کی جاتی ہے۔ ان کا جذبہ حق پسندی ترقی پذیر ہوتا ہے۔ ان کے عزم و استقلال میں اور اضافہ ہو جاتا ہے وہ پہلے سے زیادہ قوت کے ساتھ خدا کے دشمنوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔

ف۲ خدا کے اس ہمہ گیر قانون کی جانب اشارہ ہے کہ قومیں اپنے جذبۂ ایمان کی وجہ سے زندہ رہتی ہیں، کوئی قوم خدا کی محبوب نہیں۔ وہ سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے۔ اس کے نزدیک سب قومیں برابر بقاء و قیام کا استحقاق رکھتی ہیں۔ بقاء و فنا کے لئے۔ اللہ تعالیٰ نے قانون وضع کر دیا ہے۔ جو قوم اس قانون کو اپنے لئے مشعل راہ بنائے گی۔ زندہ و کامیاب رہے گی۔ جو نافرمانی کرے گی، تباہ ہو جائے گی۔ اللہ کے دین میں قوموں کے عروج و زوال سے کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔ جب ایک قوم دین کی حمایت سے دستبردار ہو جاتی ہے، اللہ دوسری قوم کو کھڑا کرتے ہیں۔ جو اس کے دین کے سلسلہ کو جاری کرتی ہے اور اس کے مطابق عمل کرتی ہے۔

حل لغات:۔ جَحَدُوا۔ انکار کے بعد اصرار کا نام ہے۔

رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ۝

۶۱- وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ۝

۶۲- قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝

۶۳- قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ

انکار کیا۔ سُن رکھو پھٹکار ہے عاد پر جو ہود کی قوم تھی ۝ ف۱

۶۱- اور ہم نے ثمود کی طرف اُن کا بھائی صالح بھیجا کہا اے قوم اللہ کی عبادت کرو۔ اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اُس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور اس میں تمہیں بسایا۔ سو تم اُس سے مغفرت مانگو۔ پھر اُس کی طرف توبہ کرو۔ بے شک میرا رب نزدیک ہے قبول کرنے والا ۝ ف۲

۶۲- کہا اے صالح اس سے پہلے تو ہم میں تجھ سے اُمیدیں کی جاتی تھیں کیا تو ہمیں اُن کی عبادت سے جنہیں ہمارے بڑے پوجتے تھے منع کرتا ہے اور جس کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے اُس میں ہمیں ایسا شک ہے کہ دل نہیں ٹھہرتا ف۳

۶۳- کہا اے قوم بھلا دیکھو تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے حجت پر ہوں اور اس نے مجھے اپنی

ف۱

بُعد اور لعنت کا اطلاق قرآن میں اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ بتانا مقصود ہوتا ہے کہ یہ لوگ اللہ کی رحمت کے سزاوار نہیں رہے اب وہ بخشش اور رحمت سے دُور ہیں۔

خدا قریب و مجیب ہے

ف۲ حضرت صالح قوم ثمود کی جانب مبعوث ہوئے۔ ثمود اس قوم کا نام ہے جو شام اور مدینہ کے درمیان مقام حجر میں آباد تھی۔ دوسرے انبیاء کی طرح حضرت صالح کا پیغام بھی یہی تھا کہ ایک خدا کی پوجا کرو۔ اللہ کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اسی نے تمہیں پیدا کیا اسی نے تمہیں اپنی زمین پر آباد کیا ہے۔ اسی سے گناہوں کی بخشش مانگو۔ اُسی کے آستانۂ کرم پر جھکو۔ وہ بہت قریب ہے سب کی سنتا اور قبول کرتا ہے اُس کے دربار میں توسّل کی ضرورت نہیں اخلاص و خلوص کافی سفارشیں ہیں۔ وہ تمہارے حالات سے براہِ راست باخبر اور آگاہ ہے۔ اس لیے تم نیاز مندی کے ساتھ اُس کے سامنے جھکو۔ خواہشاتِ نفس کو ترک کر دو۔ عاجزی کی پوجا تمہیں اُس کے قریب کر دے گی۔ تمہاری باتیں سُنی جائیں گی۔ اور تمہاری آرزوئیں متقبل ہوں گی۔ وہ قریب اور مجیب ہے۔ تمہارے نزدیک ہے تمہاری پکار اور دعا کو سُنتا اور قبول کرتا ہے۔

ف۳ حجت ہے آباء و اجداد کی اندھی تقلید پر کہ انہوں نے حضرت صالح کی دعوتِ توحید کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیا کہ ہم باپ دادا کے مسلک کو نہیں چھوڑ سکتے۔ چونکہ ہمارے بزرگ بُت پرست تھے اور وہ بُتوں کو خدا مانتے تھے اس لیے اب ہمارے ماتھے خدا کے سامنے نہیں جھک سکتے۔

قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا۔ کے معنی یہ ہیں کہ تیرے اعلانِ توحید سے پہلے کوئی [illegible] اس سے قبل ہمیں آپ سے توقع تھی کہ تیری نیکی پرہیزگاری اور سنجیدگی ہماری مخالفت پر تجھے آمادہ نہیں کرے گی ہمیں تجھ سے اُمیدیں تھیں۔ مگر توحید کے وعظ نے ہمیں ناامید کر دیا۔

آباء سے مراد آباء علم بھی ہو سکتے ہیں یعنی ہم نے اپنے علماء اور مولویوں کو اسی طرح شرک کی آلودگیوں سے ملوث دیکھا ہے۔

رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ إِنْ عَصَيْتُهٗ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ○

طرف سے رحمت بخشی تو اللہ سے کون میری مدد کریگا اگر میں اس کی نافرمانی کروں سو تم سوائے خسارہ کے میرا کچھ نہیں بڑھاتے ○ ف۱

۶۴- وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَأْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ○

۶۴ - اور اے قوم یہ اللہ کی اونٹنی ہے تمہارے لئے نشان سو تم اُسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرے اور اُسے بُرائی سے نہ چھوؤ ورنہ تمہیں عذاب قریب سے پکڑ لے گا ○ ف۲

۶۵- فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ○

۶۵ - پھر انہوں نے اس کے پیر کاٹ ڈالے تب صالح نے کہا تم تین دن اپنے گھروں میں فائدہ اٹھالو یہ وعدہ جھوٹا نہ ہوگا ○

۶۶- فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ إِنَّ رَبَّكَ

۶۶ - پھر جب ہمارا حکم آیا، تو ہم نے صالح اور اس کے ایماندار ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور اس دن کی رسوائی سے بھی، بیشک تیرا رب

ف۱ غرض یہ ہے کہ انبیاء کے پاس دلائل بھی ہیں وہ لوگوں کو علی وجہ البصیرت حق کی جانب بلاتے ہیں انہیں پورا پورا یقین ہوتا ہے کہ اللہ نے انہیں رشد و ہدایت کے لئے مامور فرمایا ہے۔ وہ کامل وثوق کے ساتھ اللہ کے دین کو پیش فرماتے ہیں ۔

ف۲

اونٹنی کو نشانی قرار دینے کا مقصد یہ تھا کہ دیکھیں ان کے بغض و عناد کی مقدار کیا ہے، قاعدہ یہ ہے کہ جب ایک شخص سے محبت ہو تو اس کی ہر چیز سے محبت ہو جاتی ہے۔ اور اگر بغض ہو، تو پھر اس کی کوئی چیز دل کو نہیں بھاتی۔ حضرت صالح نے ان کی اپنی محبت اور عقیدت کو جانچا۔ اور کہا، دیکھو اس اونٹنی کو نہ چھیڑنا۔ ورنہ سمجھ لیا جائے گا۔ تمہیں ہم سے بھی عداوت ہے۔ اور تمہیں یہ بھی گوارا نہیں کہ ہماری اونٹنی زندہ رہے ۔

حلِّ لُغات

تَخْسِيْر۔ گھاٹا، خسارہ ۔

نَاقَةُ اللّٰهِ۔ یعنی اللہ کی پیش کردہ اونٹنی۔ نسبت اضافت تشریف کے لئے ہے ۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِكَاتِبِهٖ
وَلِمَنْ سَعٰى فِيْهِ

هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ○

۶۷- وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جٰثِمِينَ ○

۶۸- كَأَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۗ أَلَآ إِنَّ ثَمُودَا۟ كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۗ أَلَا بُعْدًا لِّثَمُودَ ○

۶۹- وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ إِبْرٰهِيمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوا سَلٰمًا ۖ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ ○

۷۰- فَلَمَّا رَآ أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۚ قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّآ أُرْسِلْنَآ إِلٰى قَوْمِ لُوطٍ ○

وُہی زور آور غالب ہے ○

۶۷- اور ظالموں کو چنگھاڑ نے پکڑ لیا۔ سو وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے ○

۶۸- گویا وہاں کبھی بسے ہی نہ تھے۔ سنتا ہے! ثمود نے اپنے رب کا انکار کیا۔ سنتا ہے لعنت ہو ثمود پر ○ ف۱

۶۹- اور ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیم کے پاس بشارت لے کر آئے۔ بولے سلام ابراہیم نے جواب دیا سلام پھر دیر نہ کی کہ ایک تلا ہوا بچھڑا لے آیا ○ ف۲

۷۰- پھر جب دیکھا ان کے ہاتھ اس طرف نہیں بڑھتے (نہیں کھاتے) تو انہیں اوپری جانا اور ان سے دل میں ڈرا (سمجھا کہ چور ہیں) وہ بولے مت ڈر ہم تو قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں ○

ف۱

قوم ثمود نے جب دستور مخالفت کی اور دشمنی کی رگیں کاٹ ڈالیں۔ اور انتہائی خبث و شر کا ثبوت دیا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے سے آگاہ کر دیا تھا۔ کہ عذاب تمہارے سر پر منڈلا رہا ہے۔ اللہ کے شعائر سے تمسخر کا نتیجہ ہلاکت ہوگا۔ یہی ہوا کہ سخت کڑاکے نے انہیں آگھیرا۔ اور ایسے مٹ گئے۔ کہ كَأَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا گویا کہ ان میں کبھی آباد ہی نہ تھے۔

مہمانوں سے حسنِ سلوک

ف۲

یہاں سے حضرت لوط کا قصہ شروع ہوتا ہے لیکن تمہید کے حضرت ابراہیم کا ذکر بھی آگیا ہے یہی وجہ ہے اس قصہ کا انداز بیان دوسروں سے الگ ہے۔ حضرت ابراہیم کے قصہ میں دو باتیں قابل بیان کی ہیں، جن کا تعلق آداب یا عوائد رحمت سے ہے جب فرشتے حضرت اسحاق کی تولید کی خوشخبری لے کر آئے۔ تو فوراً ہی انہوں نے السلام علیکم کہا حضرت ابراہیم نے بھی سلام کہہ کر جواب دیا جس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان جب ایک دوسرے سے ملیں۔ تو سلسلۂ گفتگو ان میں علیک سلیک سے شروع ہو۔

حضرت ابراہیم نے اس رسمی گفتگو کے بعد مہمانوں کے سامنے ماحضر پیش کیا جس سے معلوم ہوا کہ مسلمان میں مہمان نوازی کا جذبہ بہت بڑا ہوتا ہے۔

حلِ لغت

جٰثِمِینَ۔ جیسے کہ گھٹنوں کے بل اوندھے پڑے ہوئے بے حس و حرکت خفتگاں و ہلاک شدگاں۔

حَنِیْذٍ۔ بھنا ہوا۔ **اَوْجَسَ**۔ دل میں محسوس کیا۔

۷۱ - وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۝

۷۱ - اور اُس کی عورت کھڑی تھی۔ وہ ہنسی پھر ہم نے اُس عورت کو اسحاق کی بشارت دی۔ اور اسحاق کے بعد یعقوب کی ○ ف۱

۷۲ - قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ۝

۷۲ - بولی: خرابی میری کیا میں جنوں گی حالانکہ میں بڑھیا ہوں۔ اور یہ میرا شوہر پیر مرد ہے۔ یہ تو تعجب کی بات ہے ○

۷۳ - قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

۷۳ - کہا کیا تو خدا کے حکم سے تعجب کرتی ہے ف۲ اے اہل بیت تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہیں۔ بے شک وہ سزاوار حمد اور بزرگ ہے ○

۷۴ - فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ۝

۷۴ - پھر جب ابراہیمؑ کا خوف دُور ہوا۔ اور اُس کو بشارت پہنچی، تو ہم سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا ○

۷۵ - اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ۝

۷۵ - بے شک ابراہیمؑ بڑا بُردبار نرم دل تھا ○

ف۱ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ سے صاف ظاہر ہے کہ مہمانوں کی عزت افزائی میں عورت بھی شریک ہو سکتی ہے۔ خاوند کی حاضری میں مہمانوں سے گفتگو کرنا جائز ہے۔ البتہ موجودہ تہذیب کی آزادی اور خلوت و جلوت میں اغیار سے ملاقاتیں بالکل جائز نہیں۔ کیونکہ اس طریق سے اخلاق کو صدمہ پہنچتا ہے۔ عصمت کی تحقیق کا مقصد فوت ہے۔ یہی اس کا زیور ہے۔ اور اسی سے اس کی عزت قائم ہے۔ یہ نہیں تو پھر عورت میں تعلیم و تہذیب کی خوبیاں بھی عیب ہیں۔ اسلام چونکہ مذہب فطرت ہے۔ توازن و اعتدال میں سمویا ہوا ہے اس لئے اس کی ہدایات میں احتیاط و احتساب کا ہر پہلو موجود ہے بخلاف کہ اس حد تک آزادی دی ہے۔ جس حد تک اُس کے لئے مفید ہے۔ وہ آزادی جو سراسر آوارگی ہے۔ اسلام میں درست نہیں؛ حضرت ابراہیمؑ کی بیوی کا فرشتوں کے پاس کھڑے ہو کر باتیں سننا جواب دینا اور ہنسنا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ خاوند کی موجودگی میں مہمانوں کے ساتھ گفتگو کرنے میں شرعاً مضائقہ نہیں اس سے مہمان کی عزت افزائی ہوتی ہے جسے اسلام بجا سمجھتا ہے اسے غیر نہیں سمجھا گیا۔

سارہ کا تعجب

ف۲ حضرت سارہ نے فرشتوں سے جب بچے کی خوشخبری سُنی، تو انہیں تعجب ہوا۔ کہنے لگیں۔ میں تو اب بوڑھی ہو چکی، ابراہیمؑ بھی عمر رسیدہ ہیں۔ اس حالت میں بھلا کیونکر ممکن ہے کہ مجھے بیٹا عنایت ہو گا۔ فرشتے نے جواب دیا۔ کہ تم خدا کی قدرت سے تعجب کرتی ہو؟ تعجب انگیز نہیں۔ اس کا کرم ہے۔ جب چاہے نازل ہو جائے۔ اہل بیت پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہونگی اور خدا لائق صد مدح و ستائش ہے۔ وہ جو چاہے کرے۔ یعنی اللہ کی ہر بات ضابطہ اور قانون ہے۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے، بڑھاپے میں اولاد کی نعمت سے نوازدے۔ یا عین جوانی میں محروم رکھے ہر طرح ممکن اور صحیح ہوگا۔ اس کے افعال پر اعتراض کرنا نادانوں کا کام ہے۔

حل لغات

اَهْلَ الْبَيْتِ - خاوند، بیوی اور بچے۔ اس لفظ سے جو حضرت سارہؓ

۷۶- يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ○

۷۶- اے ابراہیم! یہ جھگڑا چھوڑ۔ تیرے رب کا حکم آچکا۔ اور ان پر عذاب آئے گا، جو نہ ٹلے گا ○

۷۷- وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ○

۷۷- اور جب ہمارے رسول لوطؑ کے پاس آئے وہ ان سے ناخوش اور تنگ دل ہوا۔ اور کہا یہ دن بڑا سخت ہے ○

۷۸- وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ۭ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ۭ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ○

۷۸- اور اس کی قوم کے لوگ اس کے پاس بے اختیار دوڑے آئے۔ اور پہلے سے وہ بُرے کام کیا کرتے تھے لوطؑ بولا اے قوم یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں تمہارے لئے زیادہ پاک ہیں سو اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں میں رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی شائستہ آدمی نہیں؟ ○

۷۹- قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ○

۷۹- بولے تجھے تو معلوم ہے کہ تیری بیٹیوں میں ہمارا کچھ حق نہیں اور جو ہم چاہتے ہیں تو جانتا ہے ○

ف

حضرت لوطؑ کی قوم خلافِ وضعِ فطرت سخت عادی تھی۔ ان کی خباثت اس حد تک پہنچ چکی تھی۔ کہ ہر وقت ان کی نظر انہیں شہوانی مشاغل کی جانب رہتی۔ حضرت ابراہیمؑ کے پاس جب فرشتے بطور مہمان کے آئے، تو انہیں خوبصورت دیکھ کر خباثتِ نفس میں جوش پیدا ہوا۔ بھاگے اور لپکتے ہوئے حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئے۔ حضرت ابراہیمؑ ان کی بدمعاشی سے ڈرے کہ کہیں یہ میرے مہمانوں کو ذلیل نہ کریں۔ چنانچہ انہیں نصیحت فرمائی کہ جتنا یہ عورتیں موجود ہیں۔ جو فطرت نے تسکینِ نفس کے لئے بنائی ہیں۔ ان کو چھوڑ کر تم اس فعل پر کیوں مرتے ہو۔ انہوں نے کہا۔ آپ کی ان بیٹیوں (یعنی عورتوں) سے ہمیں رغبت نہیں اور آپ اس سے خوب آگاہ ہیں۔ ہم تو جس خاص ارادے سے آئے ہیں۔ اس کی تکمیل کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت لوطؑ کی قوم پہلی قوم ہے جس کی وجہ سے یہ برائی دنیا میں پھیلی۔ اور آج بھی یہ مرض تہذیب و شائستگی کے زمانے میں موجود ہے۔ یہ مرض قوم میں اس وقت پیدا ہوتا ہے۔ جب حسنِ اخلاق مُردہ ہو جائے اور قوم میں شہوانی ماحول پیدا کر دیا جائے۔

انسان بالطبع تنوع پسند ہے۔ اس لئے جب جائز تمتع کا سوال اٹھ جائے۔ تو پھر تسکینِ نفس کے لئے عجیب عجیب طریق اختیار کئے جاتے ہیں۔ اس بدنفسی سے قومیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ ذہنی پستی اور مردانہ جذبات ختم ہو جاتے ہیں۔

حلِ لغات

ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا۔ محاورہ ہے۔ یعنی تنگ دل ہوا۔
عَصِيْبٌ۔ دشوار گزار، مشکل۔
يُهْرَعُوْنَ۔ لپکتے ہوئے۔
هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ۔ اشارہ عام عورتوں کی جانب ہے۔ شفقت کے اظہار کے لئے بیٹیاں کہا ہے۔ یعنی یہ تمہاری عورتیں جو میری بیٹیاں ہیں۔ تمہارے طرزِ عمل کی شاکی ہیں۔

٨٠- قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ○

٨٠- بولا۔ کاش کہ تمہارے مقابلہ میں مجھے قوت ہوتی، یا میں کسی محکم آسرے میں جا بیٹھتا ○ ف١

٨١- قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ۭ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ۭ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۭ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ○

٨١- فرشتے بول اٹھے اے لوط ہم تیرے رب کے بھیجے ہیں، یہ تجھ تک پہنچ نہ سکیں گے۔ سو کچھ رات گئے تو اپنے اہل کو لے کر چل جا۔ اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے مگر تیری عورت کہ اس پر وہی مصیبت آئے گی جو ان پر آئے گی ان کے وعدہ کا وقت صبح ہے کیا صبح نزدیک نہیں ؟ ○ ف٢

٨٢- فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ڏ مَّنْضُوْدٍ ○

٨٢- پھر جب ہمارا حکم آیا۔ ہم نے وہ بستی اُلٹ دی۔ اور ان پر کھنگر کی پتھریاں تہ بر تہ برسائیں ○

٨٣- مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۭ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ○

٨٣- جو کہ تیرے رب کے پاس نشان کردہ تھیں ف٣ اور وہ کچھ بستی ظالموں (اہل مکہ) سے کچھ دور نہیں ○

ف١ حضرت لوط کا قوت طلب کرنا اس کے صاف صاف معنی یہ ہیں کہ اس مرض کو سختی کے ساتھ روکنے کی کوشش کرنا چاہیے، کیونکہ یہ نہایت خوفناک بداخلاقی ہے۔

ف٢ حضرت لوط کی عورت نے دعوت کو قبول نہ کیا اور کفر و فسق میں قوم کا ساتھ دیا۔ اس لیے ضرور تھا کہ جلد اور ضروری اس کو بھی معذبین میں شامل کر لیا جائے۔

حضرت لوط چونکہ پیغمبر تھے، انہوں نے اس بُرائی کے خلاف تو قوم کو بالخصوص تلقین کی، مگر ان کی دعوت و تبلیغ میں بھی تفصیلی ہدایات موجود تھیں جن میں توحید سے لے کر اعمال تک تمام دوسری جزئیات شامل تھیں۔ آپ کی بیوی نے آپ کی دعوت کا انکار کیا۔ اس طرح وہ اس تمام فسق و فجور کا موجب بنی جو قوم کو تباہ کر رہا تھا۔ اور اس لئے عذاب میں اس کا شمول ضروری ٹھہرا۔ ورنہ خلاف وضع فطرت کے فعل میں کوئی عورت ساتھ نہیں دے سکتی۔ یہ اس کی اسوائی فطرت کے خلاف ہے جس سے تعلق ناممکن ہے۔

ناپاک اور خبیث النفس لوگ

ف٣ اس بستی کو جہاں یہ ناپاک لوگ رہتے تھے اللہ کے عذاب نے آگھیرا۔ اور اُسے اُلٹ دیا گیا۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مٹ گئے۔ یہ کیوں ؟ اس لئے کہ جب قوم میں شہوانی خیالات اس درجہ راسخ ہو جائیں کہ اٹھتے بیٹھتے انہیں سواء اس کے اور کوئی مشغلہ ہی پسند نہ ہو جس کا مقصد فحش اور گندا ہو جو فطرت کے ضوابط اور مستقیم اصولوں کو پس پشت ڈال دے، جو تمام خواہوں کی باتوں کا مضحکہ اڑائے۔ جو اس درجہ ذلیل ہو جائے کہ نفس کی خواہشیں اس پر غالب آ جائیں۔ اس قوم کو ہلاک ہو جانا ہی بہتر ہے۔

بَطْنُ الْاَرْضِ خَيْرٌ مِّنْ ظَهْرِهَا

ہر پیغمبر توحید کے ساتھ کچھ مخصوص تعلیمات بھی پیش کرتا ہے جن کا تعلق قوم کے ان اخلاقی و معاشی نقائص سے ہوتا ہے جو زیادہ اُمھرے ہوئے اور نمایاں ہوتے ہیں۔

[illegible] ۔۔۔ موجب ہے۔ [illegible]

۸۴ - وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ○

۸۴ - اور مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا بولا اَے قوم اللہ کی عبادت کرو، اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، اور ماپ تول میں کمی نہ کرو، میں تمہیں آسودہ حال دیکھتا ہوں اور مجھے تمہاری نسبت گھیرنے والے دن کے عذاب کا خوف ہے ○ ف

۸۵ - وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ○

۸۵ - اور اَے قوم انصاف سے ماپ تول پورا رکھو۔ اور لوگوں کو اُن کی چیزیں کم نہ دو اور زمین میں فساد کرتے نہ پھرو ○

۸۶ - بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ○

۸۶ - اللہ کا دیا جو بچے وہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر مومن ہو، اور میں تمہارا نگہبان نہیں ○

۸۷ - قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ

۸۷ - بولے اَے شعیبؑ، کیا تیری نماز نے

ف

حضرت شعیبؑ کی قوم تجارت سے شغف رکھنے والی قوم تھی۔ مگر کم تولنے کی بدعادت میں بستلا تھی۔ اس لئے حضرت شعیبؑ نے انھیں اس بُرے فعل سے روکا، اور کہا، کہ اللہ کی عبادت کے ساتھ معاملات میں بھی منصف اور عادل بننے کی کوشش کرو۔ کیونکہ مذہب کا تعلق صرف عقائد سے نہیں، بلکہ اس کو معاملات میں بھی اصلاحی ہدایات پیش کرنا لازم ہے۔ وہ عقیدے اور عبادتیں جو بُرائیوں سے نہیں روکتیں، تمہیں بتاؤ، ان کی کیا قیمت ہے! مذہب زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھتا ہے۔

تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ○

تجھے یہ سکھلایا، کہ ہم ان کو چھوڑ دیں جن کو ہمارے بڑے پوجتے تھے یا یہ کہ ہم اپنے مالوں میں جو چاہیں نہ کریں۔ تو تو بڑا بردبار نیک ہے ○ ف۱

۸۸ - قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ○

۸۸ - کہا اے قوم دیکھو تو اگر میں اپنے رب سے حجت پر ہوں اور اس نے مجھے اپنی طرف سے نیک روزی دی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ جن باتوں سے تمہیں منع کرتا ہوں، میں آپ کروں۔ میرا ارادہ تو صرف اصلاح کا ہے جہاں تک مجھ سے ہو سکے اور میری توفیق اللہ ہی سے ہے میں نے اسی پر بھروسا کیا، اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں ○ ف۲

۸۹ - وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ

۸۹ - اور اے قوم میری مخالفت تمہارے حق میں اس کا باعث نہ ہو کہ تم پر ویسی مصیبت آئے جیسی قوم

اَکلِ حلال

ف۱ حضرت شعیبؑ نے جب توحید کی طرف قوم کو بلایا، خدا پرستی کی تلقین کی اور کہا کہ عقیدہ توحید عام اعمال میں بھی نظر آنا چاہیئے پورا تول کر دو، اور پورا ناپ کر لو۔ تو انہوں نے از راہ بدبختی کہا۔ واہ یہ کیا توحید و عبادت ہے کہ ہم اپنے آبائی عقائد کو ترک کر دیں اور یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم اپنے کل مال و دولت میں تمہارے تصرفات کو مان لیں۔ ہم جیسا چاہیں گے کریں گے۔ اس کے بعد یہ کہہ کر حضرت شعیبؑ کی کچھ چاپلوسی کی ہے، اگر تم نہایت بردبار اور نیک ہو تو یہ تجارت اور بزنس کے داؤں گھات ہیں، تم کیا جانو، یہ کیا ہیں۔ آپ ان چیزوں کی مخالفت نہ کرو۔ اور دخل در معقولات سے باز آجاؤ۔ حضرت شعیبؑ نے تو اکل حلال کی تلقین کی کیونکہ اکل حلال ہی سے صحیح مذہبی روح باقی رہتی ہے۔ دل میں جذبات پاکیزہ رہتے ہیں، دین کے لیے دلوں میں جوش اور حمیت رہتی ہے۔ نفس کی پاکیزگی اور اعمال کی پاکیزگی کا یہ لازمی وسیلہ ہے۔ یہی اصل روحانیت ہے عبادۃ کی جان ہے اور دین کا اساس۔ مگر قوم نے اس کی مخالفت کی۔ اور حرام کھانے کی ٹھان لی۔ اس لیے کہ اکل حلال میں مشکلات ہیں۔ لوٹنے اور ناجائز طریقوں سے مال حاصل کرنے کا موقع نہیں رہتا۔ نفسانی آسائشیں فراوانی سے میسر نہیں ہوتیں۔ یہ لوگ چونکہ محنت کے عادی نہ تھے۔ راحت طلب اور ہوائے نفس کے تابع تھے۔ اس لیے شعیبؑ کی دعوت قبول کرنے سے محروم رہے۔

ف۲ قوم کے اعتراضات کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں، درست ہے۔ دلائل کی بنا پر کہہ رہا ہوں۔ وہ تجارت یقیناً کامیاب ہے جو صداقت اور دیانتداری پر مبنی ہو۔ میری نیکی سے تم یہ توقع نہ رکھو کہ میں ان برائیوں کو نہیں سمجھتا، اور تمہارا ان میں ساتھ دوں گا۔ میں تو اصلاح چاہتا ہوں۔ مجھے تمہاری مخالفت کی پروا نہیں، کیونکہ میرا تعلق خدائے برتر سے ہے۔

حل لغات:۔ شقاقی۔ میری عداوت۔ شق سے مشتق ہے۔

نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ۚ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ○

۹۰ - وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۚ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ○

۹۱ - قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۡ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ○

۹۲ - قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ○

۹۳ - وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ

لُوح یا قوم ہُود یا قوم صالح پر آئی تھی، اور قوم لُوط تم سے بہت دُور نہیں ○

۹۰ - اور اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف توبہ کرو۔ بے شک میرا رب مہربان محبت والا ہے ○

۹۱ - بولے اے شعیب جو تو کہتا ہے ہم اس میں کی بہت باتیں نہیں سمجھتے اور تجھے ہم اپنے درمیان ناتوان دیکھتے ہیں اور اگر تیری برادری نہ ہوتی تو ہم تجھے سنگسار کرتے اور تو ہم پر غالب نہیں ہے ○ ف۱

۹۲ - بولا۔ اے قوم کیا میری برادری خدا کی نسبت تمہارے نزدیک زیادہ زبردست ہے۔ اور خدا کو تم نے اپنی پیٹھ پیچھے پھینک دیا۔ تمہارے کام میرے رب کے قابو میں ہیں ○

۹۳ - اور اے قوم! تم اپنی جگہ میں کام کئے جاؤ

ف۱

جب قوم میں جذبۂ زرداری سے ... ہو جائیں، صداقت کو نصب العین دنیا کی کو جا قرار پائے۔ جب ہوائے نفس کے بادل قلب و دماغ پر چھا جائیں۔ اور دن رات حصول زر کا خیال دامنگیر ہو، جب دُنیا مقصود ٹھہرے اور دین دوسرے درجے کی چیز رہ جائے تو اس وقت پند و نصیحت بیکار ہے۔ پھر اخلاق و عظ ان کے دلوں میں اثر انداز نہیں ہوتے۔ اور نہ طبیعتیں قبول حق کے لئے آمادہ ہوتی ہیں۔

حضرت شعیب کی قوم دُنیاداری کے ان درجات کو طے کر چکی تھی۔ زرطلبی اور ہوس زرانی زندگی کا شعار قرار پا چکا تھا۔ ان سے صداقت و سچائی کی راہوں میں کامیابی انہیں مشکل نظر آتی اور یہ سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ کہ دیانتداری کو شعار رکھتے ہوئے کیونکر تجارت میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ کاروبار تو جھوٹ اور فریب کے بغیر چل نہیں سکتے۔ اس لئے انہوں نے صاف صاف کہ دیا۔ یہ فلسفہ دینداری ہماری عقل سے بالا ہے اور جب دیکھا کہ

حضرت شعیب کی کوششیں برابر جاری ہیں۔ اور وہ سب کو پاکبازی اور عدل و انصاف کی دعوت دینے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ اور مایوس نہیں ہوئے۔ تو انہوں نے دھمکی دی۔ کہ دیکھئے۔ آپ ہم میں کمزور ہیں۔ آپ کا مار ڈالنا ہمارے لئے کچھ بھی مشکل نہیں۔ ہمیں اُن عزیزوں کا خیال ہے۔ جو ہمارے بھی عزیز ہیں اور آپ کے بھی اور جو آپ کے ہم عقیدہ نہیں۔ ورنہ کبھی آپ کا کام تمام کر دیا ہوتا۔

حلِّ لُغات

وَدُوْدٌ ۔ وُدّ سے مشتق ہے۔ یعنی منبع محبت۔

رَھْطٌ ۔ گروہ و جماعت مردان۔ واحد پر بھی اس کا اطلاق ہو سکتا ہے۔

ظِهْرِيًّا ۔ ظہر سے منسوب ہے۔ یعنی پس پشت ڈالا ہوا۔

إِنِّي عَامِلٌ ۔ سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۙ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۔ وَارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ رَقِيبٌ ۝

میں اپنی جگہ کام کرتا ہوں، آئندہ کو تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ رسوائی کا عذاب کس پر آتا ہے اور کون جھوٹا ہے اور تاکتے رہو۔ میں بھی تمہارے ساتھ تاکتا ہوں ۝ ف۱

۹۴ - وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝

۹۴ - اور جب ہمارا حکم آیا ہم نے اپنی رحمت سے شعیبؑ اور اس کے ایماندار ساتھیوں کو بچا لیا اور ایک چنگھاڑ ظالموں پر آئی، سو صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے مرے پڑے تھے ۝

۹۵ - كَأَنْ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۔ أَلَا بُعْدًا لِمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ ۝

۹۵ - گویا وہاں کبھی نہ بسے تھے سُنتا ہے پھٹکار پڑی مدین پر جیسے ثمود پر پھٹکار پڑی تھی ۝

۹۶ - وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُبِينٍ ۝

۹۶ - اور ہم نے موسیٰؑ کو اپنی نشانیوں اور واضح سند کے ساتھ ۝

۹۷ - إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَاتَّبَعُوا

۹۷ - فرعون اور اس کی جماعت کی طرف بھیجا، سو وہ لوگ

ف۱

حضرت شعیبؑ نے دھمکی کو صبر و عزیمت کے ساتھ سُنا اور کہا۔ تمہیں میرے عزیزوں کا تو خیال ہے۔ مگر خدا کا خیال نہیں۔ جس کی جانب سے میں مبعوث ہو کر آیا ہوں۔ تم اس کی آواز پر کان نہیں دھرتے۔ تمہیں اس بات کی فکر نہیں کرو۔ تمہیں کیا کہے گا تم جو چاہو، کرتے رہو۔ میں ہرگز تمہارے طرز عمل سے خائف نہیں۔ تم عنقریب جان لوگے۔ کہ جھوٹا کون ہے۔ اور

سچا کون۔ کس پر اللہ کی رحمتیں ہیں، اور کون ذلیل اور کون عذاب کا مستحق ہے ۔

چنانچہ اللہ کا عذاب آیا۔ اور انکار کرنے والے صفحۂ ہستی سے مٹ گئے ۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِكَاتِبِهِ وَلِمَنْ سَعٰى فِيْهِ

أَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ أَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ○

فرعون کے حکم پر چلے۔ اور فرعون کا حکم اچھا نہ تھا ○ ف۱

۹۸ - يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَأَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۖ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ○

۹۸ - فرعون قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے آگے ہوگا پھر انہیں آگ جا اتارے گا اور بُرا گھاٹ ہے جہاں اُترے

۹۹ - وَأُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ○

۹۹ - اور اس دنیا میں اور قیامت کے دن اُن کے پیچھے لعنت لگی۔ بُرا انعام ہے جو ملا ○

۱۰۰ - ذٰلِكَ مِنْ أَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ ○

۱۰۰ - یہ بستیوں کی بعض خبریں ہیں جو ہم تجھے سناتے ہیں بعض بستیاں قائم ہیں اور بعض اُجڑ گئیں ○

۱۰۱ - وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا أَنْفُسَهُمْ فَمَآ أَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ○

۱۰۱ - اور ہم نے اُن پر ظلم نہیں کیا۔ لیکن وہ آپ ہی اپنی جانوں پر خود ظلم کر گئے۔ سو جب تیرے رب کا حکم آیا ان کے معبود جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارتے تھے اُن کے کچھ کام نہ آئے۔ اور اُن کے لئے سوائے ہلاکت کے کچھ نہ بڑھایا ○ ف۲

جہنم کی سرداری

ف۱ موسیٰ علیہ السلام نے جب فرعون کو کبر و غرور سے روکا اور ارکان حکومت کے ساتھ بہترین سلوک روا رکھنے کی تلقین کی تو اُس سے کہا گیا۔ کہ بنی اسرائیل پر ظلم نہ کرو۔ انہیں آزادی و حریت کی نعمتوں سے ہمکنار ہونے دو۔ تو اس کے قیادت پسند مغرور نفس نے اس جائز اور درست مطالبے کو تسلیم کیا جادوگروں کو بلایا۔ موسیٰ علیہ السلام کو ذلیل و رسوا کرنے کی کوشش کی۔ بنی اسرائیل پر اور سختیاں شروع کر دیں۔ محض اس بنا پر کہ طبیعت میں سیادت و زعامت کا جنون تھا۔ ملاء کو کبر و غرور کے بام بلند سے نیچے آنا گوارا نہ تھا۔ یہ کسی طرح پسند نہ تھا کہ بنی اسرائیل اور فرعون ایک دین کے حلقہ بگوش ہو جائیں، ایک قبطی اور اسرائیلی دونوں ایک صف میں کھڑے ہو جائیں، اس طرح سے اس کے جذبۂ قیادت و سیادت کو صدمہ پہنچتا تھا اللہ تعالیٰ نے جو اس کو سزا دی۔ وہ اس کی نفسیات کے عین مطابق ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ یعنی قیامت کے دن بھی اس کی شان قیادت کی لاج رکھی جائے گی۔ اپنی قوم کو جہنم میں لے جائے گا۔ اور سب کے آگے آگے ہوگا۔ جس طرح دنیا میں اُس نے قوم کو قلزم میں غرق کر دیا تھا۔ اس طرح آخرت میں بھی قوم کو جہنم میں لے جانے کے لئے پیش پیش ہوگا۔

ف۲

ان آیات میں موسیٰ کے قصہ کے درمیان بطور توضیح اللہ تعالیٰ نے چند دوسرے قصص امم کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ قوموں کی داستان کفر و معصیت جو بیان کی گئی ہے۔ ان کا تعلق امور غیب سے ہے۔ جن کی انبیاء کے سوا اور کسی کو خبر نہیں ہوتی۔ ارشاد فرمایا۔ کہ ان قوموں پر جو عذاب آیا ہے۔ اپنی اپنی نافرمانی کی وجہ سے ہے۔ معاذ اللہ ظالم نہیں۔ جب عذاب آگیا۔ تو پھر ان کے مزعومہ خدا انہیں عذاب سے نہ

(باقی برصفحہ ۵۵۶)

١٠٢- وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ۝

١٠٣- اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ۝

١٠٤- وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ۝

١٠٥- يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِىٌّ وَّسَعِيْدٌ ۝

١٠٦- فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِى النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ۝

١٠٧- خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ

١٠٢- اور تیرے رب کی ایسی ہی پکڑ ہے جب، ظالم بستیوں کو پکڑتا ہے، بے شک اس کی گرفت سخت دکھ دینے والی (ہوتی) ہے ○

١٠٣- جو کوئی عذاب آخرت سے ڈرتا ہے اس کے لیے تو اس بات میں نشانی ہے۔ وہ ایک دن ہے جس میں سب آدمی جمع ہوں گے اور وہ دن ہے جس میں سب لوگ حاضر کیے جائیں گے ○

١٠٤- اور ہم نے اس میں ایک معین وقت تک کے لیے تاخیر کی ہے ○

١٠٥- جب وہ دن آئے گا کوئی بے اذن خدا کے بولے گا، سو کوئی ان میں بدبخت ہوگا اور کوئی نیک بخت ○

١٠٦- سو جو بدبخت ہیں آگ میں جائیں گے۔ ان کو وہاں چلانا ہے اور دھاڑنا ہے ○

١٠٧- جب تک آسمان و زمین قائم ہیں اسی آگ میں

(بقیہ حاشیہ)

بھاگ گئے۔ یہ کہا گیا کہ یہ بات اللہ کے نظام میں داخل ہے کہ جب شہروں اور بستیوں میں کفر و معصیت پھیل جائے۔ اور دل مردہ ہو جائیں۔ تو اس وقت خدا کا غضب حرکت میں آتا ہے۔ اور انہیں دنیا سے مٹا دیا جاتا ہے۔ نیز یہ فرمایا کہ یہ واقعات عبرت و نصیحت کے لیے ہیں تا کہ طبیعتوں میں گداز اور تاثر پیدا ہو۔

حلِ لغات

الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ۔ جو تم ہی انعام دیے

تعبیر ہے۔ بطور تہکم و تمسخر کے وعدہ و نار کو اعانت قرار دیا ہے۔

حَصِيْدٌ۔ کٹا ہوا۔ تباہ شدہ۔

تَتْبِيْبٍ۔ ہلاکت، تباہ سے ہے۔

يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ۔ قیامت، جس دن سب خدا کے حضور میں کھڑے کیے جائیں گے۔

زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ۔ آگ میں جو آواز پیدا ہوگی۔ اس کو زفیر و شہیق سے تعبیر کیا ہے۔ ذرا تلے کی آگ جلے گی۔

لَفِىْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ○	لوگوں کو اس میں (یعنی قرآن میں) ایک شبہ ہے ○
۱۱۱- وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ؕ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○	۱۱۱- اور بیشک جب وقت آیا تیرا رب سب کو ان کے عمل کا پورا بدلہ دیگا، کہ وہ ان کے کاموں سے خبردار ہے ○
۱۱۲- فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○	۱۱۲- پس تو اسے محمد مع اپنے تائب ساتھیوں کے جیسا حکم ہوا سیدھا رہ، اور سرکشی نہ کرو، وہ تمہارا کام دیکھتا ہے ○ ف۱
۱۱۳- وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ○	۱۱۳- اور تم ظالموں کی طرف نہ جھکو، کہ تمہیں آگ نہ پکڑے۔ اور سوائے اللہ کے کوئی تمہارا دوست نہیں ہے۔ پھر کہیں مدد نہ پاؤ گے ○
۱۱۴- وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَىِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى	۱۱۴- اور دن کی دونوں طرفوں میں ف۲ اور کچھ رات گئے نماز پڑھا کر۔ کہ نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں۔ یہ ذکر کرنے والوں کے لئے

ف۱

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ۔ میں تمام اسلامی تعلیم آجاتی ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ فرائض دینی کو عزم و استقلال کے ساتھ ادا کرو، خدا کی منشار کے مطابق تمہارا ہر قدم اٹھے۔ مخالفت و عناد سے خوف و ہراس درست نہیں۔ مرد مومن وہ ہے جو عقائد کو جب عقل و دانش کے معیار پر پرکھ لے۔ تو پھر اس کے پائے ثبات میں کہیں لغزش پیدا نہ ہو۔ یہ چھوٹا سا جملہ سنہ مجموعی ایمان ہے جس میں جدوجہد کا ایک عالم پنہاں ہے اسی لئے حضور فرمایا کرتے تھے۔ شَيَّبَتْنِيْ هُوْد۔ کہ سورۂ ھود میں ان فرائض کی تلقین نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ اللہ اللہ! وہ جس کی ہر ساعت خدمت دین میں صرف ہوتی ہے۔ اسے اپنی ذمہ داریوں کا کس قدر احساس ہے۔

ف۲ طَرَفَىِ النَّهَارِ۔ سے غرض صبح اور شام کے اوقات ہیں؟ بات یہ تھی، کہ مجوسی عین طلوع و غروب کے وقت سورج کو قبلہ مان کر عبادت کرتے۔ اس آیت میں نماز کے اوقات ایسے بتا دیئے کہ سورج پرستی کے لئے کوئی موقع ہی نہ رہے۔ اسلام اس بات سے نہایت کھٹکتا ہے۔ کہ اس میں ہر ممکن احتیاط موجود ہے تاکہ نظام دینی میں کہیں شائبہ شرک نہیں۔

حضرت حسن فرماتے ہیں۔ طرفین سے فجر و عصر مراد ہے حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک صبح و مغرب۔ علامہ ابن جریر نے حضرت ابن عباسؓ کے مسلک کی تائید فرمائی ہے۔

علامہ رازی نے حضرت حسنؓ کے قول کو ترجیح دی ہے کیونکہ زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ میں مغرب و عشار دونوں داخل ہیں۔

اس کے بعد فرمایا ہے کہ نماز میں حصول تقرب کی بہترین صورتیں ہیں۔ اس لئے اگر کوئی شخص نماز کو قائم کرے گا۔ اور روح صلوٰۃ کو سمجھنے کی کوشش کریگا۔ تو نماز اس کے دل میں پاکیزگی کے جذبات پیدا کر دے گی۔ اسے نیک بنا دے گی۔ اور وہ گناہ، جو انسان جہالت کی وجہ سے کئے ہیں، نیکیوں کے تلے دب جائیں گے۔

نماز بہترین وظیفۂ طہارت ہے۔ اور نمازی بہترین روحانی ذہن۔ اس لئے گناہوں کا جوش کم ہو جانا طبعی بات ہے۔

لِلذّٰکِرِیْنَ ۚ ۝ نصیحت ہے ۝

۱۱۵- وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝

۱۱۵- اور صبر کر، اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ۝

۱۱۶- فَلَوْلَا کَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِکُمْ اُولُوْا بَقِیَّۃٍ یَّنْہَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِی الْاَرْضِ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّنْ اَنْجَیْنَا مِنْہُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِیْہِ وَکَانُوْا مُجْرِمِیْنَ ۝

۱۱۶- تو جو اُمتیں پہلے ہو گزری ہیں اُن میں ایسے صاحب شعور کیوں نہ ہوئے کہ زمین میں فساد کرنے سے لوگوں کو منع کرتے مگر تھوڑے سے تھے جنہیں ہم نے اُن میں سے بچا لیا۔ اور ظالموں نے اُسی کی پیروی کی جس میں آسودگی پائی، اور وہ گنہگار تھے ۝

۱۱۷- وَمَا کَانَ رَبُّکَ لِیُہْلِکَ الْقُرٰی بِظُلْمٍ وَّاَھْلُہَا مُصْلِحُوْنَ ۝

۱۱۷- اور تیرا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو ظلم سے ہلاک کرے اور وہاں کے لوگ نیک ہوں ۝

۱۱۸- وَلَوْ شَآءَ رَبُّکَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّلَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ ۙ ۝

۱۱۸- اور اگر تیرا رب چاہتا، تو سب لوگوں کو ایک راہ پر کر دیتا۔ اور وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے ف ۝

۱۱۹- اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّکَ ۚ وَلِذٰلِکَ

۱۱۹- مگر جس پر تیرے رب کا رحم ہوا اور خدا نے

قانون اختلاف طبائع

ف یعنی اختلاف رائے ناگزیر ہے۔ جب تک دل و دماغ دنیا میں رہیں گے۔ اختلاف باقی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت تکوینی نے کچھ ایسا سامان پیدا کر دیا ہے۔ کہ اختلاف رائے سے کلی احتراز مشکل ہے۔ اس آیت میں اسی حقیقت کی جانب اشارہ ہے۔ مقصد یہ ہے کہ حضور ان اختلافات سے گھبرا نہ جائیں اور آپ کا جی تھوڑا نہ ہو۔ بتایا یہ ہے کہ ایمان و کفر میں امتیاز قدرتی بات ہے۔ آپ استقلال و ہمت کے ساتھ اپنا فرض ادا کرتے رہیں ۔

آیت کا مقصد یہ نہیں کہ اللہ نے بعض لوگوں کو عمداً جہنم کے لئے پیدا کیا ہے۔ بلکہ مدعا یہ ہے کہ اللہ کی مشیت تکوینی میں جیسے ہدایت کے لئے سامان بہم پہنچائے گئے ہیں۔ اس طرح گمراہی کے لئے بھی آسانیاں موجود ہیں۔ اور اس میں انسانوں اور جنوں میں کوئی تفریق نہیں۔ دونوں میں ایسے لوگ موجود رہیں گے جو جہنم کے مستحق قرار پائیں گے ۔

کَلِمَۃُ اللّٰہِ سے مراد ہے۔ اللہ کا حکم یا سنت اختلاف طبائع۔ آیت میں اس قسم کے واضح قرائن موجود ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کا مقصد یہ نہیں کہ لوگ گمراہی اور ضلالت کو قبول کریں۔ البتہ یہ بات ضرور ہے کہ لوگ گمراہی قبول کریں گے ۔

مثلاً اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّکَ (مگر جن پر تمہارا پروردگار رحم کرے) ایک قرینہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو ظل رحمت میں آجائیں۔ اللہ اُن سے خوش ہے ۔

وَلِذٰلِکَ خَلَقَہُمْ۔ دوسرا قرینہ ہے۔ حضرت مجاہد و عکرمہ کہتے ہیں کہ ذٰلک کا مشار الیہ رحمت ہے یعنی اللہ نے لوگوں کو رحمت کے لئے پیدا کیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ شقاوت کو اپنے لئے پسند کریں۔ پھر خود مطلب یہ حقیقت ہے کہ اگر آیت کا یہی مفہوم ہو جو اصحاب الحاد سمجھتے ہیں۔ تو پھر رحمت و جنت یہیں سے بے مقصود ہے۔ جب یہ طے ہے کہ لوگ جہنم میں جائیں تو پھر کیوں رسول بھیجے گئے۔ کیوں کتابیں نازل کیں ۔ طرز قرآن کی کیا ضرورت تھی

خَلَقَهُمْ ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝

انھیں اسی لئے پیدا کیا ہے، (کہ اختلاف کریں) اور تیرے رب کی بات پوری ہوئی کہ البتہ میں سب کے ساتھ جنوں اور آدمیوں سے دوزخ کو بھر دوں گا ۝

۱۲۰- وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

۱۲۰- اور رسولوں کی خبروں میں سے ہم یہ سب باتیں جن سے تیرے دل کو قائم کریں، ہم تجھے سناتے ہیں اور اس (سورۂ ہود) میں تیرے پاس حق بات آئی ہے اور مومنین کے لئے نصیحت اور یاد دہانی ہے ۝

۱۲۱- وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ۝

۱۲۱- اور نہ ماننے والوں سے کہہ دے کہ اپنی جگہ میں کام کرتے رہو، ہم بھی کام کرتے ہیں ۝

۱۲۲- وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝

۱۲۲- اور راہ تکتے رہو، ہم بھی راہ تکتے ہیں ف ۝

۱۲۳- وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ

۱۲۳- اور زمین اور آسمانوں کی پوشیدہ بات خدا کے پاس ہے، اور سارا کام اسی کی طرف جاتا ہے تو اس کی عبادت کر اور اس پر بھروسا رکھ۔ اور تیرا رب

ف یعنی کفار کو ڈھیل دے دی ہے۔ کہ وہ سب کچھ کر دیکھیں۔ ہر سرکشی اور شرارت کو آزما دیکھیں۔ ایک وقت آئے گا۔ جب کہ علم حق و صداقت بلند ہوگا۔ اور اہل عناد و بغض حیران ہو کر [illegible] کہ یہ کیونکر ہوگا؟ اور کیا یہ سچ ہے کہ معاملہ صرف اللہ کے بس میں ہے [illegible] کے اختیار میں ہیں وہی اسرار

غیب سے آگاہ ہے۔ وہ اپنی مصلحتوں کو خوب جانتا ہے اس لئے شعلہ حق نواز کا فرض ہے کہ وہ تائید الٰہی کا صمیم قلب سے منتظر رہے۔ اور مایوس نہ ہو، کیونکہ خدا تمام حالات کو جانتا ہے اُس سے کوئی بات پوشیدہ نہیں۔

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ۝

اُن کے کاموں سے غافل نہیں ۝

سُوۡرَةُ يُوۡسُفَ مَكِّيَّةٌ

سُورۂ یُوسُف

اٰيَاتُهَا (۱۱۱) رُكُوۡعَاتُهَا (۱۲)

مکی ـــ آیتیں ۱۱۱ ـــ رکوع ۱۲

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

۱ - الٓرٰ ۚ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ ۝

۱ - الٓرٰ ۔ یہ واضح کتاب کی آیتیں ہیں ۝

۲ - اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ۝

۲ - ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے شاید تم سمجھو ۝

۳ - نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَيۡكَ اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ بِمَاۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ ۖ وَاِنۡ كُنۡتَ مِنۡ قَبۡلِهٖ لَمِنَ الۡغٰفِلِيۡنَ ۝

۳ - ہم تجھے اچھا قصہ سناتے ہیں، اس لیے کہ ہم نے یہ قرآن تیری طرف بذریعہ وحی کے بھیجا، اور بے شک اس سے پہلے تو بے خبروں میں تھا ۝ ف۱

۴ - اِذۡ قَالَ يُوۡسُفُ لِاَبِيۡهِ يٰۤاَبَتِ اِنِّىۡ رَاَيۡتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوۡكَبًا

۴ - جب یوسف نے اپنے باپ کو کہا اے باپ میں نے گیارہ ستاروں، اور سورج،

بہترین واقعہ!

ف۱ سورہ یوسف کا نزول اس وقت ہوا۔ جب حضورؐ مکہ چھوڑ رہے تھے۔ اور مدینہ کی جانب ہجرت کا ارادہ تھا، غرض یہ ہے کہ جس طرح برادران یوسف نے جمال ظاہری کو رشک و حسد کی آنکھوں سے دیکھا۔ اور بھائی کو کنوئیں میں پھینک دیا۔ اسی طرح یہ برادران قوم حضورؐ کے جمال باطنی کی تجلیات کو برداشت نہ کر سکے۔ اور حضورؐ غار ثور میں پناہ گزین ہوئے۔ پھر جس طرح یوسفؑ ارض مصر میں حکومت کے مدارج تک پہنچے۔ اسی طرح حضورؐ کو مدینہ کے لوگوں نے آنکھوں پر بٹھایا۔ اس سورہ کے نزول کا مقصد یہ ہے کہ آپ کی ہجرت یوسفؑ کی سی ہجرت ہے۔ انشاء اللہ آپ مدینے میں یوسفؑ کی طرح اقتدار حاصل کریں گے اور یہی برادران یوسفؑ آپ سے عفو و کرم کے طالب ہوں گے۔

اس سورت میں نفسیات و اخلاق کی بہت سی گتھیوں کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ حسد و عناد کا انجام، محبت کا ادب و صادق میں امتیاز۔ عصمت کی جانب میلان بشریہ سب چیزیں نہایت عمدگی سے بیان کی ہیں۔ درمیان میں بہت سے حقائق و معارف آگئے ہیں۔ موقع بہ موقع ان کے متعلق تشریحات کی جائیں گی۔

حلِ لُغات

اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ ۔ بہترین واقعہ، بہترین اظہار قصہ کے معنے۔ کہانی یا افسانہ کے نہیں۔ بلکہ خبر دینے یا حقیقت کے ہیں۔ کیونکہ قرآن فرضی خبریں نہیں بیان کرتا۔ اس کا مقصد تو واقعات و حقائق کو بیان کرنا ہے۔

وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ۝

اور چاند کو دیکھا، کہ مجھے سجدہ کرتے ہیں ۝ ف۱

۵ - قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

۵ - کہا بیٹے اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ بیان کرنا، کہ وہ تیرے لئے کوئی فریب بنائیں گے البتہ شیطان انسان کا صریح دشمن ہے ف۲ ۝

۶ - وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

۶ - اور اسی طرح تیرا رب تجھے برگزیدہ کریگا اور تجھے خواب کی تعبیر سکھلائے گا۔ اور اپنی نعمت تجھ پر، اور اولاد یعقوب پر پوری کرے گا جیسے اس نے پہلے تیرے باپ دادا، ابراہیم واسحاق پر اسے پورا کیا۔ بے شک تیرا رب خبردار ہے حکمتوں والا ۝ ف۳

ع

۷ - لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝

۷ - البتہ یوسف اور اس کے بھائیوں کے ذکر میں سائلین کے لئے نشانیاں ہیں ۝

خواب کی حقیقت!

ف۱ بعض خواب قابل تعبیر ہوتے ہیں۔ ان کا تعلق مستقبل کے حالات سے ہوتا ہے۔ اور بعض اضغاث احلام یعنی خوابہائے پریشان۔ جن کی تعبیر بوجہ اختلاف احوال معقول طور معقول نہیں ہے۔ خواب کیوں تعبیر طلب ہوتا ہے۔ اور کیوں اس کا تعلق آئندہ واقعات سے ہوتا ہے؟ اور قرآن کی رو سے اس کا کوئی جواب نہیں۔ البتہ مذہب نے اس حقیقت کو بہتر سے معلوم کر لیا ہے کہ روح انسانی لطافت آگہی کا نتیجہ ہے اور روح کا تعلق عالم ارواح سے ہے۔ جب روح کو کامل تجرد اور علیحدگی کا موقع ملتا ہے۔ تو عالم ارواح کی جانب پرواز کرتی ہے تو اپنے ساتھ بیش بہا معارف ومعلومات لاتی ہے۔ خواب کی پوری پوری حقیقت اب تک معلوم نہیں ہو سکی بہر حال آئندہ معلومات کی آئینہ داری کی کامل توضیح ہے۔

آیت کا مقصد یہ ہے۔ کہ حضرت یوسف نے دیکھا کہ گیارہ ستارے مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ اور چاند سورج بھی جھکے ہوئے ہیں۔ اس لئے انہیں تعجب ہوا۔ اور انہوں نے اپنے والد سے استصواب کیا۔

ف۲ مشفق باپ نے بتایا، کہ تعبیر اچھی ہے۔ اپنے بھائیوں سے ذکر نہ کرنا، کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے۔ کیونکہ اس طرح ان کے دل میں حسد ورشک کی آگ جل اٹھے گی۔

اس آیت میں انسان کی اس نفسیت کی طرف اشارہ ہے کہ انسان بالطبع دوسروں کے عروج کو نہیں دیکھ سکتا۔ ایک باپ کی اولاد ہیں۔ بھائی بھائی ہیں مگر یہ منظور نہیں کہ یوسف کسی بات میں سبقت لے جائے۔

ف۳ سچے خواب نبوت کا ایک حصہ ہیں۔ کیونکہ قلب جس قدر پاک اور مصفا ہوگا۔ اسی قدر صفات عالیہ کے انکشاف کی اس میں استعداد زیادہ ہوگی۔ انبیاء جو کچھ بذریعہ خواب دیکھتے ہیں، وہ بالکل حق اور حقیقت ہوتی ہے۔ اسی طرح ان میں فکر بھی ہوتا ہے کہ خواب کی صحیح صحیح تعبیر معلوم کرلیں۔ (باقی آئندہ)

٨- إِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَىٰ أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ○

٩- اقْتُلُوا يُوسُفَ أَوِ اطْرَحُوهُ أَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ أَبِيكُمْ وَتَكُونُوا مِن بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ ○

١٠- قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَلْقُوهُ فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ○

١١- قَالُوا يَا أَبَانَا مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَىٰ يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُ لَنَاصِحُونَ ○

٨- جب بولے کہ البتہ یوسف اور اس کا بھائی (بنیامین) ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارا ہے حالانکہ ہم زبردست جماعت ہیں، بیشک ہمارا باپ صریح خطا میں ہے ○

٩- یوسف کو قتل کرو، یا کسی زمین میں پھینک دو تب باپ کی توجہ خالص تمہاری طرف ہوگی، اور تم اس کے بعد بھلے لوگ ہو رہنا ○

١٠- ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا، یوسف کو قتل نہ کرو۔ اور اگر تم کو کرنا ہی ہے تو اسے تاریک کنوئیں میں ڈال دو، کہ کوئی راہگیر اسے اٹھا لے ○

١١- بولے، اے باپ! تیرا کیا حال ہے کہ یوسف کی نسبت تو ہمارا اعتبار نہیں کرتا۔ اور ہم اس کے خیرخواہ ہیں ○ ف

حضرت یعقوب نے یوسف علیہ السلام کو خوشخبری دی کہ تمہیں علم التعبیر سے بہرہ ور کیا جائے گا۔ تم خواب کی صحیح تعبیر بتا سکو گے۔ نیز تم پر اللہ کا فضل ہوگا۔ اور تم ابراہیم و اسحٰق کی مسند پر بیٹھو گے۔

فن تعبیر وجدان صحیح اور ذوق سلیم پر موقوف ہے، علمی طور پر اس کی جزئیات مدون نہیں۔

یوسف کیوں باپ کو پیارے تھے!

ف اب یوسف علیہ السلام کے خلاف سازشیں شروع ہوتی ہیں۔ بھائی طے کرتے ہیں، کہ یوسف کو تاریک کنوئیں میں ڈال دیا جائے، اور کہہ دیا جائے کہ اس کو بھیڑیے نے کھا لیا ہے تاکہ ہم یوسف کی جگہ لے لیں اور باپ ہم سے زیادہ محبت کرنے لگے۔

بات یہ تھی کہ حضرت یوسف کو خلعت نبوت ملنے والا تھا، یہ بچے ہونہار اور سعادتمند صابر [illegible] تھے۔ باپ کو بالطبع ان سے زیادہ اُنس تھا۔ اور یہ محبت دوسروں کو ناگوار تھی۔ قرآن حکیم سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ یہ لوگ بھی انبیاء تھے۔ بلکہ حضرت یعقوب کی بدگمانی اور ان کے دوسرے افعال سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ انبیاء نہ تھے۔ کیونکہ انبیاء کا دل اس نوع کے جذبات سے پاک ہوتا ہے۔

حل لغات

ساجدین۔ خواب میں چاند اور سورج چونکہ جھک گئے تھے اس لئے انہیں انسان فرض کر لیا گیا۔ اور ساجدین کہا گیا۔ ورنہ ساجدۃ ہونا چاہئے تھا۔

تاویل الاحادیث۔ باتوں کی تہ کو پہنچنا۔ لفظ عام ہے۔ مگر مراد یہاں تعبیر رؤیا ہے۔

ضلال۔ گمراہی۔ مغلوب ہونا، گم ہونا، ہلاک ہونا، ضلال کا لفظ عربی میں وسیع معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ لغزش کے لئے کہ گناہ کبیرہ تک سب کو ضلال کہا جاتا ہے۔ اس لئے جہاں یہ استعمال ہو۔ وہ موقع دیکھ لینا چاہئے، کہ کن معنوں میں یہاں استعمال ہوا ہے۔ یہاں مغلوب ہونے کے معنے ہیں۔ ان ابانا لفی ضلال مبین

۱۲- اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○

۱۲- اُسے کل ہمارے ساتھ بھیج کہ کچھ چرائے اور کھیلے۔ اور ہم اُس کے محافظ ہیں ○ ف۱

۱۳- قَالَ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ○

۱۳- بولا مجھے اس سے غم ہوتا ہے کہ تم اُسے لے جاؤ، اور ڈرتا ہوں کہ اُسے بھیڑیا کھا جائے اور تم اُس سے غافل رہو ○

۱۴- قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ○

۱۴- بولے، اگر اُسے بھیڑیا کھا جائے اور ہم قوی جماعت ہیں تو تو ہم زیاں کار ہوئے ○

۱۵- فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

۱۵- پھر جب اُسے لے گئے اور اس امر پر اتفاق کیا کہ اُسے تاریک کنوئیں میں ڈال دیں، اور ہم نے یوسف کو وحی بھیجی کہ تو اُن کے اس کام کو ان کو کسی دن خبردار کرے گا۔ اور وہ نہ جانیں گے ○ ف۲

۱۶- وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ○

۱۶- اور اندھیرے اپنے باپ کے پاس روتے آئے ○

۱۷- قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ

۱۷- کہا اے باپ ہم آپس میں آگے نکلنے کو دوڑنے لگے اور یوسف کو اسباب

ف۱

یرتع و یلعب۔ سے معلوم ہوا کہ کھیل کو منع نہیں بلکہ جائز و مستحسن ہے، کھیل وہ منع ہے۔ جس میں محض وقت ضائع ہوتا ہے جسم انسانی و فکر انسانی کو اس سے کوئی راحت نہ ملے۔ وہ کھیل اور ورزش جس سے طبیعت میں انشراح و نشاط پیدا ہو۔ درست ہے۔

قرآن کا مقصد جب کسی واقعہ کو بطور عبرت پیش کرنا ہوتا ہے تو وہ غیر ضروری تفصیلات کو جو آرائش افسانہ کے قبیل سے ہیں، ترک کر دیتا ہے۔ اور صرف وہ حصہ ذکر کرتا ہے جو اصل مقصود ہے۔

ف۲

خدا کا قانون ہے کہ جب دُنیا کی امانت کے پیشتے منقطع ہو جائیں۔ آپس کا رشتہ ٹوٹ جائے، اور یاس کے بادل اُمنڈ آئیں۔ اُس وقت وہ اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے جب یوسف کے بھائیوں کا خون سفید ہو گیا۔ اُن کے دلوں میں شفقت و اخوت کے سوتے خشک ہو گئے۔ اور وہ ظالمانہ سلوک پر مستعد ہو گئے۔ تو اس وقت اللہ کی رحمت جوش میں آئی۔ اس کا ہواتف کرم نوجوان ہوا اور یوسف کو تاریک کنوئیں میں سلامتی و کامیابی کی خوشخبریاں سُنائی دینے لگیں۔ اللہ نے کہا۔ فکر نہ کرو، ایک وقت آئے گا۔ کہ تم انہیں شرمندہ کرو گے، اور انہیں معلوم نہیں ہوگا۔ کہ تم یوسف ہو۔

حلِ لُغات

یرتع۔ آزادی سے کھانا پینا۔

عِندَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ ۖ وَمَا أَنتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ ○

۱۸- وَجَاءُوا عَلَىٰ قَمِيصِهِ بِدَمٍ كَذِبٍ ۚ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنفُسُكُمْ أَمْرًا ۖ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ○

۱۹- وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَىٰ دَلْوَهُ ۖ قَالَ يَا بُشْرَىٰ هَٰذَا غُلَامٌ ۚ وَأَسَرُّوهُ بِضَاعَةً ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ○

۲۰- وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ ۚ وَكَانُوا فِيهِ

کے پاس یوسف کو بٹھا دیا سو اسے بھیڑیا کھا گیا اور تُو تو ہماری بات باور نہ کرے گا، اگرچہ ہم سچے ہوں ○

۱۸ - اور اس کے کرتے پر جھوٹا لہو لگا لائے، یعقوب بولا، ہرگز نہیں بلکہ تمہارے نفس نے تمہارے لئے ایک حیلہ بنایا ہے اب صبر ہی بہتر ہے اور جو کچھ تم کہتے ہو اس پر اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں ○ ف۱

۱۹ - اور ایک قافلہ آگیا، اُنہوں نے اپنا سقا (پانی کی تلاش میں) بھیجا اُس نے اپنا ڈول ڈالا، بولا کیا خوشی کی بات ہے یہ تو لڑکا ہے، اور اہل قافلہ نے اُسے بطور پونجی چھپا لیا اور اللہ جانتا تھا جو وہ کرتے تھے ○

۲۰ - اور اُنہوں نے اُسے بقیمت ناقص چند گنتی کی پاؤلیوں پر بیچ دیا۔ اور اس سے

ف۱ جب برادران یوسف رات کے وقت دھاڑیں مارتے ہوئے لوٹے۔ تو کہنے لگے کہ ابا! آپ ہمیں باور مانیں۔ یوسف کو بھیڑیئے نے کھا لیا ہے۔ اور ثبوت میں یوسف کا خون میں تر بتر قمیص پیش کر دیا۔ جس میں جھوٹ موٹ خون لگا لیا گیا تھا۔ حضرت یعقوب نے فراست نبوی سے پہچان لیا۔ کہ یہ جھوٹ ہے اس لئے ان سے کہہ دیا۔ کہ یہ محض فریب ہے تم نے یہ قصہ میرے سامنے سرخرو ہونے کے لئے بنالیا ہے۔ اس میں کوئی صداقت نہیں۔
اس کے بعد اس مصیبت عظمیٰ پر اپنے صبر کا اظہار کیا۔ اور کہا۔ کہ ان مواقع پر صبر ہی بہترین ہے۔ اللہ ہماری مدد کرے گا۔

حل لغات

سَیَّارَۃٌ۔ گھومنے پھرنے والے سیاح

وَارِدَھُمْ۔ وارد وہ ہوتا ہے جو قافلے کے آگے آگے چلتا ہے۔ تاکہ پانی اور گھاس وغیرہ کی دیکھ بھال کرے۔ اور ٹھہرنے کے لئے اچھی جگہ تلاش کرے۔

مِنَ الزَّاهِدِينَ ۝

بیزار تھے ۝

۲۱- وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ۭ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۡ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۭ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓي اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

۲۱ - اور جس مصری نے اُسے خریدا، اپنی عورت سے کہا، اس کو عزت سے رکھ، شاید ہمارے کام آئے۔ یا ہم اُسے بیٹا بنالیں، اور اسی طرح ہم نے یُوسف کو اس زمین میں جگہ دی، اور تاکہ ہم اُسے باتوں کی تاویل سکھلائیں، اور اللہ اپنے امر پر غالب ہے۔ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے ۝ ف

۲۲- وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝

۲۲ - اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا، ہم نے اُسے حکم اور علم دیا۔ اور اسی طرح ہم نیکوں کو جزا دیا کرتے ہیں ۝

۲۳- وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ

۲۳ - اور جس عورت کے گھر میں وہ تھا اس نے اس کو اس کے نفس سے پھسلایا۔ اور دروازے بند

یُوسفؑ مصر میں!

ف یہاں سے پھر اصل قصّہ کا آغاز ہوتا ہے ۔

حضرت یُوسفؑ کو جب بھائی کنوئیں میں ڈال کر چلے گئے تو وہاں سے ایک قافلہ گزرا۔ اور پانی کی تلاش میں وہ اس کنوئیں پر ٹھہر گیا۔ کنوئیں میں ڈول ڈالا۔ تو معلوم ہوا کہ اس میں ایک خوش طلعت لڑکا موجود ہے۔ وہ مارے مسرت کے چلا اُٹھے۔ کہنے لگے۔ زہے قسمت! ہمیں ایک نہایت حسین لڑکا مل گیا ہے۔ اس کے بعد یوسفؑ کو قیمتی سرمایہ سمجھ کر چھپالیا۔ اور مصر میں نہایت سستے داموں یعنی چند درہموں کے عوض بیچ ڈالا۔ کیونکہ وہ اس کی حقیقی قدر و قیمت سے آگاہ نہ تھے ۔

خریدار عزیز مصر تھا۔ گھر لے جاکر بیوی کو تاکید کردی کہ اسے عزت و آرام سے رکھیو۔ عجب نہیں کہ یہ ہمیں فائدہ دے۔ یا ہم اسے بیٹا ہی بنالیں ۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت یُوسفؑ کے لئے میدان صاف کردیا۔ اور انہیں تمکّن فی الارض کے لئے موقع دیا، یعنی سرزمین مصر میں جگہ دی ۔

غور کیجئے قسمت اپنے کام کس درجہ منظم طریق پر انجام دیتی ہے۔ یُوسفؑ جب کنعان میں ہیں۔ شفیق والد ہر وقت نگاہ میں رکھتے ہیں۔ ایک لمحہ آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دیتے۔ ایک خواب بھائیوں کے دل میں حسد و رشک کے جذبات پیدا کردیتا ہے۔ بھائی جنگل میں خود وہ ایک گہرے اور تاریک کنوئیں میں پھینک دیتے ہیں تاکہ ہلاک ہوجائے۔ خدائے علیم دیکھ رہے ہیں۔ ایک قافلہ کو بھیج دیتے ہیں۔ اور وہ انہیں عزیز مصر کے گھر پہنچا دیتا ہے ۔

کس قدر عبرت کا مقام ہے کہ یُوسفؑ، خاندان نبوت کا چشم و چراغ، غلاموں کی طرح بکتا ہے۔ اور کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ یہی غلامی آقائی کی تمہید بن جاتی ہے ۔

اللہ نے اپنے ارادوں کی تکمیل کیلئے حیرت انگیز طریق اختیار کئے ہیں۔

دیکھئے حضرت یُوسفؑ کو کن کن طریقوں سے مصر کی وزارت ملتی ہے ۔

الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَیْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

۲۴- وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ ۝

۲۵- وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِیْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَیَا سَیِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّاۤ اَنْ یُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ

کر لئے۔ اور کہا جلد آ۔ یوسفؑ بولا، اللہ کی پناہ۔ وہ میرا آقا ہے۔ اس نے میرا اچھا ٹھکانا کیا۔ البتہ ظالم لوگ بھلائی نہیں پاتے ۝ ف۱

۲۴- اور عورت نے اس کے ساتھ ارادہ کیا۔ اور اگر یوسفؑ اپنے رب کی طرف کے برہان نہ دیکھتا تو وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا۔ یوں ہی ہوا۔ تاکہ ہم اس سے بدی اور بے حیائی کو ہٹائیں، کہ وہ ہمارے منتخب بندوں میں تھا ۝ ف۲

۲۵- اور دونوں دروازے کی طرف بھاگے، اور عورت نے یوسفؑ کا کرتہ پیچھے سے پھاڑ دیا، اور عورت کا شوہر دروازے کے پاس دونوں کو مل گیا۔ عورت بولی جس نے تیری عورت کے ساتھ بدی کا ارادہ کیا، اس کی اور کیا سزا ہے مگر یہ کہ قید کیا جائے یا دکھ کا عذاب

عفتِ نفس کی بہترین مثال!

ف۱ جب یوسفؑ جوان ہو گئے۔ تو عزیزِ مصر کی عورت نے اظہارِ عشق و محبت شروع کر دیا۔ اور ایک دن موقع پا کر مکان کے دروازے بند کر دیے۔ اور دعوت دی کہ یوسفؑ مصروفِ عیش ہوں۔ آپ نے کمال پاکبازی سے جواب دیا۔ کہ یہ کیونکر ممکن ہے۔ عزیزِ مصر نے تو مجھ پر احسان کئے ہیں۔ اور میں انہیں دکھ دوں۔ یہ ظلم مجھ سے نہ ہو سکے گا۔

یہ اس وقت کے تمدن کا صحیح نقشہ ہے۔ کہ امراء کی عورتیں عام طور پر عصمت فروش ہوتی تھیں۔ اور شہوات نفسانی میں اس درجہ غلو تھا۔ کہ اپنے غلاموں سے بھی پرہیز نہیں تھا۔ آج کل بھی اونچے طبقوں میں یہی کیفیت ہے۔ کیونکہ دولت کی فراوانی کے ساتھ دینی ضبط اور کنٹرول نہیں۔ جس سے نفس کی شورشوں کو روکا جا سکے۔

حضرت یوسفؑ کا ضبطِ نفس دیکھئے۔ گناہ پوری طاقت کے ساتھ دعوتِ عمل دے رہا ہے۔ خود جوان ہیں۔ عزیزِ مصر کی حسین و طرحدار عورت بلا رہی ہے۔ مکان بند ہیں، پوری خلوت ہے مگر یوسفؑ خدا سے پناہ مانگتے ہوئے صاف بچ جاتے ہیں۔ اور زبانِ حال سے گویا ہوتے ہیں ؎

ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جنبش میں
جسے غرور ہو آئے کرے شکار مجھے

ف۲ هَمَّتْ بِهٖ پر دراصل وقف ہے۔ اور هَمَّ بِهَا پر نہیں۔ مقصد یہ ہے۔ کہ عزیزِ مصر کی بیوی نے تو یقیناً بدی کا ارادہ کر لیا تھا۔ مگر یوسفؑ متوجہ نہیں ہوئے کیونکہ وہ برہانِ عزت کو بصیرت کی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے۔ موجودہ قرأت صحیح نہیں۔ اور لفظی صحت هَمَّ بِهَا کے معنی تیغِ نفسی کے ہیں۔ جو طبعی بات ہے۔ انبیاء قوتِ رجولیت سے تو بہر حال دوسرے لوگوں سے زیادہ بہرہ مند ہوتے ہیں کیونکہ ان کی قوتیں بے لوث رہتی ہیں۔ اور ضائع نہیں ہوتیں مگر اس قوت کا استعمال کبھی ناجائز طریق پر نہیں ہوتا۔ (وہ باقی ہیں)

اَلِيْمٌ ○ — دیا جائے ○

۲۶- قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَّفْسِي وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○

۲۶- یوسفؑ بولا۔ اسی نے مجھ سے یہ خواہش کی تھی کہ میں اپنے نفس کو اس کے سپرد کر دوں۔ اور عورت کے لوگوں میں سے ایک گواہ نے یوں گواہی دی کہ اگر اس کا کرتہ آگے سے پھٹا ہے تو عورت سچی اور وہ جھوٹا ہے ○

۲۷- وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○

۲۷- اور اگر اس کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو عورت جھوٹی اور وہ سچا ہے ○

۲۸- فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۭ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ○

۲۸- پھر جب عورت کے شوہر نے اس کا کرتہ پیچھے سے پھٹا دیکھا، تو بولا بے شک تم عورتوں کا فریب ہے۔ البتہ تمہارا فریب بڑا ہے ○ ف۱

۲۹- يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ښ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ○

۲۹- اے یوسفؑ۔ اس بات سے درگزر کر، اور اے عورت۔ اپنے گناہ کی معافی مانگ تو ہی خطاکاروں میں ہے ○

آیت کا مقصد یہ ہوگا۔ کہ اس دعوتِ معصیت پر حضرت یوسفؑ کا طبعی حد تک متاثر ہونا لازم تھا مگر برہانِ نبوت نے انہیں بچا لیا۔ اور حقیقت میں معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت یوسفؑ نے باوجود نفسانی کشاکش کے جذبات پر فتح حاصل کر لی۔ یہی اصل عفت ہے۔ کہ تقاضائے بشری مجبور کرے اور نفسِ نبوی آگے روک کر کھڑا ہو جائے۔

وہ شخص جس کے دل میں گناہ کی تحریک ہی پیدا نہ ہو۔ وہ اگر بچ جائے تو کمال نہیں۔ کمال یہ ہے کہ باوجود نہایت خواہشِ نفس کے انسان عفیف رہے۔

ف۱

اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ۔ عزیزِ مصر کا مقولہ ہے۔ کہ تمہارے مکر بہت خطرناک ہیں۔ اور وہ بھی اس زمانے کی عورتوں کے لئے۔ عام عورتوں کے باب میں یہ صحیح نہیں۔ اسلام نے عورتوں کو عفیف قرار دیا ہے۔ اور ان کی عزت کی ہے۔ اور واقع بھی یہی ہے کہ عورتیں عموماً مردوں سے زیادہ عفیف ہوتی ہیں۔ گناہ کی تحریک مردوں کی جانب سے ہوتی ہے۔ اگر مرد خود پاکباز رہیں۔ اور عورتوں کی بہتر تربیت کریں۔ تو پھر اس نوع کے خطرات باقی نہیں رہتے۔

حلِ لغات

كَيْدِكُنَّ ۔ جمع تیرا مکر، فن۔

۳۰۔ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۚ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

۳۰۔ اور شہر کی عورتوں نے آپس میں کہا، عزیز کی عورت اپنے غلام کو بدی پر پھسلاتی ہے، اور اُس کی محبت میں فریفتہ ہو گئی ہے، ہم اُسے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں ○

۳۱۔ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ○

۳۱۔ پھر جب عزیز کی عورت نے عورتوں کے مکر کو سُنا تو اُن کی طرف بُلاوا بھیجا اور اُن کے لئے محفل جمائی اور اُن میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک چھری دی اور یوسف سے کہا، اُن کے سامنے نکل آ۔ پس جب عورتوں نے اُسے دیکھا، تو اُسے بڑا جانا۔ اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ اور کہا، حاشا للہ، یہ انسان نہیں۔ یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے ○ ف

۳۲۔ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ

۳۲۔ عزیز کی عورت نے کہا، یہی ہے وہ جس کی بابت

ازدیادِ محبت

ف خوشبو اور محبت ہزار پردوں میں ہو، چھپی نہیں رہتی، خاتونِ مصر کے عشق کا دُور دُور چرچا ہو گیا۔ گھروں میں عورتیں طعنے دینے لگیں کہ اسے بھی کیا محبت جو اپنے غلام سے ہو۔ اور والہانہ ہو۔ یہ صریح گمراہی اور سفلہ پن ہے ٭

بات یہ ہے کہ جب تک واردات محبت سے کوئی شخص آگاہ نہیں ہوتا۔ وہ شان کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ انہیں کیا معلوم یوسف میں کیا جادو ہے۔ جو عزیز مصر ایسی شریف خاتون عزت و ناموس سے بے پروا ہو کر باولی ہو رہی ہے ٭

جب امرأۃ العزیز کو معلوم ہوا کہ کچھ عورتیں میرے یوسف پر طعنہ زن ہیں۔ اور میری محبت پر حرف گیر۔ تو اس نے ایک [illegible] طعام کا انتظام کیا۔ عورتیں آ کر مسندوں پر بیٹھ گئیں۔ چھریاں ہاتھ میں لیں اور کھانے پینے میں مصروف ہو گئیں۔ اور حضرت یوسف کو حکم ہوا۔ کہ اس محفل طرب و ناز میں داخل ہوں تاکہ جلوۂ پاک سے انہیں مسحور کر دیں۔ انہیں بتلا دیں کہ عزیزہ مصر کا عشق کسی معمولی شخصیت کے ساتھ نہیں ٭

حضرت یوسف ہزاروں ہزار تقدس اس مجلس ناز میں اچانک داخل ہوئے۔ عورتوں نے دیکھا کہ حُسن ظاہری کے ساتھ حُسن باطنی کی بھی کمی نہیں۔ اور جبین تقدس سے پاکبازی کی شعاعیں نکل رہی ہیں۔ تو بے اختیار بول اُٹھیں، سُبحان اللہ یہ انسان نہیں، کوئی پاک سیرت اور بزرگ فرشتہ ہے۔ ہاتھ بے خودی میں کاٹ لئے۔ نازک نازک اُنگلیاں زخمی ہو گئیں۔ عزیزہ مصر کو موقع مل گیا۔ اُس نے چمک کر کہا۔ یہی ہے وہ مردِ مقدس، جس پر میں سو جان سے عاشق ہوں۔ اسی کے بارہ میں تم مجھے ملامت کرتی تھیں۔ میں نے بہتیری کوشش کی، کہ کسی طرح اس کو اپنی طرف مائل کروں۔ مگر یہ بچ رہا۔ یہ درست ہے۔ اب کی میں اسے مجبور کر دوں گی۔ اور اگر یہ وہ کام نہ کریگا جو میں اسے کہتی ہوں۔ تو جیل میں بھجوا دوں گی ٭

فِيهِ ۖ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ۖ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ○

تم نے مجھے ملامت کی۔ بیشک اُسے پھسلایا تھا کہ اپنا نفس میرے حوالہ کرے سو اُس نے آپ کو بچایا اور البتہ اگر میرا کہا نہ مانے گا، تو قید میں جائے گا، اور ذلیل ہوگا ○

٣٣- قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ○

٣٣- بولا اے رب جس بات کی طرف مجھے بلاتی ہیں اس سے قید خانہ مجھے زیادہ پسند ہے اور اگر تو ان کا فریب مجھ سے دفع نہ کرے تو میں اُن کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور جاہلوں میں ہوں گا ○

٣٤- فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۚ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

٣٤- سو اس کے رب نے اس کی دعا قبول کی۔ پھر اس سے ان کا فریب ہٹایا۔ البتہ وہ سنتا جانتا ہے ○ ف۱

٣٥- ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ○

٣٥- پھر لوگوں کو نشانیاں دیکھنے کے بعد یوں سوجھا کہ اُسے ایک وقت تک قید رکھیں ○

ف۱

حضرت یوسف نے عزیزہ مصر کو تو یہ جواب دیا۔ کہ میں جیل میں جانا پسند کرتا ہوں۔ مگر یہ دعوت معصیت قبول نہیں۔ اور ان عورتوں کے متعلق جو دیدہ جرات ہیں کہ یوسف کو کم نہیں۔ اور جو احتی ... کہ کسی طرح ہماری کوئی ادا اُسے پسند آجائے۔ یہ دعا مانگی۔ کہ اے اللہ ان نازک مواقع پر تو ہی ہے جو اپنے بندوں کو گناہوں سے بچاتا ہے۔ جب چاروں طرف سے مصیبت کے بادل گھر آئیں۔ تو تو ہی ہے جو بھلائی کی توفیق مرحمت فرماتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس مقام پر حضرت یوسف کا دعا کرنا اور برائی سے متاثر نہ ہونا انتہا درجے کی خدا پرستی ہے ○

غور کرو۔ خوش جمال عورتوں کا پرا جما بیٹھا ہے۔ اور عشق و محبت کے تیر برسائے جا رہے ہیں۔ آتش نفس کو بھڑکایا جا رہا ہے۔ مگر وہ اللہ کا بندہ پیشگاہ جلالت میں دست بدعا ہے کہ خدایا اس مصیبت سے بچا۔ اس ہنگامہ سے مجھے نکال۔ اور عاصمتہ اللہ کی جانب رجوع ہے۔ خدا کا خوف دل پر غالب ہے ○

حلِّ لُغات

(٥٦٩ و ٥٧٠)

شَغَفَهَا۔ غلاف قلب میں محبت سما گئی ○ ابوعبیدہ: محبت نے دل بچھو ڈنک دیا ○ جوہری: بادلا کر دیا ○ نحاس: دل کے ساتھ محبت چپک گئی ○ دل کے پردوں کو چاک کر گئی ○ نسین: مختلف معانی ہیں۔ غرض ایک ہے یعنی غلبہ عشق و جنون ○

مُتَّكَاً۔ مسند۔ بعض نے تخفیف کے ساتھ بھی پڑھا ہے۔ جس کے معنے ترنج کے ہیں ○

اَكْبَرْنَهٗ۔ مفسرین نے مختلف معانی کئے ہیں۔ جو دور دراز کے ہیں۔ در اصل اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ انہوں نے خلاف توقع حضرت یوسف کو نہایت قابل احترام پایا ○

۳۶- وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ ۚ قَالَ أَحَدُهُمَآ إِنِّيٓ أَرٰىنِيٓ أَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْأٰخَرُ إِنِّيٓ أَرٰىنِيٓ أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي خُبْزًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۚ نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِ ۚ إِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ○

۳۶- اور اس کے ساتھ قید خانہ میں دو جوان داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک بولا۔ میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ میں شراب نچوڑتا ہوں اور دوسرے نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ اپنے سر پر روٹی اٹھائے ہوں۔ اس میں سے پرندے کھاتے ہیں۔ ہم تجھے نیک آدمی دیکھتے ہیں تو ہمیں اس کی تعبیر بتلا ○

۳۷- قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهٖ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ۚ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّيٓ ۚ إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْأٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُونَ ○

۳۷- بولا۔ جو کھانا تمہیں ہر روز ملتا ہے تمہارے پاس آنے نہ پائے گا کہ اس کے آنے سے پہلے میں اس کی تعبیر تمہیں بتلاؤں گا۔ یہ وہ علم ہے جو میرے رب نے مجھے سکھلایا۔ میں نے ان کا دین چھوڑ دیا جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور آخرت کے منکر ہیں ○ ف ۱

۳۸- وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيٓ إِبْرٰهِيمَ

۳۸- اور میں اپنے باپ دادوں ابراہیم اور اسحاق

مسلمان قیدی کے فرائض دینی

ف ۱

اللہ کے نیک بندے جہاں کہیں ہوں اپنے فرائض تبلیغ سے غافل نہیں رہتے۔ اور اپنے کردار وعمل کو یہ ثابت کرتے رہتے ہیں کہ ہم نیکی کے داعی اور بھلائی کے منار ہیں ۔

حضرت یوسف جیل میں بھیجے گئے۔ کیونکہ انہوں نے عزیزہ مصر کی محبت کو ٹھکرا دیا تھا اور ہوائے نفس کی مخالفت کی تھی۔ ان کے ساتھ دو اور قیدی تھے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک شراب کو نچوڑ رہا ہے۔ اور دوسرے کے سر پر روٹیاں ہیں۔ جنہیں پرندے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں۔ حضرت یوسف کو نیک و صالح سمجھ کر تعبیر دریافت کی۔ حضرت یوسف نے کہا۔ کہ میں ضرور تعبیر بتلاؤں گا۔ پہلے چند گزارشات سن لیجئے۔ اس کے بعد ان کا پورا وعظ مذکور ہے۔ جس میں انہوں نے نہایت خوبی کے ساتھ مسئلہ توحید کو بیان کیا۔ اور ان کی اس عقیدت سے جائز فائدہ اٹھایا۔ پوچھا۔ کہ بتاؤ۔ تم بہت سے خداؤں کو پسند کرتے ہو۔ یا ایک مالک کو جو سب پر حاکم ہو؟ غرض یہ تھی۔ کہ یہ لوگ ایمان کی نعمت سے بہرہ ور ہو جائیں۔ قرآن چونکہ کامل دستور العمل ہے۔ اس لئے ضرور تھا۔ کہ وہ بتلائے کہ قیدیوں کے لئے کیا طریق کار ہو۔ وہ قید کے دن کس طرح کاٹیں ۔

اسوۂ یوسف اسیران بلا کے لئے بڑی حکمت ہے۔ مسلم قیدی کے فرائض میں ہے۔ کہ وہ وہاں بھی نیک اور صالح رہے۔ اور لوگ اس کے نیک نمونہ سے برابر استفادہ کرتے رہیں۔ جیل کی چار دیواری میں بھی وہ اس درجہ خود دار ہو کہ اِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ کی تلقین کرے اور سوائے (باقی برصفحہ)

وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝

اور یعقوب کے دین کا مطیع ہو گیا ہوں۔ ہمارا کام نہیں کہ کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرائیں، یہ ہم پر اور سب لوگوں پر اللہ کا فضل ہے۔ لیکن اکثر لوگ ناشکر ہیں ○

۳۹- يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝

۳۹- اے قید خانہ کے میرے دو رفیقو، بھلا کیا چند جدا جدا رب بہتر ہیں، یا اکیلا زبردست اللہ بہتر ہے ○

۴۰- مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ

۴۰- اس کے سوا جس چیز کو تم پوجتے ہو صرف چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں، اللہ نے ان کے بارہ میں کوئی سند نازل نہیں کی، حکم تو صرف اللہ ہی کا ہے اس نے فرما دیا ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرو، یہی سیدھا دین ہے

اللہ کے اذن کسی سے نہ ڈرے۔
جو یہ ہے کہ ... کے وقت
کو انسان برداشت کر لیتا ہے مگر معصیت
و ابتلا کی آزمائش کڑی ہوتی ہے
حضرت یوسف نے قصر شاہی میں
رہ کر عفاف و عصمت کا ثبوت دیا۔
اور جیل کی بند کوٹھڑی میں بھی تبلیغ
جاری رکھی۔

حلِ لغات

اَسْمَآءً۔ یعنے خالی نام۔ جس میں کوئی حقیقت نہ ہو۔
الدِّيْنُ الْقَيِّمُ۔ قائم رہنے والا دین۔

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۝

۴۱ - يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ۭ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ۝

۴۱ - اے قید خانہ کے میرے دو رفیقو! تم میں سے ایک تو اپنے مالک کو شراب پلائے گا اور دوسرا سولی پر چڑھایا جائے گا اور اُس کے سر میں سے پرندے کھائیں گے وہ کام فیصل ہو گیا جس میں تم دو فتوی چاہتے تھے ۝

۴۲ - وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۡ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ۝

۴۲ - اور جس کی نسبت یوسف کو گمان تھا کہ وہ ان دونوں میں سے بچے گا اُس سے کہا اپنے مالک کے پاس میرا ذکر کرنا سو شیطان نے اُسے اپنے مالک کے پاس اُن کا ذکر کرنا بھلا دیا، پھر وہ قید خانہ میں کئی برس رہا ۝ ف۱

۴۳ - وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۭ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ

۴۳ - اور بادشاہ نے کہا میں خواب میں سات موٹی گائیں دیکھتا ہوں، اُن کو سات دُبلی کھا رہی ہیں۔ اور سات ہری بالیں ہیں، اور دُوسری سُوکھی۔ اے دربار یو!

ع ۱۵

ذریعۂ حضوری

ف۱ حضرت یوسفؑ نے دونوں خواب دیکھنے والوں کو تعبیر بتلائی۔ ایک سے کہا۔ تو ساقی گری کے عہدہ کو سنبھالے گا۔ اور دُوسرے سے کہا۔ تو سُولی دیا جائے گا۔ اور پرندے تیرا گوشت نوچ نوچ کے کھائیں گے۔ جس کے متعلق انہیں خیال تھا کہ یہ فرعون مصر کا ساقی ہو گا۔ اُس سے کہہ کر مجھے یاد رکھیو۔ اور موقع پاکر بادشاہ سے میرا ذکر کیجیو۔ اتفاق کی بات ہے۔ کہ وہ رہا ہو کر حضرت یوسفؑ کے عہد کو بھول گیا۔ اور اس طرح مدت تک آپ کو جیل میں رہنا پڑا۔

بعض لوگوں نے فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ کو حضرت یوسفؑ کی جانب منسوب کیا ہے یعنی یہ مقام نبوت کے منافی ہے۔ کہ آپ پیغمبر ہو کر مصائب سے گھبرا جائیں۔ اور ایک مخلوق کو اعانت کے طالب ہوں۔ اس بھول کی یہ سزا تھی۔ کہ آپ کو مدت تک جیل میں رہنا پڑا مگر یہ صحیح نہیں۔ جیل میں رہنا کوئی محبوب شغل نہیں۔ حضرت یوسفؑ نے رہائی کے لئے کوشش کی۔ تو یہ بالکل جائز اور درست بات تھی اس میں بے صبری کی کوئی بات نہیں۔

حلِ لغات

بَقَرٰتٍ - بیل، گائیں۔

عِجَافٌ - جمع عجفاء - دُبلی پتلی۔

اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ ○

میرے خواب کی مجھے تعبیر دو، اگر تم خواب کی تعبیر دیتے ہو ○ ف۱

۴۴۔ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ ○

۴۴۔ بولے۔ یہ تو پریشان خواب ہیں۔ اور ہم اُڑتے خیالوں کی تعبیر نہیں جانتے ○

۴۵۔ وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ○

۴۵۔ اور جو ان دونوں میں سے بچ گیا تھا اُسے اور اُسے مدت کے بعد یاد آیا۔ میں تمہیں اس کی تعبیر بتاؤں گا مجھے جانے دو ○

۴۶۔ یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّیْٓ اَرْجِعُ اِلَی النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ ○

۴۶۔ جا کر کہا، اے یوسف اے سچے آدمی سات موٹی گائیں ہیں جنہیں سات دُبلی کھاتی ہیں اور سات سبز بالیں ہیں، اور دوسری سُوکھی، اس بارہ میں ہمیں فتویٰ دے کہ میں لوگوں کے پاس لوٹ کر جاؤں شاید اُن کو معلوم ہو ○

ف۱

اللہ کی مدد اور نصرت کے عجیب ڈھنگ ہیں۔ ساقی کو بھول گیا۔ مگر اللہ کو اپنے بندے کی بیچارگی یاد تھی۔ بادشاہ نے عجیب و غریب خواب دیکھا۔ اور مصاحبین سے کہا خواب کی تعبیر بتاؤ۔ اگر تمہیں علم ہے اُنہوں نے کہا۔ یہ خیالات پریشان ہیں۔ اور اصل بات یہ ہے۔ کہ ہم اس فن کے ماہر بھی نہیں۔ اُس وقت ساقی کو یاد آیا۔ کہ جیل کی کوٹھڑی میں ایک عالم تعبیر بند ہے اس کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ چنانچہ اس نے بادشاہ سے اجازت چاہی اور کہا، مجھے جیل میں جانے کی اجازت مرحمت ہو، میں ان شاء اللہ تعبیر بتلا سکوں گا۔ چنانچہ اُس کو اجازت مل گئی ●

یہ یاد رہے کہ شراب ابتدا سے حرام ہے۔ یہاں صرف ایک واقعہ کا اظہار ہے۔ کہ بادشاہ وقت شراب کا عادی تھا۔ حلت و حرمت سے قطعی بحث نہیں ●

حلِ لُغات

اَضْغَاث۔ جمع ضغث۔ خشک و تر گھاس کا ملا ہوا گٹھہ ● اَحْلَام جمع حُلُم یعنے خواب۔ یہی مجموع۔ اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ یعنے خوابہائے پریشان کہ جن کی تعبیر درست نہ ہو۔ بجہت اختلاط احوال متقول و غیر متقول ● اُمَّة۔ جماعت، پیروان انبیاء، ملت، امام، پیشوا ●

۴۷- قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِیْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ○

۴۷- کہا تم سات برس پے در پے کھیتی کرو گے سو جس قدر تم کاٹو اُس کو اُس کی بالوں میں رہنے دو۔ مگر تھوڑا نکال لو، جو تمہارے کھانے کے کام آئے ○

۴۸- ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ یَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ○

۴۸- پھر اس کے بعد سات برس سختی کے آئیں گے وہ اُس سب کو کھا جائیں گے جو تم نے ان برسوں کے لئے رکھا ہے مگر تھوڑا سا جو تم بچا رکھو ○

۴۹- ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِیْهِ یُغَاثُ النَّاسُ وَ فِیْهِ یَعْصِرُوْنَ ○

۴۹- پھر اس کے بعد ایک سال آئے گا جس میں لوگ بارش پائیں گے۔ اور (انگور) نچوڑیں گے ○ ف

۵۰- وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ

۵۰- اور بادشاہ نے کہا میرے پاس اُسے لے آؤ۔ سو جب یوسف کے پاس قاصد آیا، یوسف نے کہا اپنے مالک کے پاس چلا جا اور اُس سے

تعبیر کا ایک اصول

ف حضرت یوسف نے خوابوں کی جو تعبیریں بتائی ہیں۔ ان کو اصل خواب کی ہیئت کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ ان خوابوں کی یہی تعبیریں ہو سکتی ہیں۔ مثلاً جو شراب نچوڑ رہا ہے وہ ساقی ہے۔ جس کے سر پہ سے پرندے روٹیاں نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں۔ وہ سُولی دیا جائے گا اور پرندوں کا طعمہ بنے گا۔ اسی طرح بادشاہ کا خواب جو قحط کی پیشگوئی ہے۔ کس قدر واضح ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تعبیر کا علم گو وجدانی ہے لیکن یہ مسلم ہے کہ خواب کی کیفیت اور تعبیر میں ایک ربط ہونا چاہئے۔ یہ ربط جس قدر صحیح ہو گا، اسی قدر صحت کا گمان غالب ہو گا۔ یہ ایک اصول ہے جس سے فن تعبیر پر قدرے روشنی پڑتی ہے اور بھی بہت سی چیزیں ہیں۔ جن کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ اور وہ تعبیر میں مدد دیتی ہیں۔ مثلاً خواب دیکھنے والے کے رجحانات۔ اس کا محل بعثت اور عام حالات۔ کیونکہ ان چیزوں کی رعایت کے بغیر صحیح نتیجہ پر پہنچنا قطعی درست نہیں ہوتا۔

حلِ لغات

یُغَاثُ۔ غیث سے ہے جس کے معنے بادل کے ہیں۔
الرَّسُوْلُ۔ ایلچی، قاصد۔

مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّیْ بِکَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ ○

پوچھ کر اُن عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔ میرا رب اُن کے فریب جانتا ہے ○

۵۱۔ قَالَ مَا خَطْبُکُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ یُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ الْئٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ؗ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ○

۵۱۔ بادشاہ نے کہا۔ اے عورتو! تمہارا کیا حال تھا۔ جب تم نے یوسفؑ کو پھسلایا تھا! بولیں، حاشا للہ۔ ہمیں اُس کی کوئی بُرائی معلوم نہیں۔ عزیز کی عورت نے کہا۔ اب حق ظاہر ہو گیا۔ میں نے خود اس کے نفس کو پھسلایا تھا۔ اور وہ سچوں میں ہے ○ ف ۱

۵۲ ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ کَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ ○

۵۲۔ یہ اس لئے تاکہ وہ معلوم کر سکے کہ میں نے اس کی غیبت میں اُس کی خیانت نہیں کی اور یہ کہ اللہ خیانت کرنے والوں کا فریب چلنے نہیں دیتا ○

ف ۱ چوبدار جب رہائی کا مژدہ لے کر حضرت یوسفؑ کے پاس پہنچا۔ تو آپ نے فرمایا۔ میں اس طرح جیل سے باہر آنے کے لئے تیار نہیں۔ سب سے پہلے میرے جرم کی تحقیقات ہو، اگر میں بے قصور ثابت ہو جاؤں۔ تو پھر مجھے اس نوازش خسروانہ کے قبول کرنے میں دریغ نہ ہوگا۔ ورنہ میں یہ نہیں کہلانا چاہتا کہ مجرم ہوں۔ اور سزا کے دن پورے کر کے جیل سے رہائی حاصل کی ہے۔

بادشاہ نے عورتوں کو بلایا۔ اور پوچھا۔ بتاؤ۔ کیا تم یوسفؑ میں کوئی عیب پاتی ہو۔ اور کیا تم نے یوسفؑ کو مائل کرنے کی کوشش کی تھی ہو؟ انہوں نے بالاتفاق اقرار کیا، کہ یوسفؑ بے عیب ہے۔ ہماری شرارت تھی، کہ ہم نے اُسے ورغلانا چاہا اور اسے ایک عام انسان سمجھ کر اپنے دام تزویر میں پھنسانا چاہا۔ عزیزہ مصر نے جب دیکھا کہ حالات منکشف ہو گئے اور میری عصمت کا بھانڈا پھوٹ کر رہے گا۔ تو اس نے از خود اقرار کر لیا۔ کہ میں مجرم ہوں۔ اور میرا یوسفؑ بے قصور ہے۔

اس عجیب طریق سے پورے دربار میں یوسفؑ کی پاکدامنی اور حیرت انگیز عفت کا اظہار ہو گیا۔ اور یہی حضرت یوسفؑ چاہتے تھے۔

غرض یہ ہے کہ اگر نفس گناہ سے آلودہ نہ ہو تو تہمتیں اور سزائیں عارضی ہوتی ہیں۔ ایک وقت آتا ہے، جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو سُرخرو کر دیتے ہیں۔ اور تمام لوگ جو اس کی تذلیل میں حصہ لیتے ہیں۔ نادم ہوتے ہیں اور خود ذلیل ہوتے ہیں۔ حقیقتوں کے بادل چھٹ جاتے ہیں۔ اور حقیقت پوری شان و شوکت سے جلوہ گر ہوتی ہے۔

حلِّ لغات

مَا خَطْبُکُنَّ۔ خطب کے معنے حالت و کیفیت کے ہیں۔ کہ رائج نزاع۔